سُنی وشیعہ مکالمہ

باغ فدک

مال فئی یا نبی کی ذاتی ملکیت



صدیوں سے جاری سُنی وشیعہ کے مابین اہم اختلافی مسئلے باغ فدک پر مدلل گفتگو اور اہل تشیع معتبر کتب سے اہل سنت مؤقف کی تائید کے نا قابل تردید ثبوت!

Darul Tehqeeq wa Difa-e-Sahaba
www.sunnilibrary.com



اہلسنت: جعفر صادق (ممتاز قریشی)
اہل تشیع: بخش حسین حیدری

تاریخ: 4 جنوری سے 10 جنوری 2022ع

واٹس آپ گروپ: الاقتصاد فی الاعتقاد (اہل تشیع)


سُنی لائبریری ڈاٹ کام
دارالتحقیق ڈاٹ کام
WWW.SUNNILIBRARY.COM
WWW.DARULTEHQIQ.COM
دفاع اہل سنت و رد رافضیت

بخش حسین حیدری شیعہ: @جعفر صادق، آپ اب گفتگو کر سکتے میں نو بجے تک حاضر ہو تا ہوں۔

علی میلانی: السلام علیکم @جعفر صادق ، برادر گفتگو کا آغاز کب ہو؟ آپ نے جنوی یا فروری کا کہا تھا اگر آپ توضیح دیں تو بہتر تا کہ میں اپنی مصروفیات کی کو منظم کر سکوں۔

جعفر صادق: @علی میلانی، وعلیکم السلام۔ آج سے بخش صاحب سے گفتگو شروع کر رہا ہوں۔ دو تین دن کے اندر ختم کر دوں گا کیونکہ میں روایتی طریقے سے ہٹ کر گفتگو کروں گا۔ اس کے بعد آپ سے گفتگو کر سکتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو۔۔۔

علی میلانی: @جعفر صادق، اوکے برادر۔



جعفر صادق: یہ آپ کا دعوی تھا۔ آپ وضاحت کر دیجئے گا کہ اسی کے مطابق گفتگو کریں گے یا ترمیم کرنی ہے۔ میں گفتگو کے شرائط لکھ رہا ہوں۔ آپ بھی شرائط بھیج سکتے ہیں۔ متفقہ شرائط طئے کر کے آج ہی گفتگو شروع کرتے ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: میں اسی دعویٰ کے مطابق گفتگو کروں گا ۔ شرائط متفقہ لکھ لیں اگر کسی پر اعتراض ہوا تو بتا دوں گا۔

جعفر صادق: *شرائط برائے مکالمہ فدک*

1: گفتگو ٹو دی پوائنٹ ہو گی تحریری ہو گی۔ جب تک ایک نکتہ کلیئر نہ ہو دوسرا نکتہ زیر بحث نہیں لایا جائے گا۔

2: غیر متعلق سوالات و اعتراضات ممنوع ہوں گے اور ان کے جوابات دینا غیر ضروری، اسی طرح موضوع سے متعلق سوالات و اشکالات کے جوابات دوسرے فریق کو لازمی دینے ہوں گے۔

3: مقدسات کی توہین اور فریق مخالف کی ذات پر حملہ کرنے والے کی شکست فاش ہو گی۔

4: دلائل ☜ قرآن و سنت اور صحیح روایات بمعہ تائید اقوال علماء۔

دلائل کا رد ☜ قرآن و سنت اور صحیح روایات بمعہ تائید اقوال علماء۔

نوٹ: ذاتی رائے / استدلال مسترد کئے جائیں گے۔ دونوں فریق * اپنے مسلک کا دفاع اپنی کتب * سے کرنے کے مجاز ہوں گے اور تائید فریق مخالف کی کتب سے دکھا سکتے ہیں۔

5: فریق مخالف پر ذاتی حملے، بار بار پوچھنے کے باوجود جوابات نہ دینا، گروپ سے باہر نکالنے کی دھمکیاں دینا یا ایڈ من شپ سے بغیر اجازت ہٹایا تو گفتگو فورا ختم اور فریق مخالف کی شکست ہو گی۔

چیک کریں۔ کوئی کمی بیشی کرنی ہو تو بتادیں۔ گروپ میں اس وقت کافی ایڈ منز ہیں۔ بہتر ہو گا کہ ہمارے علاوہ دونوں طرف سے صرف ایک ایک ایڈ من ہو۔

صحیح احادیث اور قرآن کریم ہر گز متصادم نہیں ہیں! حدیث قرآن کو رد نہیں کرتی! شیعہ مناظر کا شرائط میں ترمیم کرنے کا بے تکا مطالبہ

بخش حسین حیدری شیعہ: یہاں پر ایک بات کی ترمیم کریں جی قرآن مجید کی آیت کا رد حدیث سے نہیں کیا جائے گا۔

جعفر صادق: یہ کیسا اشکال ہے۔ کیا اہل تشیع کے ہاں قرآن کی تفسیر امام معصوم کے قول سے نہیں کی جاتی؟ قرآن و سنت ایک ہی درجہ کی ہیں۔ دونوں وحی الٰہی ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: تھوڑی دیر بعد حاضر ہوتا ہوں۔ کیا قرآن مجید کا رد خبر واحد سے کیا جائے گا اس کو ثابت کریں فقہ حنفی کے مطابق برادر یا تسلیم کریں آپ غلطی پر ہیں رجوع کر لیں۔

جعفر صادق: اب یہ ایک اور موضوع۔ فدک پر گفتگو نہیں کرنی؟ وضاحت اور رد میں فرق سمجھیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: نیا موضوع نہیں ہے آپ کو معلوم ہونا چاہیے۔ بتائیں کیا قرآن مجید کا رد خبر واحد سے کیا جا سکتا ہے۔ فقہ حنفی کے مطابق جواب عنایت فرمائیں ۔ موضوع فدک ہی ہے۔

جعفر صادق: اللہ کے بندے۔ قرآن کا رد مطلب منکر قرآن۔ ☜ قرآن کی تفسیر کہاں سے کی جائے گی؟

بخش حسین حیدری شیعہ: چلیں اور آسان کر دیتا ہوں کیا قرآن مجید کی آیت کا رد حدیث سے ہو سکتا ہے فقہ حنفی کے مطابق؟ شاید خبر واحد سمجھ نہیں سکے آپ۔

جعفر صادق: ☜ قرآن کا رد نبی بھی نہیں کر سکتا۔ آپ غیر علمی سوال کر رہے ہیں۔ فدک پر گفتگو کرنی ہے یا نہیں؟ کیا اہل تشیع قرآن کا رد کرتے ہیں؟

بخش حسین حیدری شیعہ: پھر شرائط میں لکھیں۔

جعفر صادق: اففففف۔ قرآن کی تفسیر آپ لوگ کہاں سے کرتے ہو؟ چلیں۔ اس کا جواب دیں۔ کیا قرآنی آیات کو سمجھنے کے لئے احادیث لازمی ہیں۔؟

☜ قرآن کا انکار نہیں بلکہ اس کی تشریح کے لئے احادیث درکار ہوتی ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: میں نے تفسیر کی بات نہیں کی آپ سمجھنے سے قاصر بھائی۔ تفسیر اور حدیث الگ الگ ہیں آپ تفسیر کی طرف آ رہے ہیں۔

جعفر صادق: پھر قرآن کے رد سے آپ کی کیا مراد ہے؟

بخش حسین حیدری شیعہ: چلیں پھر سمجھا دیتا ہوں ۔ قرآن مجید کی آیت کے جواب میں کیا حدیث لاؤ گے ؟ آپ کو شرائط میں ایڈ کرنے پر کیا مشکل ہے۔

جعفر صادق: * کیا قرآن کی آیت کو سمجھنے کے لئے حدیث کی ضرورت نہیں ہوتی؟ آپ خود ہی اپنے آپ کو پھنسا رہے ہیں۔ فدک پر گفتگو کریں۔ شرائط میں کوئی اضافہ کرنا ہو تو بتا دیں۔ ایڈمنز کا جمع بازار ختم کریں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: حدیث سمجھنے کے لیے ہوتی ہے قرآن مجید کے رد کے لیے نہیں جب کہ میرا مطالبہ تھا رد پر، میں پھنسا نہیں رہا۔ خود لکھنے سے آپ پریشان ہو رہے ہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں ایڈمن آپ کے کہنے سے پہلے ختم کر دیے گئے ہیں۔

جعفر صادق: چلیں ٹھیک ہے۔ ہم صرف قرآن کی روشنی میں فدک پر گفتگو کرتے ہیں۔ دونوں طرف سے کوئی حدیث یا روایت پیش نہیں کی جائے گی۔ منظور ہے؟ 👍

بخش حسین حیدری شیعہ: شرائط میں اضافہ کروا رہا ہوں ۔ لکھیں قرآن مجید کی آیت کا رد حدیث سے نہیں کیا جائے گا۔

جعفر صادق: ایڈمنز واقعی ہٹا دئے گئے ہیں۔ سوری چیک نہیں کیا تھا۔ 👌

بخش حسین حیدری شیعہ: قرآن مجید کی آیت کو بغیر ترجمہ اور تفسیر کے سمجھ لیں گے آپ؟

جعفر صادق: ترجمہ روایت نہیں ہوتی۔ تفسیر سے آپ خود ہاتھ اٹھا رہے ہیں۔ ویسے سوچنے کی بات ہے کہ ایسی کونسی حدیث ہے جو قرآن کے خلاف ہو۔

بخش حسین حیدری شیعہ: میں تفسیر پر کلام ہی نہیں کیا برادر ۔ میں حدیث پر بات کی آپ تفسیر کی طرف چل پڑتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی حدیث قرآن کے مخالف نہیں ہے تو آپ شامل کریں شرائط میں برادر۔

جعفر صادق: اللہ کے بندے۔۔۔ جس حدیث میں قرآن کی آیت کے متعلق کوئی بات ہو گی تو وہ اس کی تفسیر ہی کہلاتی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن و احادیث ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہو سکتیں۔ جب امکان نہیں ہے تو ایسی غیر اہم بات کو شرائط میں کیوں شامل کریں؟ اور کسی حدیث میں کسی آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہو تو قبول کی جائے گی۔

بخش حسین حیدری شیعہ: کیا حدیث قرآن مجید کے خلاف نہیں ہوتی بھائی ۔ اگر نہیں ہیں تو لکھنے میں کیا حرج ہے۔

جعفر صادق: اسی لئے عرض کیا کہ یہ ایک اور موضوع ہے۔ کیا اہل تشیع کے ہاں صحیح قول معصوم خلاف قرآن ہو سکتا ہے؟ آپ موضوع سے ہٹ کر وقت ضائع کر رہے ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: قول صحیح ہو گا تو مانا جائے گا اگر غلط ہو گا تو دیوار پر ۔ آپ شرائط میں ترمیم کریں گے یا گفتگو کو ختم سمجھا جائے۔ میں وقت ضائع نہیں کر رہا، آپ ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔ موضوع فدک ہی ہے ۔ آخر کوئی تو بات ہے جو آپ ترمیم نہیں کر رہے۔

جعفر صادق: چلیں مکمل شرط اپنے الفاظ میں لکھیں۔ میں شامل کر دیتا ہوں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: قرآن مجید کی آیت کا رد حدیث سے نہیں کیا جائے گا ۔ اس کو ایڈ کریں۔ پھر دعویٰ لکھتا ہوں۔

جعفر صادق: کوئی بات نہیں۔ سادہ سی بات ہے۔ قرآن کی تفسیر حدیث سے کی جاتی ہے۔ یہ سُنی وشیعہ متفقہ امر ہے۔ حدیث سے قرآن کو رد نہیں کیا جاتا۔ حدیث سے قرآن کی تفسیر کی جاتی ہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: بس ٹھیک ہے اگر رد نہیں کیا جاتا تو لکھ دیں غلط مطالبہ نہیں کیا آپ سے۔

فائنل متفقہ شرائط برائے مکالمہ فدک
1: گفتگو ٹو دی پوائنٹ اور تحریری ہو گی۔ جب تک ایک نکتہ کلیئر نہ ہو دوسرا نکتہ زیر بحث نہیں لایا جائے گا۔
2: غیر متعلق سوالات واعتراضات ممنوع ہوں گے اور ان کے جوابات دینا غیر ضروری، اسی طرح موضوع سے متعلق سوالات واشکالات کے جوابات دوسرے فریق کو لازمی دینے ہوں گے۔
3: مقدسات کی توہین اور فریق مخالف کی ذات پر حملہ کرنے والے کی شکست فاش ہو گی۔
4: دلائل ☜ قرآن وسنت اور صحیح روایات بمعہ تائید اقوال علماء۔
دلائل کا رد ☜ قرآن وسنت اور صحیح روایات بمعہ تائید اقوال علماء۔
نوٹ: ذاتی رائے / استدلال مسترد کئے جائیں گے۔ دونوں فریق * اپنے مسلک کا دفاع اپنی کتب * سے کرنے کے مجاز ہوں گے اور تائید فریق مخالف کی کتب سے دکھا سکتے ہیں۔
5: فریق مخالف پر ذاتی حملے، بار بار پوچھنے کے باوجود جوابات نہ دینا، گروپ سے باہر نکالنے کی دھمکیاں دینا یا ایڈمن شپ سے بغیر اجازت ہٹایا تو گفتگو فوراً ختم اور فریق مخالف کی شکست ہو گی۔
* شیعہ کی طرف سے اضافی شرط۔ قرآن مجید کی آیت کا رد حدیث سے نہیں کیا جائے گا۔ *

اب ٹھیک ہے۔؟

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ نے لکھا ہے شیعہ کی طرف سے اضافی شرط جبکہ آپ نے شرط کو قبول کیا ہے اور لکھا ہے۔ لکھیں یہ شرائط متفقہ طور پر ہیں۔ بقایا شرائط ٹھیک ہیں۔

جعفر صادق: یہ متفقہ شرائط ہیں۔ نشاندھی کی ہے کہ یہ شرط آپ کی طرف سے ہے۔ گفتگو ختم کرنے کی دھمکی کے بعد یہ شرط قبول کی گئی ہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: دھمکی نہیں دی سب دوستان کا ٹائم ضائع کرنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ تا کہ کسی کے وقت کا قرض کاندھوں پر نہ ہو۔ لھاذا درست کریں شرائط متفقہ طور پر ہیں دھمکی وغیرہ میں نہیں دیتا اور اسلام کسی کی تذلیل کی اجازت نہیں دیتا۔

جعفر صادق: اضافہ کر دیا ہے۔ مزید کچھ ؟ جواب دعوی سے پہلے میں آپ کے دعوی پر کچھ اشکالات رکھنا چاہتا ہوں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: لگائیں شرائط میں دعویٰ رکھتا ہوں۔

جعفر صادق: (شرائط ایک بار پھر رکھی گئیں۔) بس اور کتنی دفعہ رکھوں۔ آگے بڑھیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ:

دعویٰ اھل تشیع موضوع فدک
فدک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت تھا۔
فدک جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو عطا کر دیا۔
انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث ہوتی ہے۔

جعفر صادق: جواب دعوی سے پہلے میرے تین اہم اشکالات / سوالات ہیں۔ پہلے سوال کی وضاحت کر دیں۔

اہل تشیع دعوی پر اہلسنت کا اشکال # 1
1: نبی کریم ایک ہی وقت میں منصب نبوت پر فائز تھے اور حکمران بھی تھے۔ وضاحت کریں کہ یہودیوں نے فدک کو ذاتی حیثیت سے دیا یا بحیثیت حکمران؟

* آپ کو کوئی دلیل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف وضاحت درکار ہے۔ جب میں جواب دعوی رکھ دوں گا تو پھر دلائل شروع کیجئے گا۔ *

بخش حسین حیدری شیعہ: سوری موبائل فون بند ہو گیا تھا۔ موجود ہیں آپ؟

جعفر صادق: جی آپ اپنا ٹرن مکمل کریں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ نے دو چیزوں کو مکس کر دیا۔ اگر میں بولتا ہوں ذاتی طور پر تو آپ کو ثابت کرنا ہو گا آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حکمران نہیں تھے۔ لھاذا پہلے اس بات کو کلیئر کریں بھائی۔

جعفر صادق: سوال پر غور کریں۔ نبی کریم کی ذاتی حیثیت نبی کی تھی۔ یہودیوں نے نبی مان کر فدک دیا یا حکمران سمجھ کر۔۔۔؟

بخش حسین حیدری شیعہ: موبائل کی بیٹری ختم چارج کر کے حاضر ہوتا ہوں تھوڑی دیر میں۔

جعفر صادق: چلیں ٹھیک ہے۔ میں انتظار کرتا ہوں اور زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو صرف وضاحت کرنی ہے۔ میں کوئی جوابی سوال بھی نہیں پوچھوں گا۔ کوئی دلیل مجھے یا آپ کو دینے کی اس وقت ضرورت بھی نہیں ہے۔ جب تینوں اشکالات پر آپ کی وضاحت آجائے گی تو پھر میں جواب دعوی پیش کروں گا۔ اس کے بعد ہم باقاعدہ دلائل کی روشنی میں گفتگو شروع کریں گے۔ ہماری گفتگو

روایتی طریقے سے مختلف ہو گی تاکہ دو دن کے اندر اندر اختتام پذیر ہو جائے۔ آگے گفتگو شروع ہو گی تو سب کو پتہ لگ جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

بخش حسین حیدری شیعہ: میں نے سوال کو سمجھ کر جواب دیا تھا لیکن آپ سمجھنے سے قاصر ممتاز قریشی صاحب۔ چلیں آپ نے اس بات کا بھی خود اقرار کیا کہ فدک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہودیوں نے دیا۔ اب آپ کہتے ہیں نبی سمجھ کر دیا یا حکمران۔

اس پر جواب یہ ہے کہ یہودی آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی مانتے تھے اور ایمان نہیں لائے

یہ الگ بحث ہو جائے گی۔ جس کا دعویٰ سے کو ربط نہیں ہے برادر۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکمرانی کی بات کرتے ہیں تو وہ پوری دنیا پر تھی۔

ہم پریشان نہیں ہوتے برادر عزیز۔ خیرات باب علم سے لینی ہو اور پھر پریشانی۔ ایسا سوچ بھی نہیں سکتے ہم نے سچوں کا دامن تھاما ہے آپ گفتگو کریں۔

ہم جانتے ہیں روایتی طریقے کو جس موضوع پر ہم گفتگو کر رہے فدک یہ حق اور باطل کی پہچان کرواتا ہے۔ جب گفتگو شروع ہو گی ان شاءاللہ پتہ چل جائے گا گفتگو کب ختم ہوتی ہے بھائی اور آپ اپنے طریقہ پر گفتگو کریں۔ ہم تو گفتگو کر رہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی محمد اور آل محمد علیہم السلام کے لیے۔

جعفر صادق: سادہ سوال کے اتنے سارے جوابات۔۔ پھر بھی جو پوچھا ہے اس کا جواب ہی نہیں دیا۔ بخش صاحب۔۔ ایسا نہ کریں۔ *شرائط قبول کرتے ہی خلاف ورزی شروع کر دی ہے۔ *شرط 1 اور 2 کو پڑھیں۔ گفتگو ٹو دی پوائنٹ، دوٹوک کریں۔ اشکال کا جواب لازمی آپ کو دینا ہے۔

میرا سوال اتنا سادہ ہے کہ بچے کو بھی سمجھ آجائے گا۔ *دنیا جانتی ہے کہ فدک نبی کو یہودیوں نے دیا تھا* آپ اس پر بھی لفاظی کر رہے کہ میں نے *اقرار کر دیا!

*میں نے *انکار* کب کیا تھا؟

یہودیوں نے کس حیثیت سے فدک دیا تھا یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ میں تو بس آپ سے واضح الفاظ میں اقرار چاہتا ہوں۔ آپ کھل کر جواب دے دیں تاکہ دوسرا اشکال پیش کر دیا جائے۔

کیا آپ سے یہ پوچھا گیا تھا کہ نبی کی حکمرانی کہاں کہاں تک ہے؟ اور کیا فدک کے متعلق سوال موضوع سے تعلق نہیں رکھتا؟ میں نے بغیر کسی دلیل کے وضاحت طلب کی ہے۔ وہ بھی آپ بیان نہیں کر پا رہے۔

سچوں کا دامن تھاما ہے تو سچ بولنے والا ہچکچاتا نہیں ہے۔ علم کی خیرات اگر آپ کے پاس ہے تو اس کا فیض ہم تک پہنچائیں۔ کھل کر بتادیں کہ یہودیوں نے کس حیثیت سے نبی کو فدک دیا تھا؟ کیا کوئی راہ چلتے کسی کو بھی اتنی بڑی جاگیر تھما دیتا ہے؟ کیا ہم یہ سمجھیں کہ بغیر کسی جان پہچان کے یہودیوں کی طرف سے باغ فدک نبی کریم کو مل گیا؟

اور آپ نے بالکل درست فرمایا۔ فدک ایسا موضوع ہے جس سے حق اور باطل کی پہچان ہو جاتی ہے۔

میں اپنے اشکال کو مزید آسان کر دیتا ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ **کسی بھی ملک کے حکمران کو جب کوئی چیز بحیثیت حکمران کہیں سے تحفے میں مل جائے تو کیا وہ اس کی ذاتی ملکیت قرار دی جائے گی؟** سادہ سے سوال ہیں، جواب دیں اور گفتگو کو آگے بڑھائیں۔ میری کوشش ہے کہ کل تک گفتگو ختم کر دوں اور ایسا ہی ہو گا ان شاء اللہ۔

بخش حسین حیدری شیعہ: ممتاز قریشی صاحب جوابات آپ کی گفتگو پر دیئے ہیں نہ کہ اپنی طرف سے دیئے ہیں اور شرائط کی خلاف ورزی نہیں کی ہم نے آپ کو ایسا لگ رہا ہے۔ برادر آپ نبوت اور حکمران کو الگ الگ کرنا چاہتے جب کہ ایسا نہیں ہے آپ کر سکتے ہیں تو وضاحت فرمائیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نبی ہیں تو حکمران نہیں اور جب حکمران ہیں تو نبی نہیں۔

میں نے کب انکار کیا فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہودیوں نے نہیں دیا۔ اب تحفہ میں ملا یا جنگ کے ذریعے ملا یہ الگ بحث ہے جو جواب دعویٰ کے بعد دلائل سے ثابت ہو گی۔

اور آپ نے کہا کہ فدک کیسے ذاتی ملکیت قرار دیا گیا ہے تو آپ دعویٰ کے پہلے حصہ کا انکار کر دیں ہم ثابت کریں گے کہ ملکیت ہے کہ نہیں۔

جعفر صادق: میں کچھ نہیں چاہتا۔ اپنے سوال کا صاف صاف جواب چاہتا ہوں۔ جو آپ نے ابھی تک نہیں دیا۔ **نبی میں نبوت اور حکمرانی دونوں ہی جمع تھیں۔ *یہودیوں نے کس حیثیت سے دیا یہ ہے اصل سوال۔***

ہم فدک پر گفتگو کر رہے ہیں اور فدک کی حیثیت کا تعین الگ موضوع کیسے ہو گیا۔ آپ اپنا دعوی پڑھیں۔

اور صبر کریں۔ جب جواب دعوی پیش کروں گا تو پھر آپ کو اس کے مطابق گفتگو کرنی ہو گی۔ ابھی میرا پہلا اشکال کلیئر کریں۔ حق کو دوسروں تک پہنچائیں۔ میں باہر بزی ہوں۔ جوابات دینے میں دیر سویر ہو تو پیشگی معذرت کرتا ہوں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: کوئی بات نہیں ہم نے وقت کی قید نہیں لگائی۔ اب آپ کہتے ہیں گفتگو میرے ذہن کے مطابق ہو ایسا نہیں ہو سکتا بھائی۔ یہ تو آپ نے بھی مان لیا کہ یہودیوں نے دیا ۔[غلط بیانی۔ انکار کیا ہی نہیں تھا، اور نہ یہ اختلافی نکتہ تھا۔]

چلیں آسان لفظوں میں بیان کرتا ہوں بغیر لشکر کشی سے دیا۔[یہ سوال بھی پوچھا ہی نہیں گیا تھا۔]

اب دلائل کی روشنی میں ثابت ہو گا۔ اب آپ اپنے جواب دعویٰ میں انکار کر دیں فدک ملکیت نہیں تھا۔

دوسرے سوال کی طرف بڑھیں لھذا ٹائم ضائع مت کریں۔

جعفر صادق: محترم۔ گفتگو ابھی شروع نہیں ہوئی اور فکر نہ کریں۔ آپ کی مرضی کے مطابق کی جائے گی۔

کیا بغیر لشکر کشی کے یہودیوں نے فدک ایسے ہی نبی کو دے دیا۔ آپ کے دوٹوک جواب نہ دینے سے بھی حق واضح ہو رہا ہے۔ اس سوال سے مجھے جو واضح کرنا تھا وہ مقصد حاصل کر چکا ہوں۔ مزید وقت ضایع کئے بغیر آگے بڑھتے ہیں۔ میرے دوسرے اشکال کو کلیئر کر دیں۔

☟☟☟☟

آپ کے دعوی پر میرا دوسرا اشکال:

اہل تشیع دعوی پر اہلسنت کا اشکال # 2

2 : نبی کریم نے سیدہ فاطمہ کو کس موقعے پر فدک ہبہ کیا؟

بخش حسین حیدری شیعہ: یہ دلائل بتائیں گے کس موقع پر ہبہ کیا ۔ لھاذا جواب دعویٰ سے پہلے یہ سوال غلط ہے آپ کا۔ وہ تو بعد میں پتہ چل جائے گا لشکر کشی سے حاصل ہوا یا بغیر لشکر کشی کے۔ حق جاننے والے جان جائیں گے، آپ پریشان مت ہوں۔

جعفر صادق: مطلب آپ کسی بھی اشکال کا جواب نہیں دیں گے۔ مجھ سے فدک کے متعلق جو سوال پوچھنا چاہیں پوچھیں۔ فوراً دوٹوک جواب دے دوں گا۔ اس میں چھپانے کی کیا بات ہے۔ آپ جواب دے دیں بعد میں دلیل سے ثابت بھی کر دیجئے گا۔

اب دوبارہ لفاظی کر رہے ہیں۔ فدک مال فئی ہے اور مال فئی بغیر لشکر کشی کے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس میں سنی وشیعہ کے مابین کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔

اصل نکتہ یہ ہے کہ یہودیوں نے بغیر لشکر کشی کے اللہ ورسول پر ایمان لا کر تحفہ دیا یا کوئی اور وجہ تھی۔ گروپ ممبرز سمجھ گئے ہوں گے کہ ان اسباب پر گفتگو کرنے سے بھی حقیقت کھل جاتی ہے اس لئے آپ جواب نہیں دے رہے۔ **صرف اس موقعہ کے متعلق اور سن ھجری بتادیں۔** بعد میں ثابت کر دیجئے گا۔ اس میں کیا مشکل ہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: قرآن مجید کی آیت جب نازل ہوئی۔ وات ذی القربی حقہ تو جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو عطا کیا۔ بقایا دلائل میں واضح کریں گے۔

جعفر صادق: بس سن ھجری بتادیں۔ پھر میں تیسرا اشکال پیش کرتا ہوں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: خارج از موضوع ہے۔ اگلا سوال رکھیں یا معذرت چاہتا ہوں فقط ٹائم ضائع ہو رہا آپ کی طرف سے لھاذا میں دوسروں کا ٹائم ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ [اشکال کا جواب دینے سے صاف انکار اور گفتگو ختم کرنے کا اشارہ]

جعفر صادق: آپ نے تین دعوے کئے ہیں۔ دوسرے دعوی میں فدک عطا کرنے کی بات ہے۔ ہماری گفتگو شروع ہو گی تو ظاہر ہے یہ نکتہ بھی زیر بحث آئے گا۔ اس وقت اگر میں بغیر دلیل صرف کچھ نکات کلیئر کروا رہا ہوں تو آپ جواب نہیں دے پا رہے۔ حالانکہ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی۔ کیا دوسرا سوال اتنا مشکل ہے کہ آپ جواب نہیں دے سکتے۔ وقت آپ ہی ضائع کر رہے ہیں۔ لگتا ہے گفتگو بحالت مجبوری کر رہے ہیں۔ دل سے راضی نہیں ہیں۔ چلیں میں تیسرا اشکال پیش کر دیتا ہوں۔

اہل تشیع دعوی پر اہلسنت کا اشکال # 3

3 : بوقت رحلت نبی کریم کے کون کون سے ورثاء موجود تھے جنہیں قرآن وسنت کی روشنی میں مالی ورثہ لینے کا حق تھا؟

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ کو ہر بات کا جواب دیا گیا ہے اور ہم راضی ہو کر گفتگو کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی محمد اور آل محمد علیہم السلام کے لیے ۔ لھاذا آپ کے ایسے لکھنے سے مجھے فرق نہیں پڑتا۔

یہ سوال آپ کا اس وقت بنتا تھا جب آپ وراثت انبیاء علیہم السلام کو تسلیم کرتے آپ انکاری ہیں۔

آپ تسلیم کریں وراثت انبیاء کرام کو، میں جواب دیتا ہوں۔ نہیں تو مناظرہ میں بات ہو گی۔

آپ کی تسلی کے لیے ایک نام درج کر دیتا ہوں۔ جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا زندہ موجود تھیں تو ہی وراثت کا دعویٰ رکھا ہے۔ یہ سوال بچوں والے ہیں ممتاز قریشی صاحب آپ سے یہ توقع نہیں تھی کہ اتنی سی بات بھی سمجھانی پڑے گی۔

جعفر صادق: سب دیکھ رہے ہیں کہ آپ کس طرح جواب دے رہے ہیں۔ اس وقت تک دو بار آپ گفتگو ختم کرنے کا ذکر کر چکے ہیں۔

میرے جواب دعوی سے پہلے آپ کو میرے اشکالات کلیئر کرنے ہیں۔ میں نے موضوع کے مطابق بلکہ آپ کے دعوی کے متعلق ہی بنیادی سوالات پوچھے ہیں۔ شرائط کے مطابق آپ جواب دینے کے پابند بھی ہیں۔ اس وقت تسلیم یا انکار پر گفتگو نہیں ہو رہی۔ آپ دعوی کے مطابق چند نکات اور حقائق کلیئر کر دیں۔ مسئلہ ختم۔ میں آپ کے جوابات پر کوئی نکتہ چینی بھی نہیں کروں گا۔ بلکہ جواب دعوی پیش کر دوں گا۔ پھر دلائل کی روشنی میں باقائدہ گفتگو کریں گے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں بوقت رحلت صرف سیدہ فاطمہ ہی نبی کی وارث موجود تھیں؟

گھبرائیں نہیں۔ حق بات لکھنے کی انسان میں ہمت ہونی چاہئے۔

بالکل درست فرمایا۔ بچوں والے سوالات ہیں۔ حیرت ہے۔ آپ ان کے جوابات بھی دینا نہیں چاہتے۔

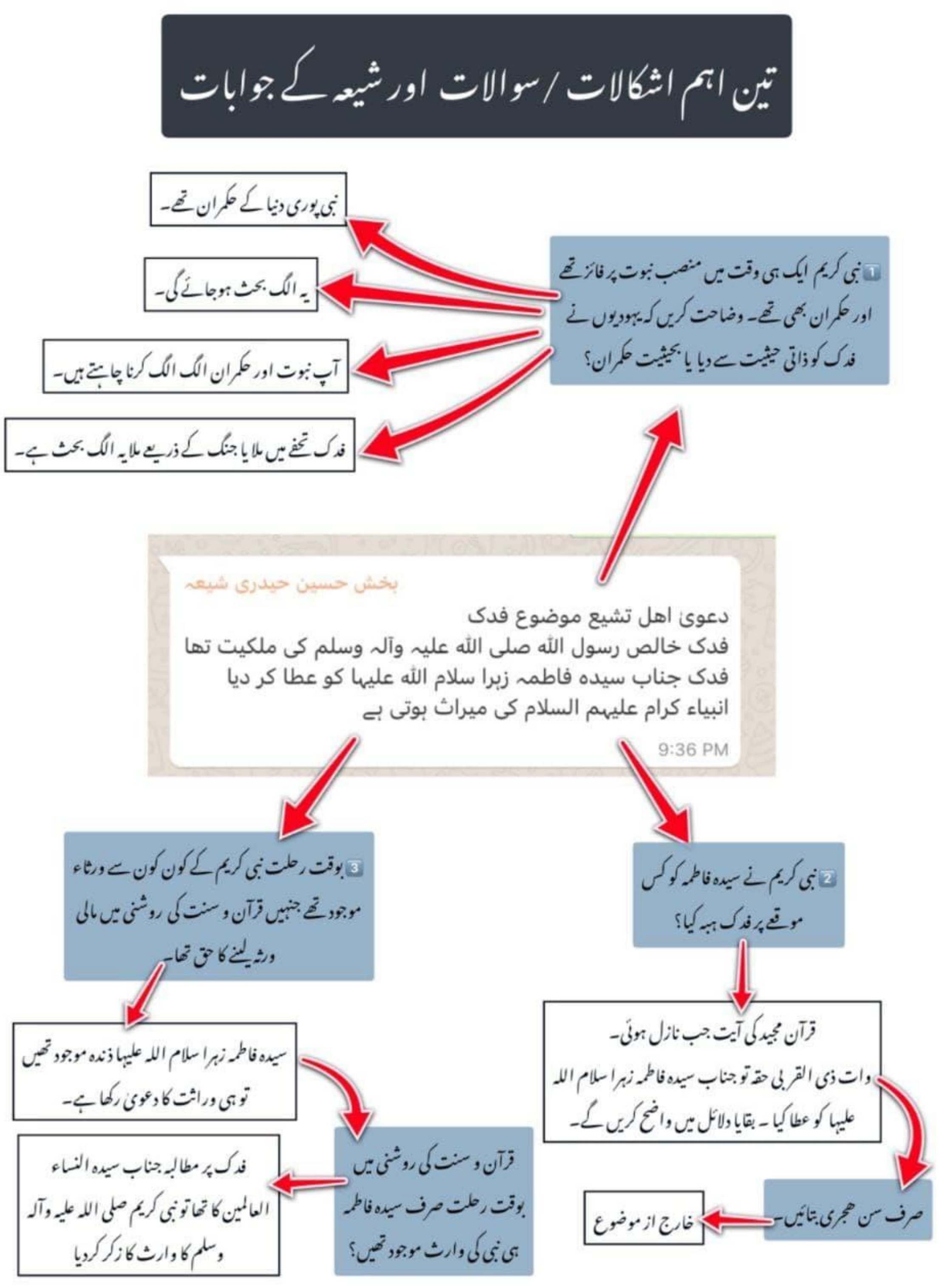
ممبرز غور کریں کہ فدک پر شیعہ مؤقف اتنا کمزور ہے کہ بچوں والے سوالات کی بھی کھل کر وضاحت نہیں کر سکتے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: فدک پر مطالبہ جناب سیدہ النساء العالمین کا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث کا ذکر کر دیا۔ جواب دعویٰ لکھیں۔ جی سب دیکھ رہے ہیں میں لفاظی کرنے کا عادی نہیں ہوں۔

سب دیکھ رہے مجھے یہ بھی معلوم ہے آپ پی ڈی ایف تیار کریں گے ۔ میں نے جو جواب دیے ہیں مطمئن ہوں۔ آپ کو نہیں کر سکتا۔ شیعہ موقف کا آپ کو جواب دعویٰ لکھنے کے بعد پتہ چل جائے گا۔ آپ ہمت کریں جواب دعویٰ لکھیں۔

جعفر صادق: آپ نے میرے اشکالات کے جو دوٹوک جواب دئے ہیں وہ ممبرز دیکھ کر سمجھ سکتے ہیں۔

تین سادہ سوال اور شیعہ مناظر کی قلابازیاں



اب میں جواب دعوی پیش کرتا ہوں۔

جواب دعوی اہل سنت

نبی کو بحیثیت حکمران یہودیوں نے فدک دیا، نبی کی طرف سے فدک کو کبھی بھی ذاتی ملکیت قرار نہیں دیا گیا۔ فدک کا ہبہ ہونا عقلی و نقلی دونوں طرح درست نہیں ہے۔ دنیاوی مال ملکیت سے انبیائے کرام مبرا ہیں۔

ذاتی ضروریات کے سامان اور دنیاوی مال ملکیت میں فرق سے لاعلمی ! اہلسنت کے جواب دعوی پر شیعہ مناظر کا جاہلانہ اعتراض

بخش حسین حیدری شیعہ: تھوڑی دیر بعد حاضر ہوتا ہوں ، لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ برادر کو جواب دعویٰ ہی لکھنا نہیں آیا ۔ استغفرُللہ ربی واتوب الیہ ۔ اتنی کم علمی ممتاز قریشی صاحب آپ کی طرف سے ۔ مجھے یہ امید نہ تھی کہ میرا حریف مدمقابل اتنا کم علم ہو گا۔ آپ کے جواب دعویٰ میں لکھا ہے دنیاوی مال وملکیت سے انبیاء کرام مبرا ہیں ۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا دنیا میں انبیاء علیہم السلام دنیاوی مال نہیں رکھتے تو پھر وہ رہتے کہاں پر؟ کھاتے کہاں سے تھے ؟

آپ کے کہنے کا مطلب استغفرُللہ ربی واتوب الیہ ۔ دوسروں کے مال پر گزارا کرتے تھے ؟

اس طرح کی کئی باتیں لکھ سکتا ہوں مطلب وہ کپڑے وغیرہ کہاں سے پہنتے تھے کسی کے ؟

ممتاز قریشی صاحب آپ نے کم علمی کی انتہا کر دی برادر لھاذا جواب دعویٰ تو سوچ سمجھ کر لکھتے آپ نے سب انبیاء کرام علیہم السلام پر حملہ کیا ہے۔ جواب عنایت فرمائیں پھر گفتگو آگے بڑھاتے ہیں۔

جعفر صادق: آپ نے پہلے اپنے دعوی پر میرے تینوں اشکالات کو کلیئر نہ کر کے شرط 1 اور 2 کی خلاف ورزی کی اور اب اس قسم کے الفاظ کو لکھ کر شرط 3 کی بھی خلاف ورزی کر چکے ہیں۔

اگر آپ کو میرا جواب دعوی سمجھ نہیں آیا تو مجھ سے پوچھنا چاہئے تھا۔ جس طرح میں نے آپ کے دعوی کو کلیئر کرنے کے لئے سوالات پوچھے تھے۔ میں الفاظ بدل بدل کر بھی سمجھا دیتا۔

میرا جواب دعوی آپ کے دعوی کا مکمل اور واضح رد ہے۔ اس کی وضاحت آگے کرتا ہوں۔ پہلے آپ کے اس سطحی اعتراض کی حقیقت واضح کرنا ضروری ہے۔

انبیائے کرام بشری لبادے میں ضرور آتے ہیں لیکن ان کے آنے کا مقصد دنیاوی مال ملکیت جمع کرنا ہر گز ہر گز نہیں ہوتا۔ یہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے کہ ایسا سوچتے ہیں کہ معاذاللہ انبیاء دوسروں کے مال پر گذارا کرتے تھے !

قرآن کریم کی کئی آیاتِ مقدسہ کے مطابق اس دنیا میں انسان کے پاس جو کچھ ثروت و دولت، مال اور زندگی کا دوسرا ساز و سامان ہے۔ اس کا حقیقی مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، جو خالق کائنات ہے۔ انسان کے پاس یہ مال و متاع محض چند روز کے لیے بطورِ امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و احسان سے رفع حاجات اور روز مرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے یہ چیزیں مستعار عطا فرما رکھی ہیں جن پر ہمارا کوئی ذاتی استحقاق نہیں ہے لہٰذا اگر انسان کی موت کے بعد اس کا یہ چھوڑا ہوا مال غیر ورثا میں تقسیم کروا دیا جاتا تو بھی ظلم نہ ہوتا۔ جب انسان خود اس مال کا حقیقی مالک نہیں تو اس کے اقارب کیسے مستحق ہو سکتے ہیں؟

عام انسان اپنی جبلت اور کم نظری کی وجہ سے اس مستعار مال کو اپنی ملک سمجھنے لگتا ہے اور موت کے وقت اس مال کو چھوڑنے پر رنجیدہ اور غمگین ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ نے اپنے لطف و کرم اور شفقت سے اس کے ترکہ کا وارث اس کے اَقارب کو مقرر فرما دیا تاکہ انسان یہ جان کر مطمئن ہو جائے کہ میری یہ دولت میرے ہاتھ سے نکل رہی ہے مگر پھر بھی میرے ہی اقارب کو مل رہی ہے۔

انبیاء کرام کی حقیقت شناس نظر پر عام انسانوں کی طرح غفلت کا پردہ نہیں ہوتا۔ ہر چیز کا دنیا میں مستعار ہونا اور مالک و متصرف حقیقی صرف ذاتِ باری تعالیٰ کا ہونا ہر وقت ان کے ذہن میں ہوتا ہے۔ جب انبیاء کی دور بین نگاہیں دنیا کی کسی چیز کا اپنے نفوسِ قدسیہ کو مالک اور مستحق ہی تصور نہیں کرتیں تو اُن کا ترکہ ان کے ورثا کو دلا کر انبیاء کرام کو مطمئن کرنے کی کوئی حاجت تھی اور نہ ضرورت۔ انبیاء کرام کو نہ زندگی میں یہ تمنا تھی کہ ہمارے اقارب کا ترکہ ہمیں ملے اور نہ ہی اس دارِ فانی سے فوت ہوتے وقت اپنے مال کے چھوٹنے کا کچھ ملال ہوتا تھا۔ پس انبیاء کے لیے عام انسانوں کی طرح تسلی اور اطمینان کی سرے سے کوئی حاجت ہی نہ تھی۔

آپ کے دعوی میں مشکوک الفاظ لکھے گئے ہیں، میرے جواب دعوی میں حقیقت کو واضح کر دیا گیا ہے تاکہ کسی کو کوئی ابہام نہ رہے۔



1: خالص ملکیت ☜ یعنی ذاتی ملکیت۔

کسی انسان کے پاس ملکیت آنے کے ذرائع یہ ہیں۔

1: ذاتی محنت و مشقت۔

2: خاندانی وراثت۔

3: تحفے تحائف۔

سُنی و شیعہ متفق ہیں کہ یہودیوں نے نبی کو فدک تحفے میں دیا تھا۔

تحفے تحائف ذاتی حیثیت سے دئے جائیں تو ذاتی ملکیت ہی قرار پاتے ہیں۔ تحفے تحائف بحیثیت حکمران دئے جائیں تو ملک و قوم کی امانت ہوتے ہیں۔

2: ہبہ فدک ☜ کب ہوا اور کتنے سال تک سیدہ فاطمہ کے پاس رہا۔

اس کی وضاحت آپ کو کرنی ہے تاکہ حق واضح ہو سکے۔

3: میراث نبوی ☜ میراث علمی بھی ہوتی ہے اور مال و ملکیت بھی۔

نبی کے پاس بوقت رحلت کتنی ملکیت تھی اور کتنے ورثاء موجود تھے۔ اس کی وضاحت بھی آپ کریں گے۔

اہل تشیع دعوی کا مکمل رد جواب دعوی میں بیان کیا گیا ہے۔

1: فدک خالص ملکیت نبی ☜ انکار۔

فدک بحیثیت حکمران نبی کو حاصل ہوا۔ دنیا میں آج بھی کسی حکمران کو ملنے والا تحفہ ملک و قوم کی امانت ہوتی ہے اس کی ذاتی ملکیت نہیں بن جاتی۔

دلائل دیں کہ حکمران کو ملنے والے تحائف اس کی ذاتی ملکیت بن جاتے ہیں یا نبی نے فدک کو اپنی ذاتی ملکیت قرار دیا تھا۔

2: نبی کی طرف سے سیدہ فاطمہ کو فدک کا ہبہ ہونا ☜ انکار۔

عقلی و نقلی طور پر درست نہیں ہے۔

3: انبیائے کرام کی میراث ☜ انکار۔

میراث اس کی ہوتی ہے جس نے دنیاوی مالی ملکیت جمع کیا ہو۔

بخش حسین حیدری شیعہ: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دنیاوی مال نہیں تھا؟ٹو دی پوائنٹ بات کریں لمبی تحریریں مت لکھیں بھائی آپ تو گھبرا گئے۔

جعفر صادق: * ایسی دنیاوی ملکیت نہیں تھی جو بعد میں بطور ورثہ رشتہ داروں میں بانٹ دی جائے۔ *

میرے نکات کلیئر کر دیں تاکہ ممبرز یقین کریں کہ گھبرا کون رہا ہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ کی باتوں میں تضاد ہے بھائی آپ نے پہلے کہا ملکیت ہوتی نہیں اب کہہ رہے دنیاوی ملکیت ہے۔

جعفر صادق: کونسا تضاد ہے؟میری طرف سے دنیاوی ملکیت کا اقرار دکھائیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: پھر پلٹ جاتے ہیں کیا انبیاء کرام کا دنیاوی مال نہیں ہوتا؟

جعفر صادق: پہلے میری باتوں کا تضاد دکھائیں۔ بوقت رحلت نبی کے پاس کوئی ذاتی مال و ملکیت نہیں تھی جو ورثہ ہوتا۔

* کیا میں دکھاؤں کہ نبی کریم کی رحلت کے وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی تھی۔ *

بخش حسین حیدری شیعہ: دنیا میں مال نہیں تھا تو رہتے کہاں پر تھے؟ کھاتے پیتے کیا تھے؟ میں دکھا سکتا ہوں انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس دنیا میں مال ہوتا ہے۔ آپ نفی کر رہے ہیں۔

چلیں جواب نہیں دینا چاہتے تو میں ڈھیل دیتا ہوں گفتگو آگے بڑھاتا ہوں۔

جعفر صادق: * ہم اس مال و ملکیت کی بات کر رہے ہیں جو بعد وفات بطور ورثہ رشتہ داروں کو ملتا ہے۔ *

آپ بحیثیت مدعی اپنے دعوی کو ثابت کریں اور جواب دعوی کی روشنی میں اپنے دعوی کا دفاع کریں۔ چلیں۔۔ڈھیل سمجھ کر ہی جواب دیں۔ کچھ تو علمی گفتگو کریں۔ اپنے ساتھیوں کو مایوس نہ کریں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: ممتاز بھائی آپ پھر پلٹ رہے ہیں آپ ایسی ملکیت یا ویسی ملکیت کی طرف نہ جائیں۔ مطلقاً ملکیت کا بتائیں یا انکار کر دیں یا اقرار۔ مایوسی گناہ ہے بندہ خدا۔

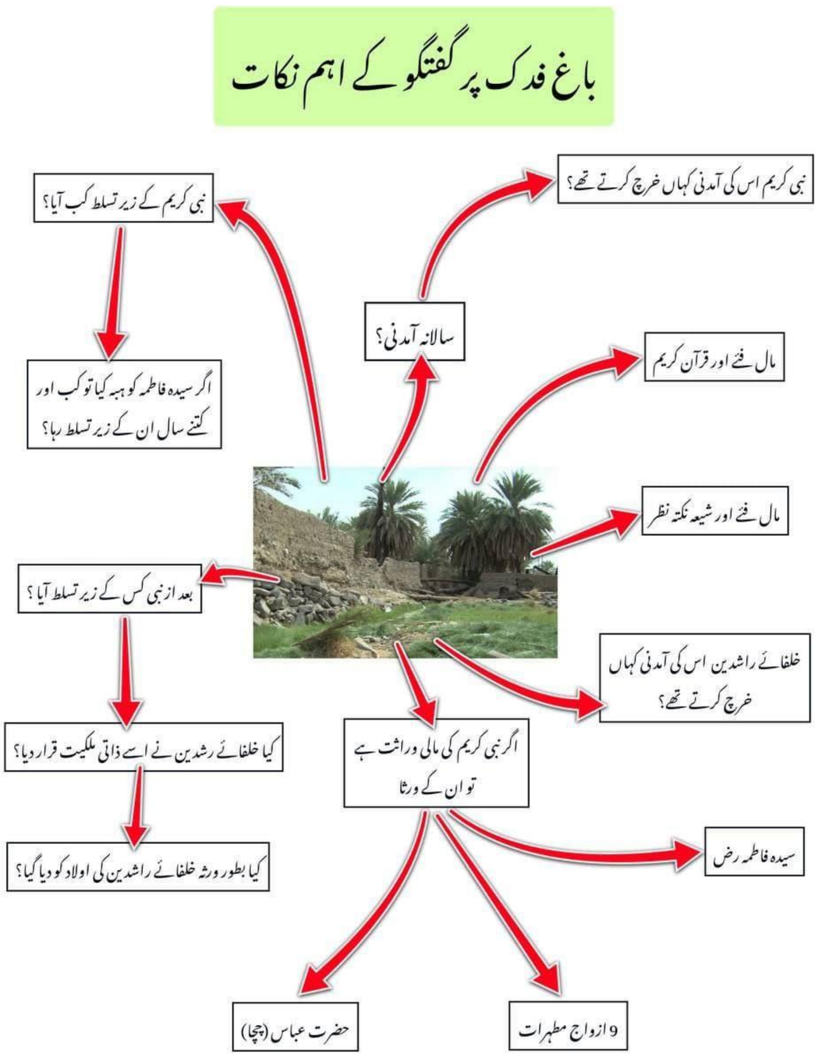
جعفر صادق: چلیں آپ یہ بتائیں کہ **ہمارے درمیان * نبی کی کونسی ملکیت پر اختلاف ہے۔** * ہم یہاں اختلافی نکات پر گفتگو کر رہے ہیں یا اتفاقی نکات پر ؟ اور دلیل دیں کہ **نبی نے کتنی ملکیت ورثاء کے لئے چھوڑی تھی۔**

* **بالفرض میں تسلیم کرلیتا ہوں کہ فدک نبی کی ذاتی ملکیت تھا اور سیدہ فاطمہ کو فدک عطا کر دیا تھا۔** *

اب اس سے آگے حقائق کی روشنی میں گفتگو کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اس کا جواب دیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: ممتاز بھائی آپ پھر آگے چل رہے ہیں جواب ابھی نہیں دیا میں نے مطلقاً ملکیت کی بات کی ہے۔ آپ اس پر جواب دیں پھر آگے چلتے ہیں۔

جعفر صادق: جتنی بنیادی چیزوں کی انسانی زندگی کو ضرورت ہو اس سے زیادہ ملکیت عیش و عشرت کے زمرے میں آتی ہے۔ ہماری بحث اس ملکیت کے متعلق ہے۔ میں آپ کو اصل مدعا پر لانا چاہ رہا ہوں۔ آپ اپنے دعوی کے مطابق گفتگو کریں۔ فدک کے موضوع پر تو سنی و شیعہ کے مابین کئی نکات ایسے ہیں جو زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق ایک چارٹ بھی بنایا ہے۔ وہ پیش کر رہا ہوں۔



جعفر صادق: **نبی کے پاس بوقت رحلت اتنی رقم بھی نہ تھی کہ اپنی گروی شدہ زرہ یہودی سے چھڑوا سکیں۔** اس سے زیادہ کیا واضح کروں؟ آپ اپنے دعوی تک رہیں۔

دوبارہ پوچھ رہا ہوں کہ ہبہ فدک کو اگر تسلیم کیا جائے تو آگے گفتگو کر سکتے ہیں یا نہیں؟

بخش حسین حیدری شیعہ: ممتاز بھائی جواب دعویٰ پر میرا پہلا سوال تھا آپ اصل نکتے کی طرف آئیں ارد گرد کیوں گھوم رہے ہیں۔ میرا سوال قائم ہے چلیں دوبارہ لکھتا ہوں۔

آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ شیعہ سنی متفق ہیں کہ انبیاء کی ملکیت ہوتی ہے چاہے وہ وراثت والی ہو یا بناوراثت کے.. مطلقاملکیت کی بات ہے، ہوتی ہے یا نہیں؟ اور یہ شیعہ سُنی متفقہ فیصلہ ہے؟

جعفر صادق: آپ شروع سے اب تک اصل مدعا کے علاوہ گفتگو کرتے آ رہے ہیں۔

ملکیت کا لفظ عام ہے۔ جسم پر پہنے ہوئے کپڑے بھی ملکیت ہی ہوتے ہیں۔ اگر ایسی ملکیت کا اقرار چاہ رہے ہیں تو بلکل نبی بھی انسان تھے اور باقی انسانوں کی طرح بنیادی ضروریات کا ساز و سامان ان کے پاس تھا۔ یہ بھی واضح کر دوں کہ ایسا سامان بھی صدقہ ہی کر دیا گیا تھا بطور ورثہ تقسیم نہیں ہوا تھا۔

اب آ جائیں اصل موضوع پر جس پر آپ کو گفتگو کرنی ہے۔ ہم اس وقت *باغ فدک* پر گفتگو کر رہے ہیں۔

☜ باغ فدک ایسی ملکیت ہر گز نہیں تھی جو انسانی بنیادی ضروریات میں شامل ہو۔

بخش حسین حیدری شیعہ: ممتاز بھائی آپ گفتگو کو گھمارہے صاف صاف لکھنے سے گھبرا کیوں رہے ہیں۔ میں نے مطلقاً ملکیت کی بات کی۔ ہاں کریں یا ناں کریں۔ کتنی دفعہ سوال کو رکھوں، بتا دیں مجھے آپ برادر

جعفر صادق: میرے ساتھ یہ پہلی بار نہیں ہو رہا۔ اب تو جیسے عادت سی ہو گئی ہے۔ میرے محترم۔۔۔ مدعی کون ہے۔ دلائل کسے پیش کرنے ہیں اور جواب دینے کا ذمہ کس کا ہے۔ ؟ بحر حال۔۔ میں نے اتنا صاف اور واضح جواب دیا ہے کہ اس کے بعد کسی ابہام کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ پھر الفاظ بدل کر لکھتا ہوں۔

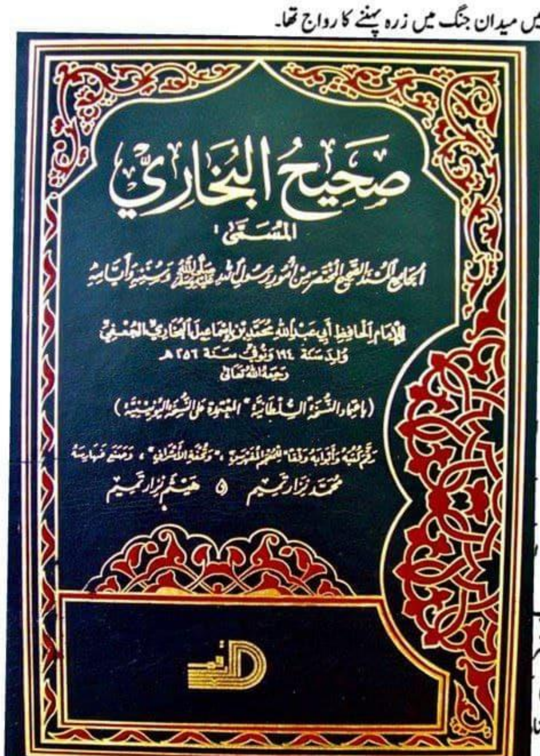
ملکیت (عام استعمال کی بنیادی چیزیں) ☜ نبی کے پاس تھیں۔

ملکیت (عیش و عشرت کا سامان یا بطور ورثہ ملنے والا سامان) ☜ نبی کے پاس نہیں تھا۔

٢٩١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلاَثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ)). وَقَالَ يَعْلَى حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ ((دِرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ)) وَقَالَ مُعَلًّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ وَقَالَ ((رَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ)). [راجع: ٢٠٦٨]

(۲۹۱۶) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبردی' انہیں اعمش نے' انہیں ابراہیم نے' انہیں اسود نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ اور یعلٰی نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا کہ لوہے کی زرہ (تھی) اور معلی نے بیان کیا' ان سے عبدالواحد نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے لوہے کی ایک زرہ رہن رکھی تھی۔

اس حدیث سے زرہ رکھنے کا ثبوت ہوا۔ زرہ لوہے کا کرتہ جس سے جنگ میں سارا جسم چھپ جاتا ہے اور اس پر کسی نیزے یا برچھے کا اثر نہ ہوتا تھا۔ قدیم زمانے میں تقریباً ساری ہی دنیا میں میدان جنگ میں زرہ پہننے کا رواج تھا۔



٢٩١٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ، وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ)). فَسَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلاَ تَتَّسِعُ)). [راجع: ١٤٤٣]

تشریح یہ حدیث کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔ مطلب اور بخیل اول تو زکوۃ دیتا نہیں دوسرے جبراً قہر حلقے سکڑنے کی یہی تعبیر ہے۔ بخل کی مذمت میں بہت سی کرنے سے اس قدر خوش ہوتا ہے گویا اس کی زرہ نے کشا زیادہ اس کا دل کشادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ خوبی

ہمارے ہاں تو بوقت رحلت نبی ﷺ کی یہ معاشی حالت تھی۔

اب آپ دعوی کے مطابق گفتگو کریں گے یا نہیں۔ صاف صاف بتادیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: دلائل کی باری نہیں آئی ابھی ممتاز بھائی آپ کے جواب دعویٰ پر اشکال ہیں۔ جواب دے کر آگے بڑھیں۔ ممتاز قریشی صاحب برادر عزیز آپ گول گول کیوں گھما رہے ہیں۔

کیا آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ شیعہ سنی متفق ہیں کہ انبیاء کی ملکیت ہوتی ہے چاہے وہ وراثت والی ہو یا بناوراثت کے..مطلقاملکیت کی بات ہے ہوتی ہے یا نہیں؟اور یہ شیعہ سُنی متفقہ فیصلہ ہے؟

اس کا جواب عنایت فرمائیں پھر میں آپ کے جواب دعویٰ میں مال فئی کی طرف آتا ہوں نکتہ بہ نکتہ جیسے میں نے کلیئر کیا، جواب دیں ہمت رکھیں بھائی۔

جعفر صادق: یہ اسکین دلیل کی حیثیت سے نہیں رکھا گیا۔ بطور تائید رکھا گیا ہے۔ یہ گول مول کرنا مجھے نہیں آتا۔ آپ وقت ضایع کر رہے ہیں۔ موضوع پر گفتگو نہیں کر پا رہے۔

سنی و شیعہ کے مابین نبی کی ملکیت پر اختلاف ہی یہی ہے۔ جو الفاظ آپ چاہتے ہیں وہی لکھ دیتا ہوں۔

*** نبی کے پاس مطلقاً ملکیت کا نہ ہونا درست نہیں کیونکہ ضروریات زندگی کے سامان نبی کے پاس موجود تھے۔ ***

اب خوش، آگے بڑھیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: بقایا گفتگو کل سے شروع کرتے ہیں۔

جعفر صادق: کل ڈھنگ سے گفتگو کیجئے گا اور تیاری بھی کر کے آیئے گا۔ اللہ حافظ

بخش حسین حیدری شیعہ: ہم کو تیاری کی ضرورت نہیں ہوتی ہم جب چاہیں اس وقت گفتگو کا آغاز کر سکتے ہیں۔ آپ سے بھی اچھے کی امید کرتا ہوں کل جواب عنایت فرمائیں گے۔ وسلام فی امان اللہ برادر عزیز

جعفر صادق: او تیری خیر۔ اب اور کونسا جواب درکار ہے۔ اب تو بس آپ کے جملے کاپی پیسٹ کرنا رہ گیا ہے۔ خوش رہیں۔ کل دعوی کو میرے جواب دعوی کی روشنی میں ثابت کیجئے گا۔ مجھے احساس ہے آپ کی تیاری نہیں تھی۔ میں نے آپشن دے دئے ہیں۔ جیسے چاہیں گفتگو کر سکتے ہیں۔

☜ مجھے اس گفتگو میں یہ ثابت کرنا ہے کہ شیعہ کی باتیں تسلیم بھی کی جائیں تو بھی خلاف حقیقت ہی ہوتی ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: میرے عزیز، یہ آپ کی خام خیالی ہے کہ تیاری نہیں تھی فدک پر تو اھل تشیع کے دس سال کے بچے بھی گفتگو کر لیں گے لھاذا آپ کی سوچ پر پہرہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اب آتا ہوں اصل مقصد پر۔ آپ نے جو بطور تائید رکھا ہے حوالہ اس سے بھی آپ کا مقصد پورا نہیں ہوتا اس پر بھی چند لفظ لکھ کر حقیقت بیان کرتا ہوں۔ آپ نے کے اس حوالے سے بھی پتہ چل رہا ہے کہ زرہ گروی رکھی تھی لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ملکیت نہیں تھی۔

کیا کسی چیز کو گروی رکھنے سے ملکیت کی نفی ہوتی ہے وضاحت فرمائیں بھائی۔ اس کے بعد آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر بھی تھا جس میں حضرت عائشہ رض عنہا کو بھی حجرہ ملا جس میں وہ رہتی رہیں۔ لھاذا میں نے مطلقاً ملکیت کی بات کی تھی آپ ہاں یا ناں میں جواب دیتے تا کہ گفتگو کو آگے بڑھایا جائے۔

کوشش کیجئے اور تحریر چھوٹی رکھیں بھائی



342 جہاد کے بیان میں

٢٩١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلاَثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ)). وَقَالَ يَعْلَى حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ ((دِرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ)) وَقَالَ مُعَلَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الأَعْمَشِ وَقَالَ ((رَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ)). [راجع: ٢٠٦٨]

(۲۹۱۶) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابراہیم نے' انہیں اسود نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ اور یعلی نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا کہ لوہے کی زرہ (تھی) اور معلی نے بیان کیا' ان سے عبدالواحد نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوہے کی ایک زرہ رہن رکھی تھی۔

اس حدیث سے زرہ رکھنے کا ثبوت ہوا۔ زرہ لوہے کا کرتہ جس سے جنگ میں سارا جسم چھپ جاتا ہے اور اس پر کسی نیزے یا برچھے کا اثر نہ ہوتا تھا۔ قدیم زمانے میں تقریباً ساری ہی دنیا میں میدان جنگ میں زرہ پہننے کا رواج تھا۔

٢٩١٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ... رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعْفِيَ أَثَرَهُ، وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ)). فَسَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلاَ تَتَّسِعُ)). [راجع: ١٤٤٣]

تشریح: یہ حدیث کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔ مطلب اور بخیل اول تو زکوۃ دیتا نہیں دوسرے جراً قہر حلقے سکڑنے کی یہی تعبیر ہے۔ بخل کی مذمت میں بہت سی کرنے سے اس قدر خوش ہوتا ہے گویا اس کی زرہ نے کشا زیادہ اس کا دل کشادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ خوبی

جعفر صادق: دس سال کے بچے اور آپ میں اگر کوئی فرق ہے تو نظر بھی آنا چاہئے۔ میں گفتگو کو دوبارہ سمیٹتا ہوں تا کہ ممبرز جان سکیں کہ آپ اپنے دعوی کے مطابق گفتگو کیوں نہیں کر پا رہے۔

آپ نے دعوی میں تین الگ الگ ایسے نکات لکھ دیۓ ہیں جن کو ایک ہی وقت درست ماننا عقلی و نقلی طور پر درست ہی نہیں ہے، یعنی ان میں سے کوئی ایک بات ہی درست ہو سکتی ہے۔

1: نبی کی خالص ملکیت فدک ☜ یہ ملکیت نبی کو یہودیوں نے کس وجہ سے دی۔

اس پر آپ دوٹوک جواب دینے سے فرار اختیار کر چکے کیونکہ بحیثیت حکمران تسلیم کریں گے تو ایسی ملکیت ذاتی ملکیت قرار نہیں پاتی۔ اگر بالفرض فدک کو نبی کی ذاتی ملکیت تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے یہ تصور ذہن میں آتا ہے کہ نبی کے پاس اپنی کافی ملکیت ہو گی جس میں سے سیدہ فاطمہ کو بھی عطا فرما دی، اس کے لئے آپ کو دلیل سے ثابت کرنا پڑے گا کہ نبی بوقت رحلت مالدار و امیر کبیر تھے۔ جبکہ ایک جھلک دکھا دی گئی ہے کہ بوقت رحلت نبی کی اپنی زرہ گروی تھی۔

2: فدک سیدہ فاطمہ کو عطا کرنا

☜ اس نکتے پر آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کب دیا گیا تو آدھی بات بتادی اور آدھی بات کو موضوع سے خارج قرار دے دیا۔ میں اس آدھی بات (آیت ذی القربی) کو تسلیم کرتے ہوئے اشکالات بعد میں پیش کروں گا، فی الوقت سن ھجری (سات ھجری) بتانے سے آپ نے فرار اختیار کیا ہے کیونکہ اس کے بعد آپ نبی کریم کی رحلت (گیارہ ھجری) تک فدک کا تین چار سال سیدہ کے زیر تسلط رہنا ثابت نہیں کر سکتے۔

3: انبیائے کرام کی میراث

☜ اس نکتے پر آپ سے پوچھا گیا کہ بوقت رحلت نبی کے کتنے ورثاء موجود تھے تو اس سے بھی آپ نے فرار اختیار کیا کیونکہ تمام ورثاء بتانے سے فدک کا بطور میراث صرف ایک کو ملنا قرآن و سنت کے صریح خلاف ہے۔ گذشتہ ایک مناظرے (حق زہرا ص208) میں شیعہ عالم دلشاد نے اسی وجہ سے مجبور ہو کر اقرار کر لیا تھا کہ " سیدہ فاطمہ نے پورے فدک کا مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ اپنے حصے کا مطالبہ کیا تھا۔ "آپ نے اس سوال سے بھی فرار اختیار کیا کیونکہ باقی ورثاء کا بتانے سے حق واضح ہو جاتا ہے۔

نتیجہ: فدک واقعی بچوں کو جذباتی بنا کر اہم مسئلہ بنا دیا گیا ہے، اگر اس پر غور و فکر کیا جائے تو معاملہ بالکل سادہ اور کلیئر ہے۔

آپ نے نبی کی زرہ گروی رکھنے پر ایک ہی اشکال بار بار لکھ دیا ہیں۔ میں کلیئر کر دیتا ہوں۔

شیعہ اشکال کا رد: کوئی چیز گروی رکھنے سے ملکیت کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔

کسی بھی انسان کے لئے قرض لینے کی تین اہم وجوہات ہوتی ہیں۔

1: جب بنیادی ضروریات مثلاً کھانے پینے کی قلت ہو۔

2: جب رہائش کے لئے گھر یا دیگر بنیادی چیزوں کی شدید ضرورت ہو۔

3: عیش و عشرت کا دیگر سامان درکار ہو۔

نبی کو گھر کی ضرورت نہ تھی۔ عیش و عشرت کا تصور آپ کے ہاں ہو گا ورنہ فدک کو نبی کی ذاتی ملکیت ثابت کرنے کی ضد میں ایسے اشکال پیش ہی نہ کرتے۔

اگر صحیح بخاری کی وہ حدیث مکمل سمجھ لیتے تو حق واضح ہو جاتا کہ نبی نے قرض کیوں لیا، قرض لینے کی پہلی وجہ ہی درست ہے۔ اسی حدیث میں *__تیس صاع جو__* پر وہ زرہ گروی رکھی گئی تھی۔ (صاع: غلہ ناپنے کا ایک پیمانہ جو اہل حجاز کے حساب سے 4 مد (4) پونڈ)

جس انسان کے پاس پہلے سے عیش و عشرت والی ملکیت ہو وہ کھانے پینے کی قلت کا سامنا بھی کرے اور اپنی ضروری چیزوں کو گروی بھی رکھے یہ عقلی طور پر درست نہیں ہے۔

ازواج مطہرات کے حجرے

* ازواج مطہرات کے پاس جو حجرے تھے، وہ بطور میراث ان کو نہیں ملے تھے بلکہ رسول پاک ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہر زوجہ کو ایک ایک حجرہ بنوا کر ان کے قبضہ میں دے دیا تھا اور ازواج نے رسول پاک ﷺ کی حیات میں ان پر قبضہ بھی کر لیا تھا اور ہبہ مع قبضہ موجب ملکیت ہے جیسا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھی حضور ﷺ نے اس قسم کے گھر بنوا کر ان کی تحویل میں دے دیئے تھے اور ازواج مطہرات اور یہ لوگ ان گھروں کے مالک تھے لہذا یہ حجرے ازواج کو میراث نہیں ملے تھے بلکہ یہ تو ان کی ملکیت تھے۔

قرآن مجید سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ حجرے ازواجِ مطہرات کی ملکیت تھے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ حجرے خود حضور ﷺ نے اپنی حیات میں ازواج کی ملکیت میں دے دیئے تھے۔

* القرآن: وقرن فی بیوتکن ترجمہ: اے رسول کی بیبیو! اپنے گھروں میں رہو (سورۂ احزاب، آیت 33، پارہ 22) *

اگر یہ حجرے ازواج کی ملکیت نہ ہوتے تو پھر قرن فی بیوت الرسول (رسول کے گھروں میں قرار پکڑو) ہونا چاہئے تھا پس اس سے ثابت ہوا کہ حجرے ازواج مطہرات کی ملکیت تھے اور میراث میں ان کو نہیں ملے تھے۔

عالم صاحب۔۔ آپ مدعی ہیں۔ مجھے لمبی تحریریں لکھنے پر مجبور نہ کریں۔

دراصل آپ اپنے دعوی کے مطابق گفتگو نہیں کر پارہے، میں تو آپ کے دعوی کے دو شر وعاتی نکات (فدک نبی کی ذاتی ملکیت اور سیدہ کو ہبہ ہونا) تسلیم کر کے گفتگو کرنا چاہ رہا ہوں۔ آپ اس کا بھی جواب نہیں دے سکے۔

آج میں آپ کو آخری آپشن دیتا ہوں۔ مجھے اپنے جواب دعوی کو ثابت کرنے کا کہیں، میں جواب دعوی کے تینوں نکات قرآن اور سُنی و شیعہ معتبر کتب سے دلائل دیکر ثابت کروں گا۔ ان شاءاللہ۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آج مجلس میں ہوں تاخیر کے لئے معذرت۔

جعفر صادق: ٹھیک ہے۔ جب فارغ ہو جائیں تو جواب دیجئے گا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: پھر آپ کا جواب دعویٰ باطل ٹھہرا۔ لکھیں کہ میں اقرار کرتا ہوں فدک ملکیت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی اور فدک سیدہ النساء العالمین کو ہبہ کر دیا تھا۔

اس تحریر میں دیکھیں آپ پھر پلٹ رہے ہیں نبی اور حکمران الگ الگ کر رہے ہیں بات پھر وہیں پر آ گئی ہے

آپ اس کی وضاحت ضرور فرمائیں کہ جب آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے اس وقت حکمران نہیں تھے اور جب حکمران تھے اس وقت نبی نہیں تھے۔

کوشش کریں کم لفظوں میں جواب بیان کریں نہیں تو اگلی دفعہ میں دلائل سے ثابت کروں گا۔

جعفر صادق: ایک ہے دعوی اور ایک ہے جواب دعوی۔ دعوی آپ کا ہے۔ دعوی پر گفتگو اس طرح کر سکتے ہیں تو بتائیں۔

بالفرض فدک نبی کی ملکیت مان لی جائے اور ہبہ بھی تسلیم کیا جائے تو---

☜ جواب دعوی میری طرف سے ہے آپ چاہیں تو اس کے مطابق بھی گفتگو کی جاسکتی ہے۔ پھر آپ مدعی نہیں رہیں گے۔

میں پہلے بھی اس نکتہ کی وضاحت کر چکا ہوں۔ نبی آخر الزمان کی دو حیثیتیں ہیں۔ **منصب نبوت اور حکمران۔**

ایک نبی میں دو حیثیتیں گذشتہ انبیاء کرام میں بھی تھیں۔ جیسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام نبی اور حکمران بھی تھے۔ میں جو نکتہ بار بار پوچھ رہا ہوں اسے دوبارہ سمجھیں۔

یہودیوں نے فدک کو کس حیثیت سے تحفے میں دیا۔
1: محمد بن عبداللہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیثیت سے۔
2: حکمران کی حیثیت سے۔

میں الگ نہیں کر رہا۔ آپ سے اس کے متعلق سوال پوچھ رہا ہوں۔

*** کیا یہودیوں نے دونوں حیثیتوں کو تسلیم کر کے فدک تحفے میں دے دیا۔ ***

آپ کو اس کے متعلق کچھ نہ کچھ تو جواب دینا چاہئے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ پھر پلٹ گئے اب سوال آپ کے جواب دعویٰ پر ہیں نہ کہ میرے دعویٰ پر ممتاز بھائی نیند میں تو نہیں ہیں۔ اب پہلے بتائیں سوال جواب دعویٰ پر ہیں یا دعویٰ پر؟

جعفر صادق: مطلب آپ کیا چاہتے ہیں۔ میں کیا لکھوں جس سے آپ سمجھیں کہ میں پلٹ نہیں رہا؟ جواب دعوی پر آپ بحیثیت مدعی سوال کرنے سے پہلے اپنے دعوی کے حق میں دلائل دینے اور میرے اشکالات کو کلیئر کرنے کے پابند ہیں۔ یا اپنے دعوی سے پیچھے ہٹ جائیں۔ میں جواب دعوی پر گفتگو کے لئے بھی تیار ہوں۔

شیعہ مناظر کے تین سوال

بخش حسین حیدری شیعہ: ممتاز بھائی اب میں ترتیب سے لکھتا ہوں تا کہ سب کو سمجھ آجائے پھر دلائل سے گفتگو کرتے ہیں۔

1: آپ سے سوال کیا گیا مطلقاً ملکیت پر آپ نے تسلیم کیا پھر پلٹ گئے۔

2: آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ بتائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو جب فدک ملا اس وقت وہ نبی نہیں تھے حکمران تھے اگر حکمران تھے تو نبی نہیں تھے اس پر بھی آپ لاجواب ہو گئے کبھی تسلیم کرتے ہیں وہ دونوں تھے نبی بھی تھے اور حکمران بھی۔ پھر اس بات کو علیحدہ علیحدہ کر دیتے ہیں بغیر دلیل کے ۔

3: آپ کے جواب دعویٰ پر سوال کیا گیا ہے آپ باقاعدہ اس کا جواب مجھ سے طلب کر رہے ہیں میری جان ایسا ہوتا ہے۔

میرے دعویٰ پر جو اشکال آپ کے تھے کیا اس کا جواب آپ نے دیا تھا نہیں ہم نے دیا آپ سچ لکھنے سے قاصر ہیں۔ پھر آپ نے شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دلائل دینا شروع کر دیے۔ جب سوال کیا گیا کہ دلائل کی باری نہیں آئی تو آپ نے کہا تائید میں رکھا ہے تاکہ ملکیت کی نفی کر سکوں حالانکہ اس سے بھی آپ کا مقصد پورا نہیں ہوا۔

ممتاز بھائی اب چلتے ہیں اپنے دعویٰ میں لکھے گئے پہلے حصہ کی طرف فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت تھا۔ آپ نے اس کا انکار کیا۔ جواب دعویٰ میں ملکیت کا انکار کر دیا۔

میں اب دلائل سے ثابت کرتا ہوں لھاذا امید کرتا ہوں آپ جواب دیں گے اپنی تاویلات کے بغیر۔

شیعہ کی طرف سے دعوی کی تائید میں دلیل

أعوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اول ما خلق الله العقل

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے عقل کو خلق کیا اور اس عقل کو رکھا انسان کے اندر تاکہ وہ پہچان کر سکے حق اور باطل کی۔

اب میں قرآن مجید کی آیت پیش کرتا ہوں۔

☟☟☟

القرآن-سورۃ نمبر 59 الحشر آیت نمبر 6

وَمَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ

(مولانا فتح محمد جالندہری): اور جو (مال) خدا نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے (بغیر لڑائی بھڑائی کے) دلوایا ہے اس میں تمہارا کچھ حق نہیں کیونکہ اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ لیکن خدا اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

(مولانا سید ابو الاعلی مودودی): اور جو مال اللہ نے اُن کے قبضے سے نکال کر اپنے رسول کی طرف پلٹا دیے، وہ ایسے مال نہیں ہیں جن پر تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ دوڑائے ہوں، بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے تسلط عطا فرما دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(مفتی محمد تقی عثمانی): اور اللہ نے اپنے رسول کو ان کا جو مال بھی فئی کے طور پر دلوایا۔ اس کے لیے تم نے نہ اپنے گھوڑے دوڑائے، نہ اونٹ، لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہتا ہے، تسلط عطا فرما دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

ممتاز بھائی اھل سنت کے تین علماء کرام کے تراجم پیش کیے ہیں اب ایک کتب کا سکین دیتا ہوں تاکہ جواب دینے میں آپ کو پریشانی نہ ہو۔

فدک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا جو بغیر لشکر کشی جنگ جدل کے حاصل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت تھا۔

الحاوي الكبير

في فقه مذهب الإمام الشافعي رضي الله عنه

وهو شرح مختصر المزني

تصنيف

أبي الحسن علي بن محمد بن حبيب الماوردي البصري

تحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

قدم له وقرظه

الأستاذ الدكتور محمد بكر إسماعيل أستاذ بجامعة الأزهر

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة جامعة الأزهر

الجزء الرابع عشر

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

رسول الله ﷺ بأرض الحَبشة من خالد بن سعيد بن العاص، وساق النجاشي صداقها أربعمائة دينار، وقتل بخيبر من اليهود ثلاثة وتسعين رجلاً، وقتل من المسلمين خَمْسَةَ عشر رجلاً، ولما سمع أهل فدك ما فعل بأهل خيبر بعثوا إلى رسول الله ﷺ أن يحقن دماءهم، ويسيرهم ويخلوا له أموالهم، ومشى وبينه وبينهم مُحَيِّصة بن مسعود فاستقر على هذا، وصارت فدك خالصة لرسول الله ﷺ؛ لأنه أخذها بلا إيجاف خيل ولا ركاب، فكانت فيئاً له، وكانت خير غنيمة للمسلمين.

ولما صالح أهل خيبر على النصف من الثمر صالح أهل فدك على مثله لهم نصف الثمر بعملهم ونصفه لرسول الله ﷺ بالفيء.

وعاد رسول الله ﷺ من خيبر إلى وادي القرى، ثم سار إلى المدينة وفي سفره هذا نام عن صلاة الصبح حتى طلعت الشمس، فأمر بلالاً فأقام الصلاة، وصلى فلما سلم أقبل على الناس، وقال: «إذا نَسِيْتُمْ الصَّلاَة فصلوها إذا ذَكَرْتُمُوهـا، فإنَّ اللَّهَ تعالى يقول: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾»(١) [طه: ١٤].

ولما عاد إلى المدينة اتخذ منبره درجتين والمستراح، وصار يخطب عليه بعد الجذع الذي كان يستند إليه، ولما عدل عنه إلى المنبر حَنَّ إليه.

فصـل: [سرايا رسول الله ﷺ بعد خيبر]

[سرية عجز هوازن]

ثم بعث رسول الله ﷺ بعد خيبر خمس سرايا فأولها سرية عمر بن الخطاب في شعبان في ثلاثين رجلاً إلى عجز هوازن، وهم في مترية على أربع ليال من مكة طريقاً صعباً، فهربوا، وعاد، ولم يلق كيداً.

[سرية بني فزارة]

ثم بعث بعده سرية أبي بكر في شعبان إلى بني فزارة بنجد، فشن الغارة عليهم بعد صلاة الصبح، فسبى، وقتل.

[سرية بني مرة]

ثم بعث بعده سرية بشير بن سعد في شعبان إلى بني مُرّة بناحية فدَك في ثلاثين رجلاً فاستاقوا أنعم القوم، ثم أدركوهم، فقتلوهم جميعاً إلا بشير بن سعد نجا وحده واسترجعوا النَّعَمَ.

(١) أخرجه مسلم (١/ ٤٧٧) كتاب المساجد ومواضع الصلاة حديث (٣١٦) بنحوه وكذا الدارقطني في سننه (١/ ٣٨٦).

فدک خالصۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شیعہ مناظر کے تین سوال اور تینوں کے جوابات

جعفر صادق: میں بھی مختصر ترتیب سے جواب دیتا ہوں۔

1:* میں نے تسلیم کیا ☜ ملکیت جو بنیادی ضروریات کے سامان کے متعلق ہے۔ نبی کریم نے پوری زندگی فقر میں گذار دی کوئی عیش و عشرت کا سامان جمع نہیں کیا۔*

اس میں کیا ابہام ہے جسے پلٹنا کہا جائے۔

2: نبی پہلے دن سے حکمران تھے۔ فدک اس وقت ملا جب خیبر فتح ہوا اور یہودیوں پر دہشت طاری ہوئی۔*ڈر اور خوف سے مجبور ہو کر فدک دیا گیا۔*

☜ لاجواب کون ہو تا رہا ہے۔ اس کی فکر نہ کریں۔

3: چلیں اس سوال کو دوبارہ لکھیں جو میرے جواب دعوی پر کیا گیا ہے اور میں جواب نہیں دے سکا۔ 👍

آپ نے اپنے دعوی پر میرے کسی اشکال کا ڈھنگ سے جواب نہیں دیا۔* کیا میں نمبر ڈال کر وہ تمام سوالات لکھوں۔ آپ ترتیب سے جواب دیں گے *؟

میں مدعی نہیں ہوں۔ دلائل دینا آپ کے ذمہ ہے۔ شرائط کی خلاف ورزی کا آپ سے سن کر حیرت ہو رہی ہے۔

* فدک یہودیوں نے دوست سمجھ کر نبی کی ملکیت میں دے دیا تھا تو آپ کو ثابت کرنا ہے۔*

فدک خالص نبی کی ملکیت تھا تو اس ملکیت کا تعین کون کرے گا؟* کیا فدک نبی کی خاندانی جائیداد تھی؟ یا محنت مزدوری سے خریدا تھا؟

☜ آپ مدعی ہو۔ میرے اعتراضات کا مدلل جواب دیں۔ یا مجھے موقعہ دیں۔

چلیں۔۔ یہ تو واضح ہو گیا کہ آپ اپنے دعوی کے مطابق گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اتنا وقت ضایع کیا۔ ان دلائل پر کئی بار گفتگو کی جا چکی ہے۔ آپ میری مانیں گے نہیں اور آپ کے دلائل سے نکالا گیا من پسند مفہوم میں تسلیم نہیں کروں گا۔ اس لئے گفتگو کو الگ طریقے سے کرنے کا خواہشمند ہوں تا کہ حق واضح ہو جائے۔

* آپ کے دعوی کی روشنی میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ فدک کی ذاتی ملکیت تسلیم کی جائے تو یہ وضاحت درکار ہے کہ نبی نے سیدہ کو کب یہ تحفہ عطا فرمایا؟*

ہماری گفتگو *فدک کے ہبہ* ہونے سے شروع ہو گی ذرا عوام کو پتہ تو چلے کہ اہل تشیع کے اس مؤقف میں کتنی سچائی ہے۔ پھر ہم نبی کے ورثاء پر گفتگو کریں گے اس طرح میراث پر شیعہ مؤقف بھی سب کے سامنے عیاں ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیت پیش کی ہے اور ایک کتاب الحاوی الکبیر کا سکین رکھا ہے میری پسند کی تو بات ہی نہیں۔ آپ ثابت کریں اس میں میں نے کون سا اپنی پسند کا معفوم بیان کیا ہے

آپ لکھ دیں میں تسلیم کرتا ہوں فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت تھا، پھر ہبہ کی طرف چلتے ہیں ملکیت تسلیم کریں۔ میں سفر میں ہوں تصویر آپ کو پرسنل کر دی ہے لھاذا گفتگو کل شروع کروں گا۔

جعفر صادق: چلیں میں پہلے آپ کی دلیل کارد کر دیتا ہوں اور کچھ سوال بھی پوچھتا ہوں۔ دیکھتے ہیں کہ آپ اپنی دلیل کارد کیسے کرتے ہیں۔ ممبرز کو پتہ چلے کہ اہل سنت کا مؤقف کتنا مضبوط ہے۔ 👍

کیا مال فئی کے متعلق بس یہی ایک آیت ہے۔ اس سے اگلی آیت کیوں پیش نہیں کی؟ جس میں فدک کے تمام اصل مالکان کا الگ الگ ذکر کیا گیا ہے۔

👇👇👇

قد سمع اللہ ۲۸ — ۹۹۶ — الحشر ۵۹

مَآ	اَفَآءَ	اللّٰهُ	عَلٰی رَسُوْلِهٖ	مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی	فَلِلّٰهِ	وَلِلرَّسُوْلِ
ما..	آفا...ء	ل لاہ	ع لا ر رسول ہی	من آہ لل ق را	ف لل لاہ	ولر رسول
جو کچھ	پلٹا دے	اللہ	اپنے رسول کی طرف	بستیوں کے لوگوں سے	سو وہ ہے اللہ کا	اور اس کے رسول کا

وَلِذِی الْقُرْبٰی	وَالْیَتٰمٰی	وَالْمَسٰکِیْنِ	وَابْنِ السَّبِیْلِ	کَیْ	لَا یَکُوْنَ	دُوْلَةً
ول ذل قربا	ول ی تا ما	ول م سا کی ن	وب نس س بی ل	کا ئی	لا ئی کون	دول تم
اور رسول کے رشتہ داروں کا	اور ہے یتیموں	اور مسکینوں	اور مسافروں کے لیے	تاکہ	نہ کرتا رہے وہ	گردش

بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ط	وَمَآ	اٰتٰکُمُ	الرَّسُوْلُ	فَخُذُوْهُ ق	وَمَا	نَهٰکُمْ عَنْهُ
بائی نل آغ ن یا...ء من کم	وما..	آتا ک م	رسول	ف خ ذو ہ	وما	ن ہا کم عن ہ

تمہارے مالداروں کے درمیان ہی ۔ اور جو کچھ دے تمہیں رسول سو اسے لے لو اور جس سے روک دے تم کو رسول ،

فَانْتَهُوْا ج	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ ط	اِنَّ اللّٰهَ	شَدِیْدُ	الْعِقَابِ ۞7
فن ت ہو	وت ت قل	لاہ	ان نل لاہ	ش دی د	ل ع قاب
پس رک جاؤ (اس سے)۔	اور ڈرو	اللہ سے ۔	بلاشبہ اللہ	بہت سخت ہے	سزا دینے میں ۞7

وقف لازم

سورت الحشر آیت 7

کیا مال فئی میں صرف فدک ہی نبی کے پاس تھا؟ سیدہ نے صرف فدک کا مطالبہ کیوں کیا؟ اس آیت کی رو سے تمام مال فئی سیدہ کا حق ہونا چاہئے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٦﴾

اور جو (مال) خدا نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے (بغیر لڑائی بھڑائی کے) دلوایا ہے اس میں تمہارا کچھ حق نہیں کیونکہ اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ لیکن خدا اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے

(سورت الحشر آیت 6)

مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٧﴾

جو مال خدا نے اپنے پیغمبر کو دیہات والوں سے دلوایا ہے وہ خدا کے اور پیغمبر کے اور (پیغمبر کے) قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے۔ تاکہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں ان ہی کے ہاتھوں میں نہ پھرتا رہے۔ سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو۔ اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔

(سورت الحشر آیت 7)

فدک کی ملکیت کے حصیدار

1: اللہ عزوجل۔

2: نبی کریم۔

3: نبی کریم کے قرابت دار۔

4: یتیم۔

5: حاجتمند

6: مسافر

آیت 7 کے آخری جملے غور طلب ہیں۔ اگر شیعہ منطق واقعی عین قرآن کے مطابق ہے تو مطلب *فدک اور تمام مال فئی صرف ایک خاندان کے پاس ہونا چاہیئے جبکہ آیت میں تمام حصہ دار بیان کرکے یہ نفی بیان کی گئی ہے کہ اس مال فئی سے مخصوص لوگوں کے ہاتھوں میں دولت ٹھہر نہ جائے بلکہ معاشرے میں مسلسل تقسیم ہوتا رہے۔*

اب میں جوابی دلیل پیش کر رہا ہوں۔

اہل سنت دلیل # 1

شیعہ کتب کے مطابق فدک مال فئی میں سے ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے ساتھ یتیم، مسکین اور مسافروں کا حق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام کا ہے۔

شیعہ کتب: 1: مرآت العقول (علامہ باقر مجلسی) الجز 6 ص 252

2: المبسوط فی فقہ الامامیہ (علامہ طوسی) ج 2 ص 64

مِرْآةُ العُقُول

فِي شَرْحِ أَخْبَارِ آلِ الرَّسُول

تأليف

العلامة شيخ الإسلام المولى محمد باقر المجلسي (ره)

شرح كتاب الكافي لثقة الإسلام الكليني المتوفى سنة ٣٢٨ هـ

الجزء السادس

. . . .

بيان أموال بني النضير خاصّة لقوله : « وما أفاء الله على رسوله » والآية الثانية بيان للاموال التي أصيبت بغير قتال ، وقيل : انّهما واحد ، والآية الثانية بيان قسم المال التي ذكرها الله في الآية الاولى .

ثمّ قال : ثمّ بيّن سبحانه حال أموال بني النضير فقال : « وما أفاء الله على رسوله منهم » اي من اليهود الذين أجلاهم وإن كان الحكم سارياً في جميع الكفّار الذين حكمهم حكمهم « فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب » الا يجاف الايضاع وهو تسيير الخيل أو الركاب من وجف يجف وجيفاً وهو تحرّك باضطراب فالايجاف الازعاج للسير والركاب الابل واحدتها راحلة ، وقيل : الايجاف في الخيل والايضاع في الابل ، والمعنى لم تسيروا إليها على خيل ولا إبل ، وانما كانت ناحية من نواحي المدينة مشيتم اليها مشياً .

وقوله : « عليه » أي على ما أفاء الله « ولكن الله يسلّط رسله على من يشاء » اي يمكّنهم من عدوّهم من غير قتال بأن يقذف الرعب في قلوبهم .

ثم ذكر حكم الفيء فقال : « ما أفاء الله على رسوله من أهل القرى » اي من اموال كفار اهل القرى فلله يأمركم فيه بما أحبّ وللرسول بتمليك الله ايّاه ، ولذي القربى يعني اهل بيت رسول الله وقرابته وهم بنو هاشم ، واليتامى والمساكين وابن السبيل منهم ، لأنّ التقدير ولذي قرباه ويتامى اهل بيته ومساكينهم وابن السبيل منهم .

ثم قال : وفي هذه الآية إشارة إلى انّ تدبير الأمّة الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم والى الائمة القائمين مقامه ، ولهذا قسّم رسول الله أموال خيبر ومن عليهم في رقابهم واجلى بني النضير وبني قينقاع واعطاهم شيئاً من المال ، وقتل رجال بني قريظة وسبي ذراريهم ونسائهم وقسّم اموالهم على المهاجرين ومن على أهل مكة ، انتهى .

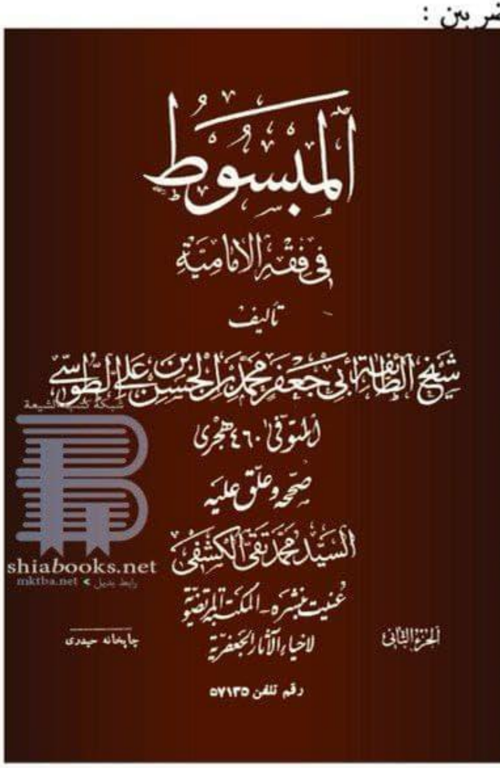
وقال المحقّق الاردبيلي قدّس سره في تفسير آيات الاحكام : المشهور بين الفقهاء انّ الفيء له صلى الله عليه وآله ثمّ للقائم مقامه كما هو ظاهر الأولى ، والثانية تدلّ على أنّه

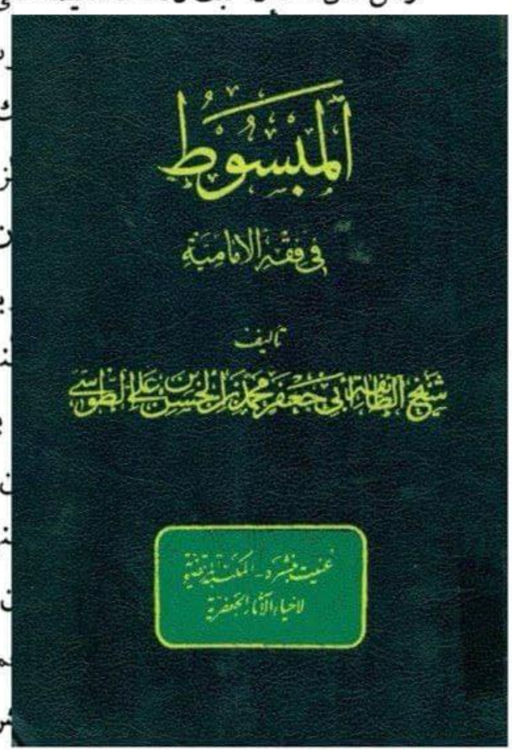
كتاب قسمة الفيء والغنايم

فصل : في حقيقة الفيء والغنيمة ومن يستحقها

الفيء مشتق من فاء يفيء إذا رجع ، والمراد به في الشرع فيما قال الله تعالى «ماأفاء الله على رسوله»[1] الآية ماحصل ورجع عليه من غير قتال ولا ايجاف بخيل ولاركاب فما هذا حكمه كان لرسوله خاصة ، وهو لمن قام مقامه من الأئمة عليهم السلام ليس لغيرهم في ذلك نصيب ، و قد ذكرنا ذلك في كتاب قسمة الصدقات .

وأمّا الغنيمة فمشتقة من الغنم ، وهو مايستفيده الإنسان بساير وجوه الاستفادة سواء كان برأس مال أو غير رأس مال ، وعند الفقهاء أنه عبارة عمّا يستفاد بغير رأس مال . فاذا ثبت ذلك فالغنيمة على ضربين :





(١) الحشر ٧ .

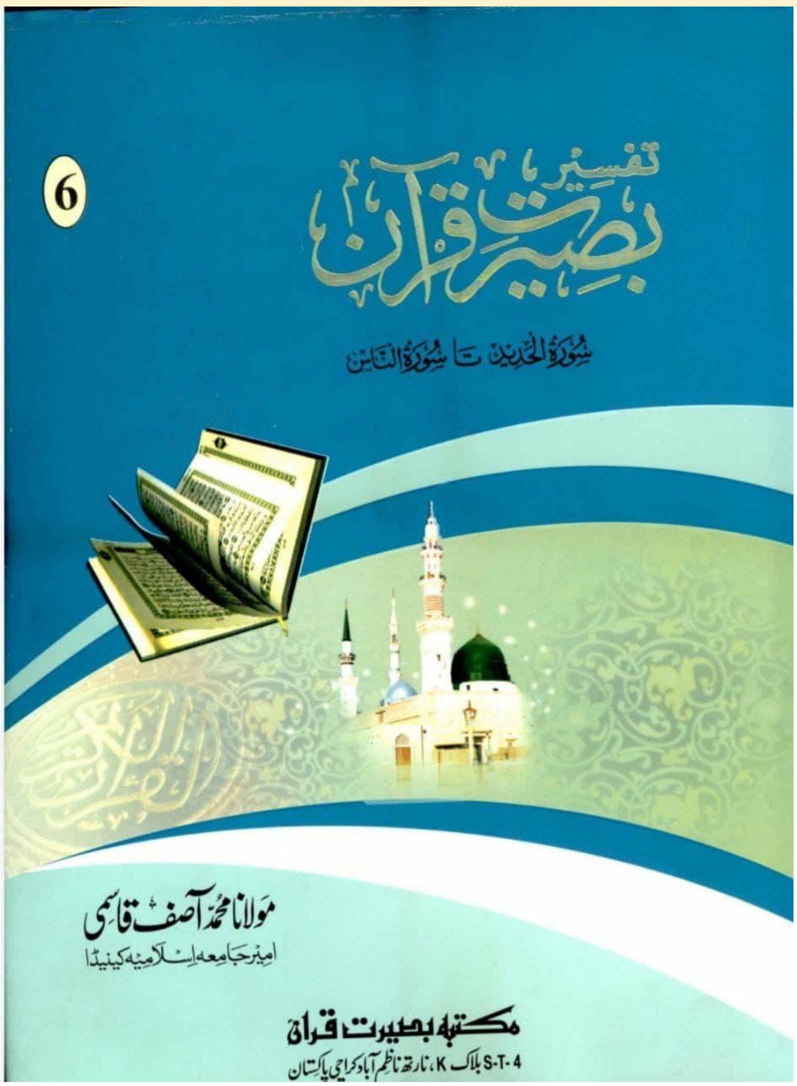
بخش حسین حیدری شیعہ: ممتاز بھائی آپ کو آگے والی آیت تب پیش کرنی چاہیے تھی جب پہلے والی آیت پر مکمل گفتگو ہو جاتی۔ نکتہ بائے نکتہ ذرا پیچھے پلٹیں۔ فدک کے مصارف پر اس وقت کلام کرتے جب آپ فدک کو ملکیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیم کرتے۔ آپ نے مانا بھی آگے بڑھ گئے لھاذا آیت نمبر 6 کا جواب دیں۔ میں کوئی منکر نہیں ہوں سورہ الحشر کی آیت نمبر 7 کا آپ کا آگے بڑھ جانا میں کیا سمجھوں۔

أَعوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورہ الحشر کی ایت نمبر 6

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۞



تفسیر بصیرت قرآن

ترجمہ: آیت نمبر ۶ تا ۱۰

اور جو مال غنیمت اللہ نے اپنے رسول کو ان (بنونضیر) سے دلوایا تھا اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ اس پر تم نے نہ تو گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اسی طرح جو مال اللہ اپنے رسول کو "فے" کے طور پر دے اس میں بھی تمہارا کوئی حق نہیں ہے بلکہ وہ اللہ، اس کے رسول ﷺ، اس کے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے تا کہ وہ مال تمہارے مال داروں کے ہاتھوں میں نہ گھومتا رہے۔

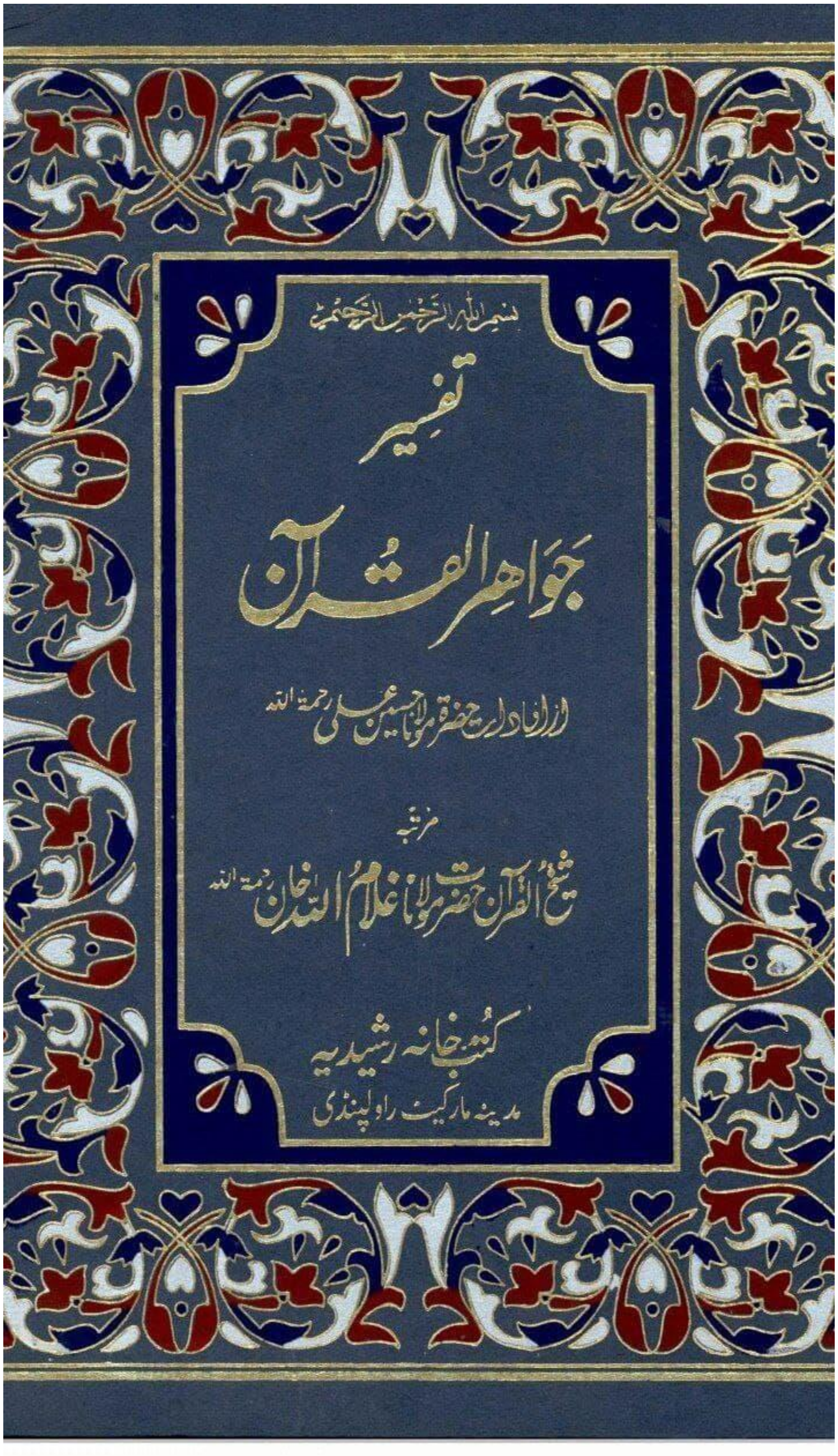
اور رسول ﷺ تمہیں جو کچھ دیدیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ اس مال (فے) میں مہاجر فقرا کا خاص حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے (زبردستی) نکالے گئے۔ جب کہ ان کی یہ حالت ہے کہ وہ اللہ کا فضل و کرم اور اس کی رضا و خوشنودی کے طلب گار ہیں۔

اور وہ لوگ اللہ (کے دین) اور اس کے رسول کی مدد (دین کی سر بلندی کے لئے) کیا کرتے ہیں یہی سچے لوگ ہیں۔ اس مال (فے) کے وہ بھی حق دار ہیں جو ان مہاجرین سے پہلے (مدینہ منورہ میں) ٹھکانا رکھتے تھے اور انہوں نے ایمان میں ایک ایسی جگہ پیدا کر لی ہے کہ وہ مہاجرین کے لئے اپنے دلوں میں کوئی خلش محسوس نہیں کرتے۔ اور وہ (اپنے مہاجر بھائیوں کو) اپنے سے مقدم سمجھتے ہیں اگر چہ وہ فقر و فاقہ ہی میں کیوں نہ ہوں۔

اور (درحقیقت) جو لوگ بھی بخل اور کنجوسی سے بچ گئے وہی فلاح و کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی مال (فے) کے مستحق ہیں جو ان (مہاجرین و انصار) کے بعد آئے جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دیجئے جو ایمان لانے میں ہم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے بغض و عداوت کو جگہ نہ دیجئے۔ اے ہمارے پروردگار بے شک آپ ہی تو شفقت کرنے والے مہربان ہیں۔

63

جو مال بغیر لشکر کشی کے حاصل ہوا وہ خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔



تفسیر جواہر القرآن

تخلة من الالوان (مدارک ج ۴ ص ۱۸۱) ولیخزی میں واؤ زائدہ ہے اور لیخزی اذنَ مقدر کے متعلق ہے یا واؤ عاطفہ ہے اور لیخزی کا معطوف علیہ مقدر ہے جو اَذِنَ مقدر کے متعلق ہے۔ (ولیجزی الفٰسقین) متعلق بمقدر علی انہ علة له و ذلك عطف علی مقدر اخرای اذن لهم فی القطع والترك لیعز المؤمنین ولیخزی الفاسقین (روح) ۵ وما افآء یہ مبتداء ہے اور ما افآء اللہ بُعدِ عہد کی وجہ سے اعادہ ہے اور درمیان میں فما اوجفتم سے فیٔ کی تشریح کی گئی ہے اور فللّٰہ و للرسول الخ اسکی خبر ہے۔ یہاں سے لیکر انك رؤف رحیم ۵ تک مال فیٔ کی تقسیم کا دستور بیان کیا گیا ہے۔ بنی نضیر کے اموال چونکہ بطور فیٔ حاصل ہوئے اس لئے انکی تقسیم کار کا دستور بیان فرمایا۔ مال فیٔ اس مال کو کہا جاتا ہے جو قتال وجہاد کے بغیر کفار سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ جیسا کہ یہود بنی نضیر نے مسلمانوں کے حملے سے مرعوب ہو کر صلح کر لی اور اپنے اموال بلا قتال مسلمانوں کے حوالے کر دیئے اسکا ذکر وما افاء اللہ علی رسولہ منھم میں ہے یہود بنی نضیر کے علاوہ اور کئی بستیوں کے یہودیوں نے بھی اسی طرح صلح کر کے اپنے اموال مسلمانوں کے حوالے کر دیئے تھے۔ مثلاً اہل فدک، عرینہ اور بنی قریظہ وغیرہ۔ اس کا ذکر ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری میں ہے دستور تقسیم سب کا ایک ہے (من اھل القری) قال ابن عباس ھی قریظة والنضیر وھما بالمدینة، وفدك وھی علی ثلاثة ایام من المدینة وخیبر وقری عرینة وینبع (قرطبی ج ۱۸ ص ۱۲) بنی نضیر، اہل فدک، اہل عرینہ وغیرہ کے جو اموال اللہ نے بطور فیٔ اپنے پیغمبر علیہ السلام کو دیئے ہیں تم نے ان پر اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے اور وہ قتال کے بغیر ہی حاصل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نہایت ہی قادر و توانا ہے وہ جس پر چاہتا ہے اپنے پیغمبروں علیہم السلام کو مسلط فرما دیتا ہے۔ جس طرح اس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کی ان بستیوں پر مسلط فرما کر ان کی ساری دولت آپ کے قدموں پر ڈالدی۔ ۷ فللّٰہ وللرسول۔ یہ تقسیم فیٔ کا دستور العمل ہے۔ للّٰہ اللہ کیلئے، اللہ تعالیٰ کا ذکر تبرک و تشرف کیلئے ہے اور مقصد یہ ہے کہ اس مال کا مالک حقیقی اللہ ہے وہ جس طرح چاہے اس کی تقسیم کا حکم نافذ فرمائے اور بعض کے نزدیک ایک حصہ اللہ کے نام کا نکالا جائے جو خانہ کعبہ اور دوسری مسجدوں پر صرف کیا جائے۔ یصرف سھم اللہ فی عمارة الکعبة وسائر المساجد وقیل ذکر اللہ للتعظیم (بیضاوی)

قد سمع اللہ ۲۸ — ۱۲۴۰ — الحشر ۵۹

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ
مال کہ لوٹا دیا اللہ نے ۔۔ اپنے رسول پر ان سے سو تم نے نہیں دوڑائے اس پر
خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ
گھوڑے اور نہ اونٹ ولیکن اللہ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر
يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى
چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ۔ جو مال لوٹایا اللہ نے اپنے
رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي
رسول پر بستیوں والوں سے ۔ سو اللہ کے واسطے اور رسول کے اور
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا
قرابت والے کے ۔ اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور مسافر کے تاکہ نہ
يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ
آئے لینے دینے میں دولتمندوں کے تم میں سے اور جو دے تم کو رسول
فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ
سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک
اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ
اللہ کا عذاب سخت ہے ۔ واسطے ان مفلسوں ۔ وطن چھوڑنے والے کے
اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ
جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل
اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ
اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اسکے رسول کی وہ لوگ
هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ
وہی ہیں سچے اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں ۔ اس گھر میں اور ایمان

منزل ۷

حاشیہ: تقسیم فیٔ کا دستور العمل ۱۲ — قرآن کی نافرمانی ... انفاق تبیعا ۱۲

موضح قرآن ۔ یہی فرق رکھا غنیمت اور فیٔ میں جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے اس میں پانچواں حصہ اللہ کی نیاز اور چار حصے لشکر کو بانٹنے اور جو بغیر جنگ ہاتھ لگا وہ سارا خزانے میں مسلمانوں کے رہے جو کام ضرور ہو اسپر خرچ ہو۔ ۔ یعنی فتح پر قبضہ رسول کا اور رسول کے پیچھے سردار کا کہ سردار پر یہ خرچ پڑتے ہیں۔ اللہ سب ہی کا مالک ہے مگر کعبہ کا خرچ اور مسجدوں کا بھی اس میں آ گیا اور ناتے والے حضرت کے روبرو انکے ناتے والے اور پیچھے بھی وہی لوگ اپنے جانیے خرچ کرنا دولتمند کو اگر سردار دے تو لینے منع نہیں۔

فتح الرحمٰن ۔ یعنی خویشاوندان پیغامبر را ۱۲۔ ۔ یعنی بمدینہ ۱۲۔

فدک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا جو بغیر لشکر کشی کے حاصل ہوا۔


كتاب
الأموال
تأليف إمام الحديث والفقه واللغة والأدب
عبيد القاسم بن سلام
١٥٧ - ٢٢٤ هـ / ٧٧٤ - ٨٣٧ م
تقديم ودراسة وتحقيق
الدكتور محمد عمارة
دار الشروق

٢٠ ـ «أحرق رسول الله صلى الله عليه وسلم نَخل بني النضير، وقطع. ولها يقول حسان بن ثابت:

لهـان علـى سَراة بنـي لُؤي حريق بالبُـوَيْرَةِ مُستطير».

٢١ ـ «أحرق رسول الله صلى الله عليه وسلم نخل بني النضير، وقطع. وهي البُويرة، فنزلت فيهم: ﴿مَا قَطَعْتُـمْ مِنْ لِينَـةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَـا قَائِمَـةً عَلَـى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾(١)».

٢٢ ـ عن سعيد بن جُبير قال: سألت ابن عباس ـ أو سئل ـ عن سورة الحَشْر. فقال: نزلت في بني النضير.

قال أبو عبيد: وهذا ما جاء في أولئك.

٢٣ ـ وأما فَدَكُ فإن إسماعيل بن إبراهيم حدثنا عن أيوب عن الزهري في قوله ﴿فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلاَ رِكَابٍ﴾(٢) فقال: هذه لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة: قُرى عربية: فَدَكٌ. وكذا، وكذا.

قال أبو عبيد: وهي في العربية قُرًى عربية: بتنوين، إلا أن يكون كما قالوا: دار الآخرة. وصلاة الأولى. والمحدثون يقولون: قرى عربية، بغير تنوين.

---

٢٠ ـ السند: [قال: وحدثنا حجاج بن محمد عن ابن جُرَيْج عن موسى بن عُقبة عن نافع عن ابن عمر قال: . . .].

٢١ ـ السند: [قال: وحدثنا أبو النضر عن الليث بن سعد قال حدثني نافع عن ابن عمر قال:].

٢٢ ـ السند: [قال: حدثنا هُشَيْم عن أبي بشر].

---

(١) الحشر: ٥.
(٢) الحشر: ٦.

٧٧

٢٤ ـ «كان أهل فدك قد أرسلوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فبايعوه على أن لهم رقابهم ونصف أرضيهم ونخلهم، ولرسول الله صلى الله عليه وسلم شَطْر أرضيهم ونخلهم. فلما أجلاهم عمر ـ رحمه الله ـ بعث معهم من أقام لهم حَظَّهم من الأرض والنخل، فأداه إليهم».

٢٥ ـ أجْلَى عمر بن الخطاب يهود خيبر، فخرجوا منها ليس لهم من الثمر والأرض شيء. فأما يهود فدك فكان لهم نصف الثمر ونصف الأرض؛ لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان صالحهم على ذلك، فأقام لهم عمر ـ رحمه الله ـ نصف الثمر ونصف الأرض؛ لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم صالحهم من ذهب ووَرِقَ[١] وإبل وأقتاب[٢]، ثم أعطاهم القيمة وأجلاهم.

قال أبو عبيد: إنما صار أهل خيبر لا حظَّ لهم في الأرض والثمر لأن خيبر أخذت عَنوة. فكانت للمسلمين، لا شيء لليهود فيها. وأما فدك فكانت على ما جاء فيها من الصلح. فلما أخذوا قيمة بقية أرضهم خلصت كلها لرسول الله صلى الله عليه وسلم، ولهذا تكلم العباس وعليٌّ عليهما السلام فيها.

٢٦ ـ فقال مالك: بينا أنا جالس في أهل خيبر مَتْعَ النهار[٣] إذا رسول

٢٤ ـ السند: [قال: وحدثنا عبد الله بن صالح عن الليث بن سعد عن يحيى بن سعيد، قال: . . .].

٢٥ ـ السند: [قال: وحدثنا سعيد بن عُفير المصري عن مالك بن أنس[٤] ـ قال أبو عبيد: لا أدري ذكره عن ابن هشام أم لا ـ قال: . . .].

٢٦ ـ السند: [حدثنا يحيى بن عبد الله بن بُكير وعبد الله بن صالح عن الليث بن سعد، حدثني عُقيل عن ابن شهاب، قال: أخبرني مالك بن أوس بن الحدثان ـ قال:

(١) الورق ـ بفتح الواو وكسر الراء ـ: الفضة، أو الدراهم الفضية.
(٢) الأقتاب ـ مفردها قتب ـ بكسر القاف وسكون التاء ـ أو بفتح القاف والتاء ـ: رحل البعير.
(٣) متع النهار: ارتفاعه وطوله؛ قبل الزوال. أي عند الضحى.
(٤) في النسخة الشامية: «أوس».

٧٨

بَابُ
صُنُوفُ الأَمْوَالِ الَّتِي يَلِيهَا الأَئِمَّةُ لِلرَّعِيَّةِ وَأُصُولُهَا فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

قال أبو عبيد: أول ما نبدأ به من ذكر الأموال ما كان منها لرسول الله صلى الله عليه وسلم خالصاً دون الناس. وذلك ثلاثة أموال:

(أولها) ما أفاء الله على رسوله من المشركين، مما لم يُوْجِفْ[1] المسلمون عليه بِخَيْلٍ ولا رِكاب. وهي فَدَكُ[2]، وأموال بني النَّضير[3]، فإنهم صالحوا رسول الله صلى الله عليه وسلم على أموالهم وأرضيهم، بلا قتال كان منهم، ولا سفرٍ تجشَّمه المسلمون إليهم.

(والمال الثاني) الصَّفِيُّ الذي كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصطفيه من كل غنيمة يغنمها المسلمون قبل أن يقسم المال.

(والثالث) خُمُس الخمس بعدما تقسم الغنيمة وتُخَمَّس.

وفي كل ذلك آثار قائمة معروفة.

---

(١) يوجف: يعدو عدواً سريعاً. والمراد الغزو عنوة، في مقابل الصلح. وفدك فتحت صلحاً.
(٢) فدك ـ بفتح الفاء والدال ـ: قرية بالحجاز، قريبة من المدينة.
(٣) بنو النضير: واحدة من القبائل العبرانية التي استوطنت الحجاز قبل ظهور الإسلام.

٧٥

فدک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت تھا۔ میں قرآن مجید سورہ الحشر کی آیت نمبر 6 پر گفتگو کر رہا ہوں لھاذا پہلے اس پر گفتگو کریں بھائی۔

جعفر صادق: محترم۔۔۔ سورت الحشر کی آیت 6 سے آپ جو ثابت کر رہے ہیں اس کی حقیقت آیت 7 میں بیان کر دی گئی ہے۔ سنیُ و شیعہ کے اکثر مفسرین نے دونوں آیات ساتھ لکھ کر تفسیر بیان کی ہے۔ میں نے آپ کی دلیل کا رد اس طرح کیا ہے۔

شیعہ دلیل 1: سورت الحشر آیت 6 بمعہ تین علماء کے تراجم (مولانا فتح محمد جالندھری، مولانا مودودی، مولانا محمد تقی عثمانی) اور اسکین الحاوی الکبیر۔

شیع استدلال: فدک خالص نبی کا تھا☜ آسان الفاظ میں نبی کی ذاتی ملکیت تھا۔

قرآن کریم کی اگلی آیت سے شیعہ استدلال کا رد۔

اہل سنت دلیل 1: سورت الحشر 7 بمعہ ترجمہ اور فدک کے چھ حصیداروں کا واضح ذکر۔

اہل سنت دلیل 2: مرات العقول (علامہ باقر مجلسی) اور المبسوط (علامہ جعفر محمد طوسی)۔

* استدلال: * قرآن میں فدک کے چھ حصیدار اور شیعہ جیّد علماء سے تائید کہ فدک پر نبی کے رشتہ داروں کے ساتھ یتیم، مسکین اور مسافروں کا بھی حق ہے اور نبی کے بعد اس کے قائم مقام کے زیر تسلط آئے گا تا کہ نبی کی طرح اس کی آمدنی تمام حقداروں تک پہنچتی رہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ بخش صاحب کے مؤقف سے ان کے اپنے جیّد شیعہ علماء بھی متفق نہیں ہیں۔ فدک خالص نبی کی ملکیت اس حیثیت سے ہے کہ بحیثیت حکمران * صرف نبی کا تسلط * رہے گا، نبی کی * ذاتی ملکیت * نہیں بن جائے گا۔ بصورت دیگر اگلی آیت میں چھ حصیدار بیان کر کے نبی کو اس کی آمدنی انہی مصارف پر خرچ کرنے کا پابند نہ کیا جاتا اور نہ ہی نبی کے بعد * قائم مقام * کے تسلط میں آتا بلکہ مالی وراثت کے طور پر تقسیم ہونے کا ذکر کیا جاتا۔

* شیعہ عالم بخش صاحب کو دعوی کا پہلا حصہ ثابت کرنے کے لئے قطعی دلیل دینی ہو گی کہ فدک نبی کی ذاتی ملکیت ہے۔ * * کیا کسی ذاتی ملکیت پر اللہ اس مالک کو پابند کر سکتا ہے کہ اس کی آمدنی صرف فلاں فلاں جگہ ہی خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ *

گفتگو اور دلائل کا فیصلہ ممبرز کو کرنے دیں۔ آپ بغیر پڑھے اور بغیر غور و فکر کئے اسکینز بھیج رہے ہیں۔ میں پہلے اس اسکین سے اپنے مؤقف کی تائید اور آپ کے مؤقف کو باطل ثابت کر دیتا ہوں۔

شیعہ مناظر کے پیش کیے اسکینز سے اہل سنت مؤقف کی تائید

☟☟☟☟

قد سمع اللہ ۲۸ الحشر ۵۹

۹۳

ترجمہ: آیت نمبر ۶ تا ۱۰

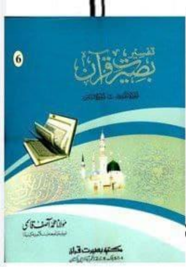
اور جو مال غنیمت اللہ نے اپنے رسول کو ان (بنو نضیر) سے دلوایا تھا اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ اس پر تم نے نہ تو گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اسی طرح جو مال اللہ اپنے رسول کو "فے" کے طور پر دے اس میں بھی تمہارا کوئی حق نہیں ہے بلکہ وہ اللہ، اس کے رسول ﷺ، اس کے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے تاکہ وہ مال تمہارے مال داروں کے ہاتھوں میں نہ گھومتا رہے۔

اور رسول ﷺ تمہیں جو کچھ دیدیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ اس مال (فے) میں مہاجر فقرا کا خاص حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے (زبردستی) نکالے گئے۔ جب کہ ان کی یہ حالت ہے کہ وہ اللہ کا فضل و کرم اور اس کی رضا و خوشنودی کے طلب گار ہیں۔

اور وہ لوگ اللہ (کے دین) اور اس کے رسول کی مدد (دین کی سربلندی کے لئے) کیا کرتے ہیں یہی سچے لوگ ہیں۔ اس مال (فے) کے وہ بھی حق دار ہیں جو ان مہاجرین سے پہلے (مدینہ منورہ میں) ٹھکانا رکھتے تھے اور انہوں نے ایمان میں ایک ایسی جگہ پیدا کر لی ہے کہ وہ مہاجرین کے لئے اپنے دلوں میں کوئی خلش محسوس نہیں کرتے۔ اور وہ (اپنے مہاجر بھائیوں کو) اپنے سے مقدم سمجھتے ہیں اگرچہ وہ فقر و فاقہ ہی میں کیوں نہ ہوں۔

اور (درحقیقت) جو لوگ بھی بخل اور کنجوسی سے بچ گئے وہی فلاح و کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی مال (فے) کے مستحق ہیں جو ان (مہاجرین و انصار) کے بعد آئے جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دیجئے جو ایمان لانے میں ہم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے بغض و عداوت کو جگہ نہ دیجئے۔ اے ہمارے پروردگار بے شک آپ ہی تو شفقت کرنے والے مہربان ہیں۔

(63)



اس میں واضح نبی کی ذاتی ملکیت کی نفی موجود ہے اور مہاجرین و انصار کو بھی فیٔ کا مستحق بیان کیا گیا ہے۔

اس اسکین میں بھی میرے مؤقف کی تائید بیان کی گئی ہے۔ میں حقیقت دکھا دیتا ہوں۔

النخلة من الالوان (مدارک ج ۴ ص ۱۸۱) ولیخزی میں واؤ زائدہ ہے اور لیخزی اَذِنَ مقدر کے متعلق ہے یا واؤ عاطفہ ہے اور لیخزی کا معطوف علیہ مقدر ہے جو اَذِنَ مقدر کے متعلق ہے۔ (ولیجزی الفٰسقین) متعلق بمقدر علی انہ علۃ لہ و ذلک عطف علی مقدر اخزای اذن لہم فی القطع والترک لیعز المؤمنین ولیخزی الفاسقین (روح) ۵۶ وما افآء یہ مبتداء ہے اور ما افآء اللّٰہ بُعدِعہد کی وجہ سے اعادہ ہے اور درمیان میں فما اوجفتم سے فیٔ کی تشریح کی گئی ہے اور فللّٰہ و للرسول الخ اسکی خبر ہے۔ یہاں سے لیکر انک رؤف

الحشر ۵۹ — ۱۲۴۰ — قد سمع اللّٰہ ۲۸

اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا ... وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ

منزل ۷

رحیم ۃ تک مال فیٔ کی تقسیم کا دستور بیان کیا گیا ہے۔ بنی نضیر کے اموال چونکہ بطور فیٔ حاصل ہوئے اس لئے انکی تقسیم کار کا دستور بیان فرمایا۔ مال فیٔ اس مال کو کہا جاتا ہے جو قتال و جہاد کے بغیر کفار سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ جیسا کہ یہود بنی نضیر نے مسلمانوں کے حملے سے مرعوب ہو کر صلح کر لی اور اپنے اموال بلا قتال مسلمانوں کے حوالے کر دیئے اسکا ذکر وما افاء اللّٰہ علی رسولہ منہم میں ہے یہود بنی نضیر کے علاوہ اور کئی بستیوں کے یہودیوں نے بھی اسی طرح صلح کر کے اپنے اموال مسلمانوں کے حوالے کر دیئے تھے۔ مثلاً اہل فدک، عرینہ اور بنی قریظہ وغیرہ۔ اس کا ذکر ما افاء اللّٰہ علی رسولہ من اہل القری میں ہے دستور تقسیم سب کا ایک ہے (من اہل القری قال ابن عباس ھی قریظۃ والنضیر وھما بالمدینۃ، وفدک وھی علی ثلاثۃ ایام من المدینۃ وخیبر وقری عرینۃ وینبع (قرطبی ج ۱۸ ص ۱۲) بنی نضیر، اہل فدک، اہل عرینہ وغیرہ کے جو اموال اللّٰہ نے بطور فیٔ اپنے پیغمبر علیہ السلام کو دیئے ہیں تم نے ان پر اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے اور وہ قتال کے بغیر ہی حاصل ہوئے۔ اللّٰہ تعالیٰ نہایت ہی قادر و توانا ہے وہ جس پر چاہتا ہے اپنے پیغمبروں علیہم السلام کو مسلط فرما دیتا ہے۔ جس طرح اس نے محمد مصطفےٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو یہودیوں کی ان بستیوں پر مسلط فرما کر ان کی ساری دولت آپ کے قدموں پر ڈال دی۔ ۵۷ فللّٰہ وللرسول۔ یہ تقسیم فیٔ کا دستور العمل ہے۔ للّٰہ اللّٰہ کیلئے، اللّٰہ تعالیٰ کا ذکر تبرک و تشرف کیلئے ہے اور مقصد یہ ہے کہ اس مال کا مالک حقیقی اللّٰہ ہے وہ جس طرح چاہے اس کی تقسیم کا حکم نافذ فرمائے اور بعض کے نزدیک ایک حصہ اللّٰہ کے نام کا نکالا جائے جو خانہ کعبہ اور دوسری مسجدوں پر صرف کیا جائے۔ یصرف سہم اللّٰہ فی عمارۃ الکعبۃ وسائر المساجد وقیل ذکر اللّٰہ للتعظیم (بیضاوی)

موضح قرآن ۱ یہی فرق رکھا غنیمت اور فیٔ میں جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے اس میں پانچواں حصہ اللّٰہ کی نیاز اور چار حصے لشکر کو بانٹے اور جو بغیر جنگ ہاتھ لگا وہ سارا خزانے میں مسلمانوں کے رہے جو کام ضرور ہوا اس پر خرچ ہو ۲ یعنی نبی پر قبضہ رسول کا اور رسول کے پیچھے سردار کا کہ سردار پر یہ خرچ پڑتے ہیں۔ اللّٰہ سب ہی کا مالک ہے مگر کعبہ کا خرچ اور مسجدوں کا بھی اس میں آگیا اور ناتے والے حضرت کے روبرو انکے ناتے والے اور پیچھے بھی وہی لوگ اپر جانئے خرچ کرنا دولتمند کو اگر سردار دے تو لینے منع نہیں۔

فتح الرحمٰن ۱ یعنی خویشاوندان پیغامبر را ۱۲۔ ۲ یعنی بمدینہ ۱۲۔

مکمل پیراگراف پر غور کیا کریں۔
صرف ایک لفظ دکھانے سے استدلال ثابت نہیں ہوجاتا۔ نیچے صاف لکھا ہے کہ *مال فیئ نبی کا بحیثیت سردار ہے کیونکہ نبی کے بعد پیچھے آنے والے سردار کا ہوجائے گا یعنی کسی کی ذاتی ملکیت ہرگز نہیں ہے۔*

فدک خالص نبی کا ہی تھا لیکن بحیثیت حکمران۔ مفہوم سمجھا کریں۔ لفظوں کے فقیر نہ بنیں۔

٢٤ ـ «كان أهل فدك قد أرسلوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فبايعوه على أن لهم رقابهم ونصف أرضيهم ونخلهم، ولرسول الله صلى الله عليه وسلم شَطْر أرضيهم ونخلهم. فلما أجلاهم عمر ـ رحمه الله ـ بعث معهم من أقام لهم حَظَّهم من الأرض والنخل، فأداه إليهم».

٢٥ ـ أجْلَى عمر بن الخطاب يهود خيبر، فخرجوا منها ليس لهم من الثمر والأرض شيء. فأما يهود فدك فكان لهم نصف الثمر ونصف الأرض؛ لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان صالحهم على ذلك، فأقام لهم عمر ـ رحمه الله ـ نصف الثمر ونصف الأرض؛ لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم صالحهم من ذهب ووَرِقَ(١) وإبل وأقتاب(٢)، ثم أعطاهم القيمة وأجلاهم.

قال أبو عبيد: إنما صار أهل خيبر لا حظَّ لهم في الأرض والثمر لأن خيبر أُخذت عَنوة. فكانت للمسلمين، لا شيء لليهود فيها. وأما فدك فكانت على ما جاء فيها من الصلح. فلما أخذوا قيمة بقية أرضهم خلصت كلها لرسول الله صلى الله عليه وسلم، ولهذا تكلم العباس وعليٌّ عليهما السلام فيها.

٢٦ ـ فقال مالك: بينا أنا جالس في أهل خيبر مَتْعَ النهار(٣) إذا رسول

---

٢٤ ـ السند: [قال: وحدثنا عبد الله بن صالح عن الليث بن سعد عن يحيى بن سعيد، قال: . . .].

٢٥ ـ السند: [قال: وحدثنا سعيد بن عُفير المصري عن مالك بن أنس(٤) ـ قال أبو عبيد: لا أدري ذكره عن ابن هشام أم لا ـ قال: . . .].

٢٦ ـ السند: [حدثنا يحيى بن عبد الله بن بُكير وعبد الله بن صالح عن الليث بن سعد، حدثني عُقيل عن ابن شهاب، قال: أخبرني مالك بن أوس بن الحدثان ـ قال:

---

(١) الورق ـ بفتح الواو وكسر الراء ـ: الفضة، أو الدراهم الفضية.
(٢) الأقتاب ـ مفردها قتب ـ بكسر القاف وسكون التاء ـ أو بفتح القاف والتاء ـ: رحل البعير.
(٣) متع النهار: ارتفاعه وطوله؛ قبل الزوال. أي عند الضحى.
(٤) في النسخة الشامية: «وأوس».

٧٨

فدک خالص نبی کا تھا لیکن نبی کی ذاتی ملکیت ہرگز نہیں تھا جو بطور ورثہ رشتہ داروں کو ملے، کیونکہ سورت الحشر 7 میں چھ حصیداریان کر کے ذاتی ملکیت کی نفی کی گئی ہے۔

دوسرے اسکین میں بھی کوئی اہم بات نہیں۔ مال فئی کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ خاص نبی کے زیر تسلط ہو گا کیونکہ اس دور میں جنگیں بھی ساتھ ساتھ ہو رہی تھیں اور حاصل شدہ مال کی تقسیم بھی جاری تھی اس لئے مال فئی کی تقسیم روکنے کے لئے فرمایا گیا کہ صرف رسول کا ہے۔ (اسکین اگلے پیج پر ملاحظہ فرمائیں)

٢٠ ـ «أحرق رسول الله صلى الله عليه وسلم نَخل بني النضير، وقطع. ولها يقول حسان بن ثابت:

لهان على سَراة بني لُؤي حريق بالبُوَيْرَةِ مُستطير».

٢١ ـ «أحرق رسول الله صلى الله عليه وسلم نخل بني النضير، وقطع. وهي البُويرة، فنزلت فيهم: ﴿مَا قَطَعْتُم مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾(١)».

٢٢ ـ عن سعيد بن جُبير قال: سألت ابن عباس ـ أو سئل ـ عن سورة الحَشْر. فقال: نزلت في بني النضير.

قال أبو عبيد: وهذا ما جاء في أولئك.

٢٣ ـ وأما فَدَكٌ فإن إسماعيل بن إبراهيم حدثنا عن أيوب عن الزهري في قوله ﴿فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلاَ رِكَابٍ﴾(٢) فقال: هذه لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة: قُرى عربية: فَدَكٌ. وكذا، وكذا.

قال أبو عبيد: وهي في العربية قُرًى عربية: بتنوين، إلا أن يكون كما قالوا: دار الآخرة. وصلاة الأولى. والمحدثون يقولون: قرى عربية، بغير تنوين.

---

٢٠ ـ السند: [قال: وحدثنا حجاج بن محمد عن ابن جُرَيْج عن موسى بن عُقبة عن نافع عن ابن عمر قال: . . .].

٢١ ـ السند: [قال: وحدثنا أبو النضر عن الليث بن سعد قال حدثني نافع عن ابن عمر قال:].

٢٢ ـ السند: [قال: حدثنا هُشَيْم عن أبي بشر].

---

(١) الحشر: ٥.
(٢) الحشر: ٦.

٧٧

فدک مال فئی ہے، ایسا مال جو بغیر جنگ کے بحیثیت حکمران نبی کے زیر تسلط آئے۔
خاص نبی کے زیر تسلط یعنی کسی مسلمان کو تقسیم نہیں ہوگا۔ اور نبی کی ذاتی ملکیت بھی نہیں ہوگا کیونکہ ذاتی ملکیت کے حصیدار قرآن میں بیان کرنا معیوب ہے۔

اس اسکین میں تو بنی نضیر کے اموال کا بھی ذکر ہے کہ وہ بھی مال فئی تھا۔ کیا اہل تشیع اسے بھول گئے ہیں۔

بَابُ
صُنُوفُ الأَمْوَالِ الَّتِي يَلِيهَا الأَئِمَّةُ لِلرَّعِيَّةِ
وَأُصُولُهَا فِي الكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

قال أبو عبيد: أول ما نبدأ به من ذكر الأموال ما كان منها لرسول الله صلى الله عليه وسلم خالصاً دون الناس. وذلك ثلاثة أموال:

(أولها) ما أفاء الله على رسوله من المشركين، مما لم يُوْجِفْ[1] المسلمون عليه بِخَيْلٍ ولا رِكاب. وهي فَدَكٌ[2]، وأموال بني النَّضير[3]، فإنهم صالحوا رسول الله صلى الله عليه وسلم على أموالهم وأرضيهم، بلا قتال كان منهم، ولا سفر تجشَّمه المسلمون إليهم.

(والمال الثاني) الصَّفِيُّ الذي كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصطفيه من كل غنيمة يغنمها المسلمون قبل أن يقسم المال.

(والثالث) خُمُس الخمس بعدما تقسم الغنيمة وتُخَمَّس.

وفي كل ذلك آثار قائمة معروفة.

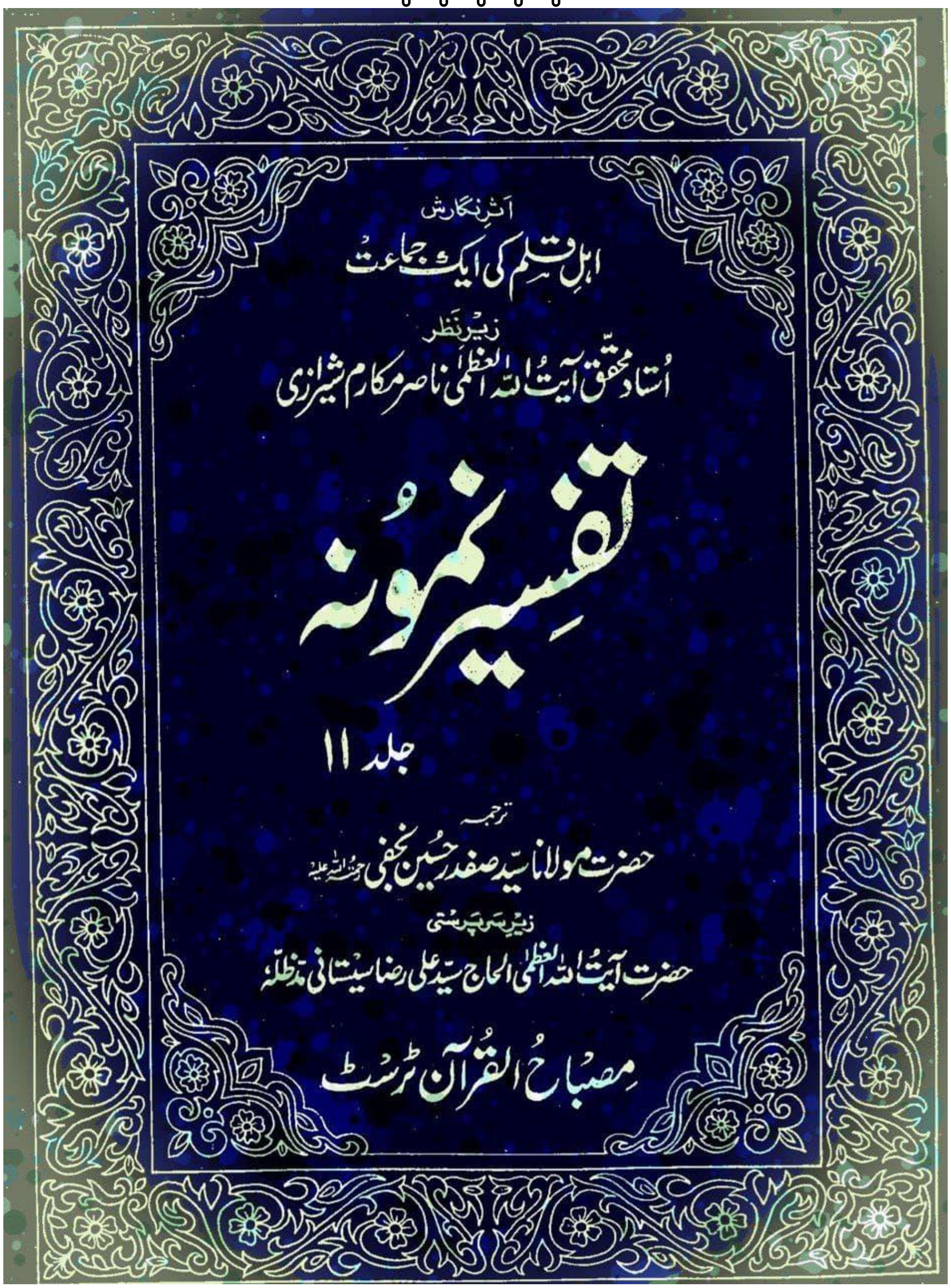
مال فئی میں فدک، اموال بنی النضیر وغیرہ شامل ہیں۔
صرف فدک نبی کی ذاتی ملکیت اور میراث کیوں؟

(١) يوجف: يعدو عدواً سريعاً. والمراد الغزو عنوة، في مقابل الصلح. وفدك فتحت صلحاً.
(٢) فدك ـ بفتح الفاء والدال ـ: قرية بالحجاز، قريبة من المدينة.
(٣) بنو النضير: واحدة من القبائل العبرانية التي استوطنت الحجاز قبل ظهور الإسلام.

٧٥

تفسیر نمونہ (سید صفدر حسین نجفی) سے اہل سنت مؤقف کی واضح تائید

خالص ملکیت کا مطلب ذاتی ملکیت کیسے مان لیں جبکہ سنی وشیعہ مفسرین بھی آپ کی بات سے متفق نہیں ہیں۔میں شیعہ * تفسیر نمونہ * سے چند پیجز پیش کر رہا ہوں۔اگر کہیں گے تو مزید شیعہ تفاسیر بلکہ سنی تفاسیر سے بھی یہی حقیقت دکھادوں گا۔



۶۔ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ
وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

۷۔ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ
الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ
عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

ترجمہ

۶۔ اور جو کچھ خدا اپنے رسولؐ کو ان یہود سے لوٹا دے تو وہ ایسی چیز ہے جس پر قبضہ کرنے کے لیے (تم نے کوئی زحمت نہیں اُٹھائی) نہ تم نے گھوڑا دوڑایا ہے، نہ کوئی اُونٹ۔ لیکن خُدا اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلّط کر دیتا ہے اور خُدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

۷۔ جو کچھ خدا ان آبادیوں والوں سے اپنے رسولؐ پر لوٹائے وہ خدا، رسول، ذوی القربیٰ، یتیموں، مسکینوں اور ابن السبیل (راستہ میں عاجز ہو کر رہ جانے والوں) کے لیے ہے تاکہ (یہ عظیم مال) دست بدست تمہارے دولت مندوں کے درمیان گردش نہ کرے۔ جو کچھ خدا کا رسولؐ تمہارے لیے لایا ہے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رُک جاؤ اور خدا کی مخالفت سے پرہیز

یہ دیکھیں۔ آیت 6 اور 7 دونوں کی تفسیر ایک ساتھ بیان ہو رہی ہے۔

کرو کیونکہ خدا شدید العقاب ہے۔

شانِ نزول

چونکہ یہ آیتیں گزشتہ آیتوں کی تکمیل ہیں جو یہود بنی نظیر کی شکستوں کو بیان کر رہی تھیں، لہٰذا اِن کی شانِ نزول بھی اُسی شانِ نزول کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ بنی نظیر کے یہودیوں کے مدینہ سے چلے جانے کے بعد ان کے باغات، زمینیں، زراعتیں، گھر اور دوسرے مال کا کچھ حصہ مدینہ میں رہ گیا۔ مسلمانوں کے سرداروں کی ایک جماعت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور زمانۂ جاہلیت کے قانون کے مطابق جو بات ان کے دل میں تھی وہ انہوں نے عرض کی اور وہ یہ کہ اس مال غنیمت کا منتخب حصہ اور باقی کی ایک چوتھائی آپ لے لیجیے اور باقی ہمیں دے دیجئے تاکہ اسے ہم اپنے درمیان تقسیم کرلیں۔ اس پر مندرجہ بالا آیات نازل ہوئیں اور صراحت کے ساتھ کہا کہ چونکہ ان اموالِ غنیمت کے لیے جنگ نہیں ہوئی اور مسلمانوں نے کوئی زحمت و مشقت برداشت نہیں کی لہٰذا یہ تمام مال و اسباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت ہیں۔ جس طرح ان کی مصلحت ہوگی وہ تقسیم کریں گے اور جیسا کہ ہم بعد میں دیکھیں گے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اموال ان مہاجرین کے درمیان، جو مدینہ میں مال دنیا نہ رکھتے تھے، اور انصار کی وہ تھوڑی سی تعداد جنہیں مال کی شدید احتیاج تھی، ان کے درمیان تقسیم کردیے۔[1]

تفسیر

ان اموالِ غنیمت کے بارے میں حکم جو جنگ کے بغیر ہاتھ لگیں

یہ آیتیں جیسا کہ ہم نے کہا ہے، بنو نظیر کے اموالِ غنیمت کے بارے میں جو حکم ہے اسے پیش کرتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان تمام اموالِ غنیمت کے سلسلہ میں ایک قانونِ کلی کو بھی واضح کرتی ہیں، جو مال بغیر کسی زحمت و مشقت کے اسلامی معاشرہ کو ملے اسے فقہ اسلامی میں "فے" کہتے ہیں۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے:

"جو کچھ خدا نے اپنے رسولؐ کی طرف ان سے پلٹایا وہ ایسی چیز ہے جس کے حصول کے لیے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ"
وما افاء اللّٰہ علیٰ رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب)[2]

"افاء" "فیٔ" کے مادہ سے اصل میں رجوع و بازگشت کے معنی میں ہے اور یہ جو اموالِ غنیمت پر اس کا اطلاق ہوا ہے شاید اسی بنا پر ہے کہ خدا نے اس جہان کی تمام نعمتیں اصل میں مومنین کے لیے اور سب سے پہلے اپنے پیغمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پیدا

[1] "مجمع البیان" اور دوسری تفاسیر در ذیل آیاتِ زیر بحث۔

[2] "ما" ما افاء اللّٰہ میں موصولہ ہے اور مبتدا اور "ما" فما اوجفتم میں نافیہ ہے اور یہ سارا جملہ خبر ہے۔ یہ احتمال بھی پیش کیا گیا ہے کہ پہلا "ما" شرطیہ اور دوسرا اس کے بعد والے جملہ کے ساتھ جواب شرط ہو (فا کا آنا اس خبر پر جو شرط کے مشابہ ہو کوئی مانع نہیں رکھتا)۔

ہیں جو اشرف کائنات و فخر موجودات ہیں اور غیر مومن و گنہگار افراد حقیقت میں ان اموال کے غاصب ہیں (اگرچہ وہ حسب قوانین شرعی و عرفی ک شمار ہوں)۔ جس وقت یہ اموال حقیقی مالکوں کی طرف لوٹیں تو فیء ان کے لیے بہترین عنوان ہے۔ "اوجفتم" "ایجاف" کے مادہ سے تیزی سے ہانکنے کے معنی میں ہے جس کا عام طور پر جنگوں میں اتفاق ہوتا ہے۔ خیل کے معنی گھوڑے ہیں۔ (یہ ایسی جمع ہے جس کا مفرد خود اس کی جنس یں سے نہیں ہے)[1]

"رکاب" "رکوب" کے مادہ سے عام طور پر سواری کے اونٹوں کے لیے آتا ہے۔ پورے جملہ سے مقصود یہ ہے کہ وہ تمام مواقع جن یں مالِ غنیمت حاصل کرنے کے سلسلہ میں کوئی جنگ واقع نہ ہو وہاں مالِ غنیمت جنگجو افراد میں تقسیم نہیں ہوگا اور وہ مکمل طور پر رئیسِ مسلمین کے اختیار یں ہوگا اور وہ اپنی صوابدید کے مطابق بعد والی آیت میں بیان شدہ مصارف میں سے کسی مصرف میں صَرف کرے گا۔ اس کے بعد مزید فرماتا ہے :

"اس طرح نہیں کہ کامیابیاں ہمیشہ تمہاری جنگوں کا نتیجہ ہوں لیکن خدا اپنے رسولوں کو جس پر چاہے تسلّط عطا کر دیتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔" (ولٰکن اللہ یسلط رسلہ علیٰ من یشاء واللہ علیٰ کل شیء قدیر)۔ جی ہاں یہودِ بنی نظیر جیسے قوی دشمن پر کامیابی خدا کی مدد کے نتیجے میں ممکن ہوئی تاکہ تم جان لو خدا ہر چیز پر قادر ہے اور چشم زدن میں ایک طاقتور قوم کو زبوں حال بنا سکتا ہے اور ایک گروہ کو ان پر سلط کر سکتا ہے اور پہلے گروہ کے تمام امکانات و وسائل دوسرے گروہ کو منتقل کر سکتا ہے۔ یہ وہ منزل ہے کہ مسلمان اس قسم کے میدانوں میں ندی معرفت کا درس بھی لے سکتے ہیں اور پیغمبرؐ کی حقانیّت کی نشانیاں بھی دیکھ سکتے ہیں اور ذاتِ پاک خدا سے خلوص اور اسی پر انحصار کو شعلِ و بنا سکتے ہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہود بنی نظیر کے اموال غنیمتِ جنگ کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ میں نہیں آئے بلکہ انہوں نے شکر کشی کی اور یہودیوں کے قلعوں کا محاصرہ کیا۔ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ کسی حد تک تلوار بھی چلی۔ جواب میں ہم کہتے ہیں کہ بنو نظیر کے قلعے، جیسا کہ مؤرخین نے کہا ہے، مدینہ سے کچھ زیادہ فاصلہ پر نہیں تھے۔ (بعض مفسرین نے یہ فاصلہ دو میل یا تین کلومیٹر سے کم بیان کیا ہے)۔ مسلمان پیادہ قلعوں کی طرف آئے اس وجہ سے انہوں نے کوئی مشقت برداشت نہیں کی۔ باقی رہی تلواروں کی جنگ تو وہ تاریخی طور پر ثابت نہیں ہے۔ محاصرے نے بھی زیادہ طول نہیں کھینچا۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ، حقیقت میں وہ چیز جسے جنگ کا نام دیا جا سکے، واقع نہیں ہوئی اور کوئی قطرۂ خون زمین پر نہیں گرا۔ بعد والی آیت وضاحت کے ساتھ فے کا مصرف بتاتی ہے جو گزشتہ آیت میں آیا تھا۔ خداوندِ عالم ایک قاعدہ کلی کے طور پر فرماتا ہے :

"جو کچھ خدا نے ان آبادیوں والے لوگوں سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی طرف پلٹایا ہے وہ خدا، رسولؐ، اس کے ذوی القربیٰ، یتیموں، مسکینوں اور راستوں میں درماندہ لوگوں کے لیے ہے۔ (ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل)۔ یعنی مسلح جنگ کے اموال غنیمت کی مانند نہیں جن کا صرف پانچواں حصہ پیغمبرؐ اور دوسرے حاجت مندوں کے اختیار میں ہے، باقی چار حصے جنگجو افراد کے لیے ہیں۔ نیز اگر گزشتہ آیت میں کہا گیا ہے کہ وہ تمام کا تمام رسولِ خدا سے تعلق ہے تو اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ وہ سارے کا سارا اپنے شخصی اور ذاتی مصارف میں صَرف کریں بلکہ اس لیے کہ وہ اسلامی حکومت

[1] راغب مفردات میں کہتا ہے کہ خیل اصل میں خیال کے مادہ سے خیالات اور ذہنی تصورات کے معنی میں ہے اور "خیلا" تکبر اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کے معنی میں ہے، اس لیے کہ ایک قسم کا تخیل فضیلت سے پیدا ہوتا ہے اور چونکہ انسان جب گھوڑے پر سوار ہو تو عام طور پر ایک قسم کا غرور محسوس کرتا ہے لہٰذا لفظ خیل کا گھوڑے پر اطلاق ہوا ہے۔ قابلِ توجہ یہ بات ہے کہ خیل گھوڑوں اور سواروں دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔

کے سربراہ ہیں اور خصوصاً حاجت مندوں کے حقوق کے محافظ ہیں لہٰذا وہ اس کا زیادہ حصّہ ان پر خرچ کریں گے۔

اس آیت میں کلی طور پرفے کے لیے چھ مَصرف بیان ہوئے ہیں :

۱۔ سہم خدا :۔ واضح ہے کہ خدا ہر چیز کا مالک ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے ۔ یہ ایک قسم کی نسبت تشریفی و اعزازی ہے تاکہ دوسرے گروہ جو اس کے بعد بیان ہوئے ہیں کسی قسم کی حقارت محسوس نہ کریں اور اپنا حصّہ خدا کے حصّہ کا سلسلہ خیال کریں، اس طرح ان کی شخصیت عام افراد کے ذہنوں میں کسی نقص کا شکار نہ ہو۔

۲۔ سہم پیغمبرؐ :۔ جس سے فطری طور پر ان کی ذاتی ضرورتیں، اس کے بعد مقامی حاجتیں اور وہ توقعات جو لوگ ان سے رکھتے ہیں وہ سب اس سے پوری ہوں ۔

۳۔ سہم ذوی القربیٰ :۔ اس میں شک نہیں کہ اس سے یہاں مراد پیغمبرؐ کے ذوی القربیٰ ہیں اور بنی ہاشم ہیں جو زکوٰۃ کے لینے سے محروم ہیں جو عام مسلمانوں کے اموال کا جز ہے[1]

اصولی طور پر اس کے کوئی معنی نہیں کہ اس سے مراد عام لوگوں کے ذوی القربیٰ ہوں کیونکہ اس صُورت میں تمام مسلمانوں کو بغیر کسی استثناء کے شامل کرنا پڑے گا کیونکہ تمام لوگ ایک دوسرے کے عزیز و اقربا ہیں ۔ اب رہا یہ کہ ذوی القربیٰ میں احتیاج و فقر شرط ہے یا نہیں اس پر مفسرین کے درمیان اختلاف ہے ۔ اگرچہ وہ قرائن جو اس آیت کے آخر میں اور بعد والی آیت میں ہیں اس کا شرط ہونا زیادہ صحیح نظر نہیں آتا ۔

۴، ۵، ۶ ۔ یتیموں، مسکینوں اور سفر میں درماندہ افراد کا حصّہ ہے ۔ یہ کہ یہ تینوں گروہ بنی ہاشم میں سے ہونے چاہئیں یا عام یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا اس میں حصّہ ہے مفسرین کے درمیان اس میں اختلاف ہے ۔ زیادہ تر فقہائے اہل سُنّت اور ان کے مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ عمومیت رکھتا ہے جب کہ وہ روایتیں جو طرق اہلبیت سے ہم تک پہنچی ہیں وہ اس سلسلہ میں مختلف ہیں ۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصّہ بنی ہاشم کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے مخصوص ہے لیکن بعض روایات میں تصریح ہوئی ہے کہ یہ حکم عمومیت رکھتا ہے ۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس طرح مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا :

(كان ابى يقول لنا سهم رسول الله وسهم ذى القربیٰ ونحن شركاء الناس فيما بقى)

ہمارے لیے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ذوی القربیٰ کا حصّہ ہے اور ہم ان باقی ماندہ حصّوں میں لوگوں کے ساتھ شریک ہیں[2]

اس سُورہ کی آیت ۸، ۹ جو اس آیت کی وضاحت کرتی ہیں اور گواہی دیتی ہیں کہ یہ حصّہ بنی ہاشم کے لیے مخصوص نہیں ہے کیونکہ ان میں عام فقراء مہاجرین و انصار کے بارے میں گفتگو ہے ۔ علاوہ ازیں مفسرین نے نقل کیا ہے کہ پیغمبرؐ نے بنو نظیر کے واقعہ کے بعد ان اموال

[1] یہ تفسیر نہ صرف شیعہ مفسرین نے بلکہ بہت سے اہل سنّت مفسرین نے بھی تحریر کی ہے مثلاً فخر رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں، برسوئی نے رُوح البیان میں سید قطب نے فی ظلال میں، مراغی نے اپنی تفسیر میں اور آلوسی نے رُوح المعانی میں ۔

[2] مجمع البیان جلد ۹ ص ۲۶۱ ، وسائل الشیعہ جلد ۶ ص ۳۶۸ (حدیث ۱۲ باب ۱ ابواب انفال) ۔

کو جو دہ چھوڑ گئے تھے مہاجرین میں جو عام طور پر مدینہ میں سخت حالات میں زندگی گزار رہے تھے، اور انصار کے تین گروہوں میں جو بہت زیادہ حاجت مند تھے تقسیم کر دیے اور یہ امر آیت کے مفہوم کی عمومیت کی دلیل ہے۔ اب اگر بعض روایات اس کی تائید نہ کرتی ہوں تو ظاہر قرآن کو ترجیح دینی چاہیئے۔ [1]

اس کے بعد اس حساب شدہ تقسیم کے فلسفہ کو پیش کرتے ہوئے مزید فرماتا ہے:

"یہ اس بنا پر ہے کہ یہ عظیم اموال تمہارے امیر لوگوں کے درمیان دست بدست گردش نہ کرتے رہیں اور حاجت منداُن سے محروم ہوں۔" (کیلا یکون دولة بین الاغنیاء منکم) [2]

مفسرین نے اس جملہ کے لیے خصوصیت کے ساتھ ایک شانِ نزول بیان کی ہے جس کی طرف پہلے بھی اجمالاً اشارہ ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ رؤسا مسلمین کی ایک جماعت واقعہ بنی نظیر کے بعد پیغمبرؐ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا جس کو آپ خود منتخب کریں وہ اور ان اموال غنیمت کا چوتھا حصہ آپ لیجئے اور بقایا ہمارے اختیار میں دے دیجئے تاکہ ہم اپنے درمیان تقسیم کر لیں جیسا کہ اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں تھا۔ تو مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی اور انہیں متنبہ کیا کہ یہ اموال اغنیاء میں دست بدست گردش نہ کرنے پائیں۔ یہ آیت اقتصادِ اسلامی کے ایک بنیادی اصول کو بیان کرتی ہے اور وہ یہ کہ اسلام کے اقتصادی نظام کا مزاج۔ ہے کہ باوجود شخصی اور خصوصی مالکیت کے احترام کے سلسلہ کار ایسا رکھا جائے کہ مال و دولت ایک مخصوص گروہ میں محدود ہو کر نہ رہ جائیں۔ اور ایسا نہ ہو کہ صرف انہیں کے درمیان گردش کریں۔ البتہ اس آیت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم اپنی طرف سے قوانین وضع کر لیں اور مال و دولت ایک گروہ سے لے کر دوسرے گروہ کے حوالے کر دیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر دولت کے حصول کے سلسلہ میں اسلام کے مقرر کیے ہوئے اصول سرکاری مالیات مثلاً خمس، زکوٰۃ اور اخراج وغیرہ کے احکام اور بیت المال و انفال کے احکام ٹھیک طرح سے عملی جامہ پہن لیں تو خود بخود یہ نتیجہ نکل آئے گا کہ باوجود انفرادی کوششوں کے احترام کے اجتماعی مصلحتیں بھی پوری ہو جائیں گی۔ اور معاشرہ میں نہ بہت امیر طبقہ رہے گا نہ بہت غریب، بلکہ دولت کی معتدل تقسیم بروئے کار آئے گی۔ خداوند تعالیٰ آیت کے آخر میں فرماتا ہے:

"جو کچھ خدا کا رسولؐ تمہارے لیے لایا ہے اُسے لے لو اور جس سے اس نے تمہیں منع کیا ہے اس سے باز رہو اور تقویٰ اختیار کرو، اس لیے کہ خدا شدید العقاب ہے۔" (وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا واتقوا الله ان الله شدید العقاب).

یہ جملہ اگرچہ بنو نظیر کے اموالِ غنیمت کے بارے میں نازل ہوا ہے لیکن یہ مسلمانوں کے تمام کاروبارِ زندگی میں ایک حکمِ عمومی کی حیثیت رکھتا ہے اوُ نیز سنتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حجت ہونے کی ایک واضح دلیل ہے۔ اس اصولِ اساسی کے پیشِ نظر تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ پیغمبرؐ کے اوامر و نواہی کو گوشِ دل سے سُنیں اور ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں، خواہ وہ حکومتِ اسلامی سے تعلق رکھنے والے مسائل کے بارے میں ہوں یا اقتصادی مسائل سے متعلق ہوں یا حقوقِ بندگان کے بارے میں ہوں یا ان سے علیحدہ ہوں۔ یہ حقیقت خصوصیت کے ساتھ پیشِ نظر رکھنی چاہیئے کہ جو لوگ مخالفت کریں گے ان کو شدید عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

---

[1] وسائل الشیعہ جلد ۶ ص ۳۵۶ (حدیث ۲ باب ۱ ابواب انفال)۔

[2] "دولة" (دال کے زبر اور پیش کے ساتھ) ایک ہی معنی میں ہے۔ اگرچہ بعض مفسرین نے ان کے درمیان فرق کیا ہے کہ پہلے کو اموال کے ساتھ مخصوص اور دوسرے کو جنگ کے ساتھ اور مقام کے ساتھ مربوط جانا ہے یا پہلے کو اسم مصدر اور دوسرے کو مصدر شمار کیا ہے۔ بہر حال تداول کے مادہ سے دست بدست کرنے کے معنی میں دونوں ایک ہی ہیں

ایک نکتہ

۱- فئ کا مصرف (وہ اموالِ غنیمت جو بغیر جنگ کے حاصل ہوں ان کا مصرف)

وہ اموال جو فئ کے عنوان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قبضہ میں سربراہِ حکومتِ اسلامی کی حیثیت سے آتے تھے وہ ان تمام اموال پر مشتمل ہوتے تھے جو بغیر جنگ مسلمانوں کے ہاتھ لگتے تھے۔ یہ اموال اسلامی معاشرہ میں اعتدالِ ثروت کے سلسلہ میں اہم کردار انجام دے سکتے تھے کیونکہ زمانۂ جاہلیت کی رسم کے خلاف یہ اموال کبھی بھی اقوام و قبائل کے دولت مندوں میں تقسیم نہیں ہوتے تھے بلکہ براہِ راست مسلمانوں کے سربراہِ اعلیٰ کے اختیار میں ہوتے تھے اور وہ بھی سب سے زیادہ استحقاق کے اصول کو پیشِ نظر رکھ کر تقسیم کیے جا سکتے تھے جیسا کہ انفال کی بحث میں ہم نے کہا ہے کہ فئ انفال کا ایک حصّہ ہے اور اس کا دوسرا حصّہ وہ تمام اموال ہیں جن کا مالک مشخص نہیں ہوتا۔ اس کی تشریح فقہ اسلامی میں ہو چکی ہے اور اس سے متعلق زیادہ موضوعات ہیں۔ اس طرح الٰہی نعمتوں کا زیادہ حصّہ حکومتِ اسلامی کے قبضہ میں جاتا اور اس کے بعد ضرورت مندوں کو ملتا ہے۔

جو کچھ ہم نے کہا ہے اس سے یہ نکتہ واضح ہو جاتا ہے کہ پہلی اور دوسری آیت کے درمیان، جیسا کہ ہم نے اُوپر ذکر کیا ہے، کوئی تضاد نہیں ہے اگرچہ پہلی آیت بظاہر فئ کو خود پیغمبرؐ کے اختیار میں دیتی ہے اور دوسری آیت میں اس کے چھ مصرف بیان ہوئے ہیں اور وہ اس لیے کہ یہ چھ مصرف ان شدید استحقاق رکھنے والوں سے متعلق ہیں جن کا پیغمبرؐ کو خصوصیت سے خیال رکھنا چاہیئے۔ بالفاظ دیگر پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان تمام اموال کو اپنی ذات کے لیے اپنے پاس نہیں رکھتے بلکہ حکومت اسلامی کے سربراہ و امیر کی حیثیت سے جس شعبہ میں ضرورت محسوس کرتے ہیں صرف فرماتے تھے۔ یہ نکتہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ یہ حق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آئمہ معصومین کو اور ان کے بعد ان کے نائبین کو یعنی مجتہدینِ جامع الشرائط کو پہنچتا ہے کیونکہ اسلامی احکام کبھی معطّل نہیں ہوتے اور حکومت اسلامی ان اہم ترین مسائل میں سے ہے جس سے مسلمان سروکار رکھتے ہیں اور اس حکومت کی بنیاد کا ایک حصّہ اقتصادی مسائل پر منحصر ہے اور اصلی اسلامی اقتصادی مسائل یہی ہیں۔

۲۔ ایک سوال کا جواب

یہاں ہو سکتا ہے یہ سوال پیش ہو کہ خدا نے یہ حکم کس طرح دیا ہے کہ تمام افراد، بغیر کسی استثناء کے، جو کچھ پیغمبرؐ کہیں اسے بلا حیل و حجت قبول کر لیں لیکن اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کہ پیغمبرؐ کو معصوم کہتے ہیں اور یہ حق صرف ان کے لیے اور ان کے معصوم جانشینوں کے لیے ہے۔

---

[۱] "انفال" کے بارے میں مختلف موضوع اس طرح ہیں: (۱) وہ زمینیں جن کے مالکوں نے انہیں چھوڑ دیا ہے اور وہ وہاں سے چلے گئے (بنی نظیر کے یہودیوں کی زمینوں کی طرح) (۲) وہ زمینیں جن کے مالکوں نے انہیں اپنی مرضی سے مسلمانوں کے سربراہ کے سپرد کر دیا (فدک کی طرح) (۳) اراضی موات (غیر آباد زمینیں)۔ (۴) سمندروں کے کنارے۔ (۵) پہاڑوں کی چوٹیاں۔ (۶) درّے (۷) جنگلات (۸) بادشاہوں کے منتخب اموال جو جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔ (۹) جو کچھ مسلمانوں کا پیشوا اموالِ غنیمت میں سے اپنے لیے رکھے (۱۰) وہ اموالِ غنیمت جو ان جنگوں کے ذریعہ مسلمانوں کے ہاتھ لگیں جو سربراہِ مسلمین کی اجازت کے بغیر لڑی گئی ہوں۔ (۱۱) معدنیات (۱۲) اس شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ (مذکورہ بالا بعض موارد میں فقہا کے درمیان اختلاف ہے لیکن اکثریت ان موارد کو قبول کرتی ہے۔ مزید وضاحت کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

یہودیوں نے خیبر کی فتح سے مرعوب ہو کر فدک نبی کے حوالے کر دیا تھا۔



کل آپ نے الحاوی الکبیر کا اسکین بھیجا تھا۔ اس میں بھی صرف **خالص نبی** کے الفاظ دکھانے پر زور تھا۔ کوئی اور اہم بات اس میں نہیں ہے بلکہ میرے موقف کی تائید ہے کہ یہودیوں نے خیبر کی فتح سے مرعوب ہو کر فدک کو نبی کے حوالے کیا تھا۔ 👇 👇 👇 👇 👇

كتاب السير ٥٥

خیبر کی جنگ کا احوال اور فدک کے یہودیوں کا خوف

رسولَ الله ﷺ بأرض الحَبَشة من خالد بن سعيد بن العاص، وساق النجاشي صداقها أربعمائة دينار، وقتل بخيبر من اليهود ثلاثة وتسعين رجلاً، وقتل من المسلمين خَمْسَةَ عشر رجلاً، ولما سمع أهل فدك ما فعل بأهل خيبر بعثوا إلى رسول الله ﷺ أن يحقن دماءهم، ويسيرهم ويخلوا له أموالهم، ومشى وبينه وبينهم مُحَيِّصة بن مسعود فاستقر على هذا، وصارت فدك خالصة لرسول الله ﷺ؛ لأنه أخذها بلا إيجاف خيل ولا ركاب، فكانت فيئاً له، وكانت خير غنيمة للمسلمين.

فدک نصف نبی کو دیا گیا۔

ولما صالح أهل خيبر على النصف من الثمر صالح أهل فدك على مثله لهم نصف الثمر بعملهم ونصفه لرسول الله ﷺ بالفيء.

وعاد رسول الله ﷺ من خيبر إلى وادي القرى، ثم سار إلى المدينة وفي سفره هذا نام عن صلاة الصبح حتى طلعت الشمس، فأمر بلالاً فأقام الصلاة، وصلى فلما سلم أقبل على الناس، وقال: «إذا نَسِيتُمْ الصَّلَاة فصلوها إذا ذَكَرْتُمُوهـا، فإنَّ اللَّهَ تعالى يقول: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾»(١) [طه: ١٤].

خالص نبی کے تصرف میں یعنی دوسرے اموال کی طرح اس کی تقسیم نہیں ہوگی۔

ولما عاد إلى المدينة اتخذ منبره درجتين والمستراح، الجذع الذي كان يستند إليه، ولما عدل عنه إلى المنبر حَنَّ إليه

فصـل: [سرايا رسول الله ﷺ بعد خيبر]

[سرية عجز هوازن]

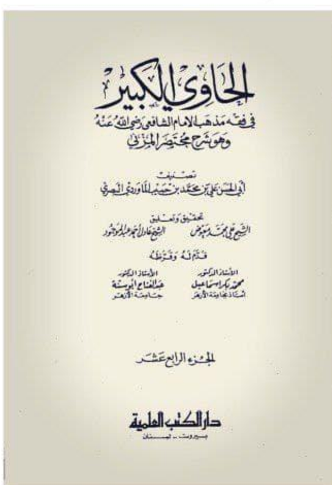
ثم بعث رسول الله ﷺ بعد خيبر خمس سرايا
شعبان في ثلاثين رجلاً إلى عجز هوازن، وهم في متر
صعباً، فهربوا، وعاد، ولم يلق كيداً.

[سرية بني فزارة]

ثم بعث بعده سرية أبي بكر في شعبان إلى بني
بعد صلاة الصبح، فسبى، وقتل.

[سرية بني مرة]

ثم بعث بعده سرية بشير بن سعد في شعبان إلى
رجلاً فاستاقوا أنعم القوم، ثم أدركوهم، فقتلوهم جم
واسترجعوا النَّعَمَ.



(١) أخرجه مسلم (١/ ٤٧٧) كتاب المساجد ومواضع الصلاة حديث (٣١٦) بنحوه وكذا الدارقطني في سننه (١/ ٣٨٦).

1: کیامال فئی کے متعلق بس یہی ایک آیت سورت الحشر 6 ہے جس سے فدک نبی کی ذاتی ملکیت ثابت ہوتا ہے؟اس سے اگلی آیت 7 میں کس قسم کی ملکیت کے اتنے حصیدار بیان ہوئے ہیں؟

2: کیامال فئی میں صرف فدک ہی نبی کے زیر تسلط آیا تھا؟اگر مال فئی نبی کی ذاتی ملکیت تھا تو تمام ملکیتوں کا مطالبہ کیوں نہیں کیا گیا؟سیدہ نے صرف فدک کا مطالبہ کیوں کیا؟

یہ موضوع آپ کی خواہش کے مطابق منتخب کیا گیا کیونکہ میں نے کہا تھا کہ آپ کا جس موضوع پر عبور ہو ہم اسی پر گفتگو کریں۔ آپ نے دعوی میں تین نکات لکھ دئے۔اس کی روشنی میں تین اہم اشکالات کے جواب دینے میں آپ ناکام رہے،میں نے کوشش کی آپ کے دعوی کو عارضی قبول کرتے ہوئے گفتگو ہبہ کی طرف لے جاؤں جس پر آج تک کسی شیعہ نے گفتگو نہیں کی لیکن آپ بضد رہے کہ اسی دعوی اور انہی دلائل پر گفتگو کی جائے جس کی آپ تیاری کر کے بیٹھے ہیں۔

میں نے یہ آپشن بھی دیا کہ مجھے جواب دعوی ثابت کرنے کا موقعہ دیں،اسے بھی آپ نے قبول نہ کیا۔میرا مقصد ہار جیت ہوتا تو آپ کے جوابات نہ دینے پر گفتگو پہلے ہی دن ختم کر چکا ہوتا لیکن مجھے آپ کو نیچا نہیں دکھانا بلکہ حق ثابت کرنا ہے اس لئے گفتگو ابھی تک آپ کی مرضی کے مطابق جاری رکھے ہوئے ہوں۔

کم از کم آپ جو دلائل دے رہے ہیں،جن کی تیاری کر کے بیٹھے ہیں،انہی کا دفاع کر لیں۔میں علمی رد کے ساتھ ساتھ جوابی سوالات اور اشکالات بھی پوچھ رہا ہوں،انہیں تو کلیئر کرنے کی کوشش کریں۔

میں نے اگر کسی سوال یا اشکال کا جواب نہیں دیا تو براہ کرم نمبر ڈال کر پوچھ لیں۔

☜ اور اگر اب بھی آپ میرے سوالات کے جواب نہیں دیں گے تو پھر مجبوراً مجھے گفتگو عزت واحترام کے ساتھ ختم کرنی پڑے گی۔

کیا سورت الحشر آیت 7 منسوخ ہے؟
شیعہ مناظر کی طرف سے متنازعہ معاملہ پر اترنا اور مغرورانہ انداز

بخش حسین حیدری شیعہ: میں نے کہا تھا کہ آپ آیت نمبر 6 پر گفتگو فرمائیں جس سے آپ مسلسل فرار ہو رہے ہیں۔ آپ تو حضرت عمر رض کا قول بھی بھول گئے حسبنا کتاب اللہ۔ قرآن مجید پر بھی یقین نہیں رہا چلیں پہلے آپ کا مسئلہ حل کرتا ہوں آیت نمبر 7 سورہ الحشر والا تاکہ آپ یہ نہ بولیں کہ اہل تشیع کے پاس جواب نہیں ہے۔جس آیت پر آپ گفتگو فرما رہے ہیں وہ آیت منسوخ ہے لھاذا دلائل پیش کرتا ہوں بقایا فیصلہ معزز دیکھنے والوں پر چھوڑتے ہیں۔

سورہ الحشر کی آیت نمبر 7 منسوخ ہے جس سے آپ اپنا موقف پیش کر رہے ہیں۔

سورہ الحشر کی آیت نمبر 7 منسوخ ہے اور اس کی ناسخ سورہ انفال کی ایت نمبر 41 ہے۔کتاب قص الحق جمیل عبد القادر محمد اکبر صاحب

قَصَصُ الْحَقِّ

العقل وحتمية الفساد

جميل عبد القادر محمد أكبر

الباري: جـ٦ صـ٢٣٨ .

١٨٥) جاء في تفسيرالقرطبي للآية ٧ من سورة الحشر: «ومذهب الشافعي رضي الله عنه أن سبيل خمس الفيء سبيل خمس الغنيمة، وأن أربعة أخماسه كانت للنبي صلى الله عليه وسلم وهي بعده لمصالح المسلمين، وله قول آخر: أنها بعده للمرصدين أنفسهم للقتال بعده خاصة، ...»؛ جـ١٨ صـ١٥ .

١٨٦) سورة الحشر: الآية ٧ .

١٨٧) الحديث أخرجه أبو داود في: باب في الرجل يزني بحريمه، من كتاب الحدود؛ والترمذي في: باب من تزوج امرأة أبيه، من أبواب الأحكام. المغني: جـ٩ صـ٢٨٤-٢٨٥ من طبعة ١٤١٣ .

١٨٨) المغني: جـ٩ صـ٢٨٦ من طبعة ١٤١٣ .

١٨٩) لقد ذكر قول قتادة في موضعين، مرة في سورة الأنفال ومرة في سورة الحشر. وهناك اختلاف في الموضعين لعله خطأ في الأصل المخطوط. فقد راجعت طبعتين هما تفسير الطبري لدار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان، ضبط وتعليق محمود شاكر، تصحيح علي عاشور (جـ١٠ صـ٦، جـ٢٨ صـ٤٥)؛ وتفسير الطبري لدار الكتب العلمية، بيروت لبنان، منشورات محمد علي بيضون (جـ٦ صـ٢٤٨؛ جـ١٢ صـ٣٧)، وكذلك راجعت ما ورد في برنامج التراث للحاسب الآلي (جـ٢٨ صـ٣٧). فما ورد في المتن في هذا الكتاب هو التالي وهو من موضع تفسير سورة الأنفال: «كان الفيء في هؤلاء، ثم نسخ ذلك في سورة الأنفال، فقال: ﴿وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَىْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾، فنسخت هذه ما كان قبلها في سورة الحشر وجعل الخمس لمن كان له الفيء في سورة الحشر وسائر ذلك لمن قاتل عليه». وهذا هو الصحيح، والله أعلم كما جاء في طبعة دار إحياء التراث العربي، ضبط وتعليق محمود شاكر. أما في طبعة دار الكتب العلمية فإن النص كالتالي: «كان الفيء في هؤلاء، ثم نسخ ذلك في سورة الأنفال، فقال: ﴿وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَىْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾، فنسخت هذه ما كان قبلها في سورة الأنفال، وجعل الخمس لمن كان له الفيء في سورة الحشر وسائر ذلك لمن قاتل عليه». لاحظ الفرق أن عبارة: «فنسخت هذه ما كان قبلها في سورة الحشر»، تحولت إلى: «فنسخت هذه ما كان قبلها في سورة الأنفال». بينما النص في موضع تفسير سورة الحشر في الطبعتين: «ذكر من قال ذلك: حدثنا محمد بن بشار قال ثنا عبد الأعلى قال ثنا سعيد عن قتادة في قوله: ﴿مَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾، قال: كان الفيء في هؤلاء ثم نسخ ذلك في سورة الأنفال، فقال: ﴿وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَىْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾، فنسخت هذه ما كان قبلها في سورة الأنفال، وجعل الخمس لمن كان له الفيء في سورة الحشر، وكانت الغنيمة تقسم خمسة أخماس: فأربعة أخماس لمن قاتل عليها، ويقسم الخمس الباقي على خمسة أخماس: فخمس لله وللرسول وخمس لقرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم في حياته، وخمس لليتامى وخمس للمساكين وخمس لابن السبيل. فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم، وجه أبو بكر وعمر رضي الله عنهما هذين السهمين: سهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، وسهم قرابته فحملا عليه في سبيل الله صدقة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم».

تلاحظ الخطأ في الطبعتين، في قوله: «فنسخت هذه ما كان قبلها في سورة الأنفال»، والصحيح حتى يستقيم المعنى كما ذهب قتادة هو: «فنسخت هذه ما كان قبلها في سورة الحشر». وبالطبع فإن القول الأصح هو أن كلا الآيتين لم تنسخا بعضهما كما وضح القرطبي قائلاً: «وقد قيل أن سورة الحشر نزلت بعد الأنفال، فمن المحال أن ينسخ المتقدم المتأخر ...» كما ذكرت في النص، والله أعلم.

١٩٠) وتكملة ما جاء في النص: «... وكان في أول الإسلام تقسم الغنيمة على هذه الأصناف ولا يكون لمن قاتل عليها شيء. وهذا قول يزيد بن رومان وقتادة وغيرهما. ونحوه عن مالك. وقال قوم: إنما غنم بصلح من غير إيجاف خيل ولا ركاب، فيكون لمن سمى الله تعالى فيه فيئاً والأولى للنبي صلى الله عليه وسلم خاصة، إذا أخذ منه حاجته كان الباقي في مصالح المسلمين. وقال معمر: الأولى للنبي صلى الله عليه وسلم. والثانية هي الجزية والخراج للأصناف المذكورة فيه. والثالثة الغنيمة في سورة الأنفال للغانمين. وقال الشافعي: ...». القرطبي: تفسير سورة الحشر: الآية ٧: جـ١٨ صـ١٢ .

١٩١) القرطبي: تفسير الآية ٧ من سورة الحشر: جـ١٨ صـ١٤ .

١٩٢) سورة آل عمران: الآية ١٦١؛ حاشية الأموال لمحمد خليل هراس: صـ٢٢٤ من الطبعة الثانية.

١٩٣) قال المنذري: أخرجه مسلم (جـ٣ صـ١٣٥٧) والترمذي والنسائي وابن ماجة. الأموال لأبي عبيد: صـ٢٢٤-٢٢٥ من الطبعة الثانية. وتكملة الحديث في صحيح مسلم: «... وإذا حاصرت أهل حصن فأرادوك أن تجعل لهم ذمة الله وذمة نبيه فلا تجعل لهم ذمة الله ولا ذمة نبيه ولكن اجعل لهم ذمتك وذمة أصحابك، فإنكم أن تخفروا ذممكم وذمم أصحابكم أهون من أن تخفروا ذمة الله وذمة رسوله. وإذا حاصرت أهل حصن فأرادوك أن تنزلهم على حكم الله فلا تنزلهم على حكم الله ولكن أنزلهم على حكمك فإنك لا تدري أتصيب حكم الله فيهم أم لا. قال عبد الرحمن هذا أو نحوه وزاد إسحاق في آخر حديثه عن يحيى بن آدم قال: فذكرت هذا الحديث لمقاتل بن حيان قال يحيى يعني أن علقمة يقوله لابن حيان فقال حدثني مسلم بن هيصم عن النعمان بن مقرن عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه».

١٩٤) انظر فتح الباري في كتاب الجهاد والسير، شرح عنوان الباب.

١٩٥) صحيح البخاري: الحديث رقم ٣١٤٧؛ سنن البيهقي الكبرى جـ٦ صـ٣٥٦-٣٥٧؛ المستدرك على الصحيحين: جـ٢ صـ١٤٣، ١٤٤، ١٤٩؛ منقول من برنامج التراث.

١٩٦) الحديث رقم: ١٢٨٠١؛ سنن البيهقي الكبرى جـ٦ صـ٣٥٧؛ منقول من برنامج التراث.

١٩٧) الحديث رقم ١٢٨١٢ من سنن البيهقي الكبرى جـ٦ صـ٣٥٧؛ منقول من برنامج التراث.

١٩٨) سورة الحشر: الآيات ٧-١٠ .

١٩٩) انظر تعليق محمد خليل هراس على الأموال: صـ٢٢٦ من الطبعة الثانية.

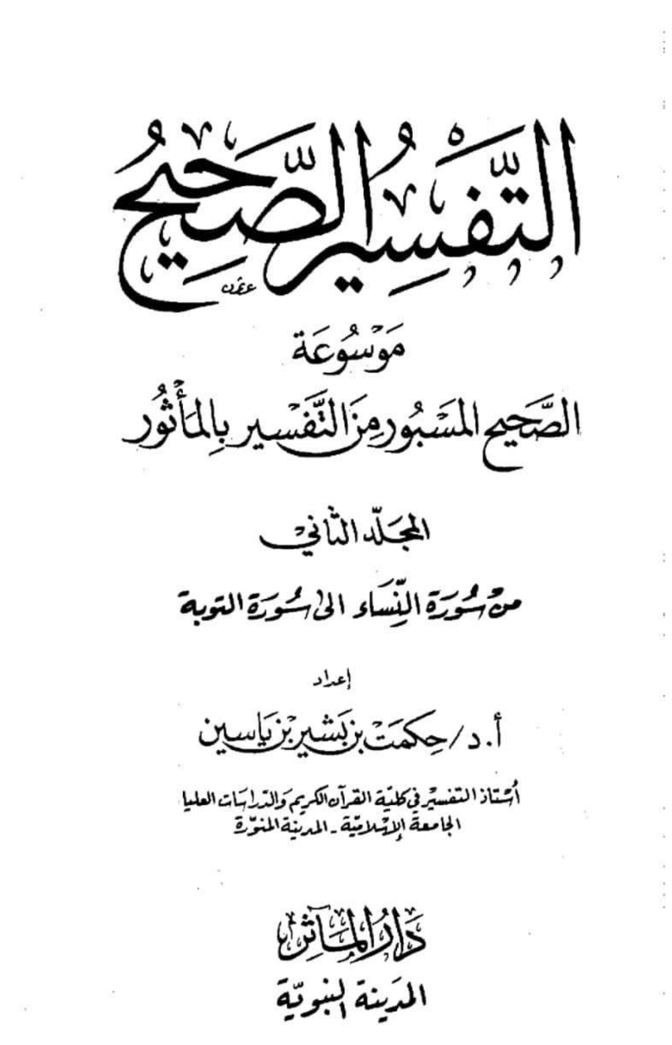
٢٠٠) وقد روى الحديث البخاري في غزوة النضير وفي تفسير سورة الحشر وفي النفقات والفرائض؛ ورواها مسلم في باب حكم الفيء وأبو داود في صفايا الرسول صلى الله عليه وسلم؛ الأموال لأبي عبيد: صـ٢٢٥-٢٢٦ من طبعة ١٤٠٦؛ انظر أيضاً تفسير الطبري للآية ٧ من سورة الحشر: جـ١٢ صـ٣٦ .

٢٠١) الأموال: صـ٢٢٦ من الطبعة الثانية.

ہم نے آپ کو ڈھیل دی تھی تا کہ آپ فدک کو ملکیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیم کر لیں لیکن آپ نے کہا کہ یہ آپ کا پسندیدہ موضوع ہے اس پر عبور حاصل ہے لیکن جواب نہیں دے رہے۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

کتاب التفسیر الصحیح

قتادہ کہتے ہیں سورہ الحشر کی آیت نمبر 7 منسوخ ہے اور اس کی ناسخ سورہ انفال کی ایت نمبر 41 ہے ۔


التفسير الصحيح
موسوعة
الصحيح المسبور من التفسير بالمأثور
المجلد الثاني
من سورة النساء الى سورة التوبة
إعداد
أ.د/ حكمت بن بشير بن ياسين
أستاذ التفسير في كلية القرآن الكريم والدراسات العليا
الجامعة الإسلامية - المدينة المنورة
دار المآثر
المدينة النبوية

الأنفال ٤١

الزكاة ، وأديتم الخمس من المغنم، وسهم النبي ﷺ ، وسهم الصفي ، أنتم آمنون بأمان الله ورسوله " فقلنا : من كتب لك هذا الكتاب ؟ قال : رسول الله ﷺ " .

(السنن ٣/١٥٣-١٥٤ ح ٢٩٩٩ – ك الخراج والإمارة والفيء ، ب ما جاء في سهم الصفي) ، وأخرجه ابن حبان في صحيحه (الإحسان ١٤/٤٩٧ ح ٦٥٥٧) عن الفضل بن الحباب عن مسلم بن إبراهيم به . قال محققه : إسناده صحيح .. وأخرجه النسائي (السنن ٧/١٣٤ – ك قسم الفيء) ، وأحمد (المسند ٥/٧٧، ٧٨) من طرق عن الجريري عن يزيد به . وذكره ابن كثير في جملة من الأحاديث ثم قال : هذه أحاديث جيدة) . وصححه الألباني في (صحيح سنن أبي داود ٢/٥٨١ ح ٢٥٩٢) .

قال النسائي : أخبرنا عمرو بن يحيى بن الحارث قال ، حدثنا محبوب يعني ابن موسى قال ، أنبأنا أبو إسحاق وهو الفزاري ، عن عبد الرحمن بن عياش عن سليمان بن موسى عن مكحول ، عن أبي سلام عن أبي أمامة الباهلي ، عن عبادة ابن الصامت قال أخذ رسول الله ﷺ يوم حنين وبرة من جنب بعير فقال : " يا أيها الناس إنه لا يحل لي مما أفاء الله عليكم قدر هذه إلا الخمس والخمس مردود عليكم " . قال أبو عبد الرحمن : اسم أبي سلام ممطور وهو حبشي ، واسم أبي أمامة : صدي بن عجلان .

(السنن ٧/١٣١ – ك قسم الفيء) ، وأخرجه ابن حبان (الإحسان ١١/١٩٣-١٩٤ ح٤٨٥٥)، وأخرجه الحاكم (المستدرك ٣/٤٩) من طريق عبد الرحمن بن الحارث عن سليمان بن موسى به بأطول منه . قال الألباني : حسن صحيح (صحيح النسائي ح٣٨٥٨) وللحديث شاهد عن عمرو بن عبسة . أخرجه أبو داود (السنن ٣/٨٢ – ك الجهاد ، ب في الإمام يستأثر بشيء من الفيء لنفسه من طريق أبي سلام عنه به) . قال الألباني : وهذا سند صحيح رجاله رجال الصحيح غير الوليد بن عتبة وهو ثقة . (الصحيحة ٢/٧١٨ ح٩٨٥) و (صحيح أبي داود ح٢٣٩٣) .

أخرج الطبري بسنده عن قتادة في قوله : ﴿ ما أفاء الله على رسوله من أهل القرى فلله وللرسول ولذى القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل ﴾ قال : كان الفيء في هؤلاء ، ثم نسخ في ذلك سورة الأنفال فقال ﴿ واعلموا أنما غنمتم من شيء فأن لله خمسه وللرسول ولذى القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل ﴾ ، فنسخت هذه ما كان قبلها في سورة الأنفال ، وجعل الخمس لمن كان له الفيء في سورة الحشر ، وسائر ذلك لمن قاتل عليه .

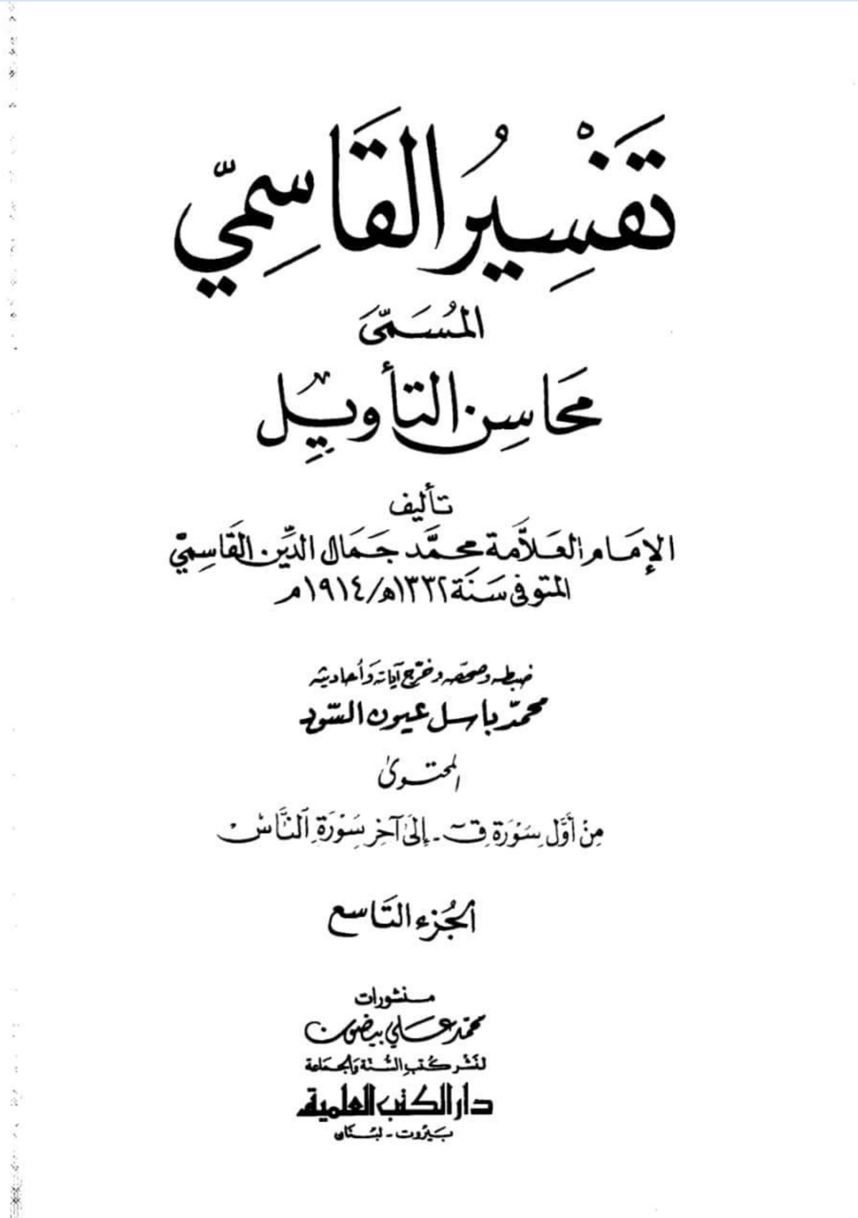
وانظر سورة البقرة آية (١٧٧) لبيان : اليتامى والمساكين و ابن السبيل .

٤٠٦

یہ قول تفسیر طبری میں موجود ہے ان شاء اللہ آگے جا کر پیش کرتا ہوں ۔ آپ کو کوئی مضبوط دلیل پیش کرنی چاہیے تھی برادر آپ نے منسوخ آیت کا سہارا لیا اور آیت 6 پر کلام کرنا ہی بند کر دیا۔

تفسیر القاسمي

میں بھی لکھا سورہ الحشر کی آیت نمبر 7 منسوخ ہے اور اس کی ناسخ سورہ انفال کی ایت نمبر 41 ہے۔



تَفْسِيرُ القَاسِمِيّ
المُسَمّى
مَحَاسِنُ التَّأْوِيل
تأليف
الإمام العلامة محمد جمال الدين القاسمي
المتوفى سنة ١٣٣٢هـ/١٩١٤م
ضبطه وصححه وخرج آياته وأحاديثه
محمد باسل عيون السود
المحتوى
من أول سورة ق - إلى آخر سورة الناس
الجزء التاسع
منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

منكُمْ﴾ أي يتداولونه وحدهم دون من هم أحق به. أو دولة جاهلية، إذ كان من عوائدهم استئثار الرؤساء والأغنياء بالغنائم دون الفقراء ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ﴾ أي من قسمة غنيمة أو فيء ﴿فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ﴾ أي عن أخذه منها ﴿فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إن اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ أي لمن خالفه إلى مانهى عنه.

تنبيهات:

الأول – قال السيوطي في (الإكليل) : استدل بالآية على أن (الفيء) ما أخذ من الكفار بلا قتال، وإيجاف خيل وركاب، ومنه ماجلوا عنه خوفاً. و(الغنيمة) ما أخذ منهم بقتال، كما تقدم في قوله :﴿ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ... ﴾[الأنفال: ٤١] الآية، خلافاً لمن زعم أنهما بمعنى واحد،أو فرق بينهما بغير ذلك. انتهى.

وكان الذي زعم أنهما بمعنى واحد رأى أن مجمل هذه الآية بيَّنه آية الأنفال، حتى زعم قتادة أن هذه منسوخة بتلك. قال – فيما رواه عنه ابن جرير –: كان الفيء في هؤلاء ثم نسخ ذلك في سورة الأنفال فقال: ﴿ وَاعْلَمُواْ أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ وجعل الخمس لمن كان له الفيء في سورة الحشر. وكانت الغنيمة تقسم خمسة أخماس. فأربعة أخماس لمن قاتل عليها، ويقسم الخمس الثاني على خمسة أخماس: فخمس لله وللرسول، وخمس لقرابة رسول الله ﷺ في حياته، وخمس لليتامى، وخمس للمساكين، وخمس لابن السبيل.

والمسألة مبسوطة في مطولات الفروع.

الثاني– قال الزمخشري: الأجود أن يكون قوله تعالى: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ الآية – عامًا في كل ما آتى رسول الله ﷺ ونهى عنه. وأمر الفيء داخل في عمومه.

وفي (الإكليل): فيه وجوب امتثال أوامره ونواهيه ﷺ.

قال العلماء: وكل ماثبت عنه ﷺ، يصح أن يقال إنه في القرآن، أخذاً من هذه الآية. انتهى.

وهذا الأخير من غلوّ الأثريين، والإغراق في الاستنباط.

ثم بين تعالى من أصناف من تقدم، الأحق بالعناية والرعاية، بقوله:

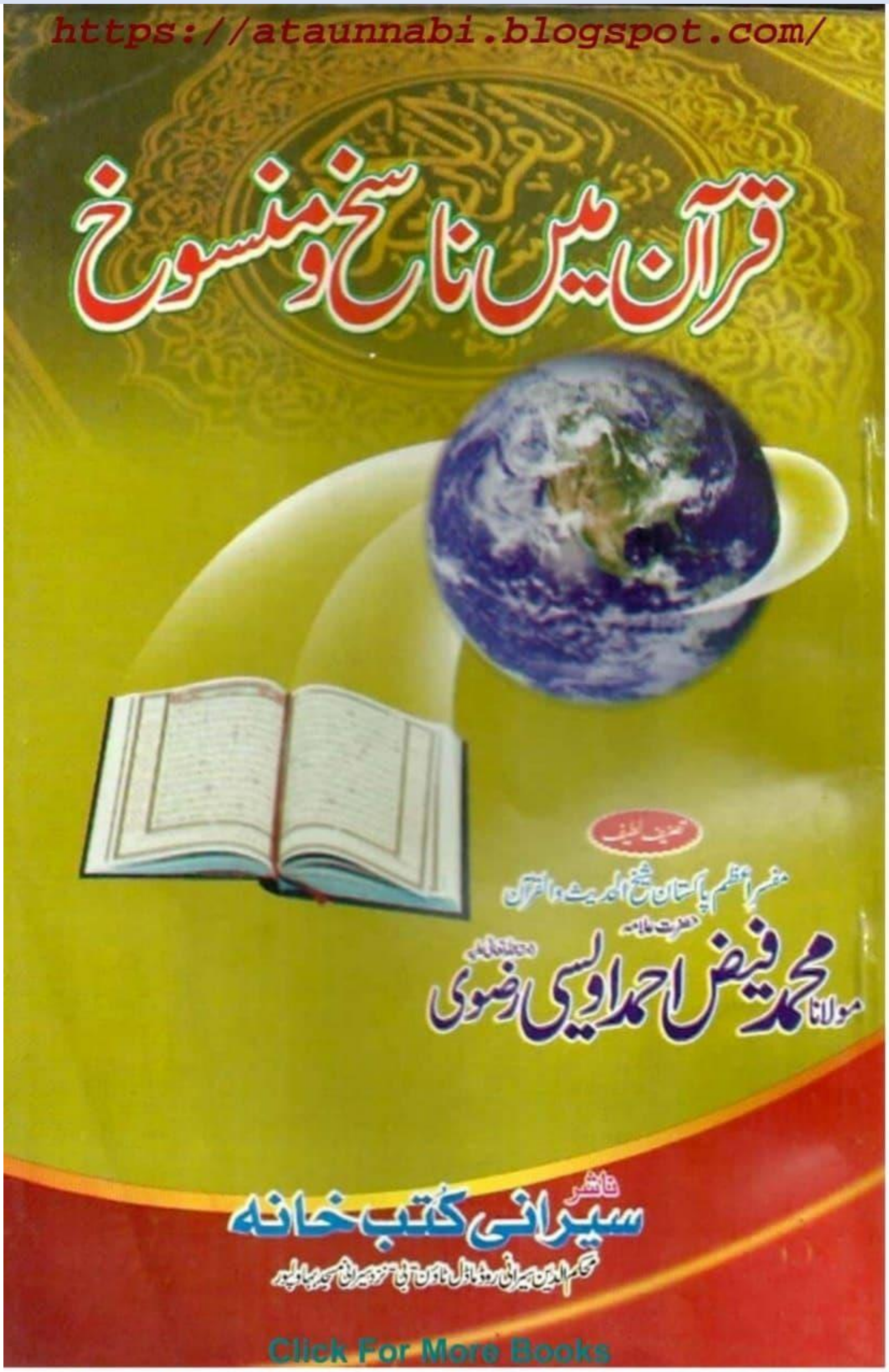
القول في تأويل قوله تعالى:

لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُواْ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا وَيَنصُرُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلصَّٰدِقُونَ ﴿٨﴾

کتاب قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ

مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب

سورہ الحشر کی آیت نمبر 7 منسوخ ہے اور اس کی ناسخ سورہ انفال کی ایت نمبر 41 ہے ۔



قرآن میں ناسخ و منسوخ

......سورہ واقعہ......

نمبر شمار	آیات منسوخہ	آیات ناسخہ
۱	ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ سورہ واقعہ ۱۴،۱۳	ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ سورہ واقعہ آیت ۳۹،۴۰

......سورہ مجادلہ......

نمبر شمار	آیات منسوخہ	آیات ناسخہ
۱	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ سورہ مجادلہ آیت ۱۲	ءَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ سورہ مجادلہ آیت ۱۳

......سورہ حشر......

نمبر شمار	آیات منسوخہ	آیات ناسخہ
۱	مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ سورہ حشر آیت ۷	يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنفَالِ سورہ انفال آیت ۱

......سورۃ ممتحنہ......

نمبر شمار	آیات منسوخہ	آیات ناسخہ
۱	لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ	إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ
نمبر شمار	آیات منسوخہ	آیات ناسخہ

معزز قارئین ناظرین اہل سنت مناظر ممتاز قریشی برادر نے آیت نمبر 7 پر ایسے گفتگو کر رہے تھے جیسے اس کو عبور کرنا مشکل ہے لھاذا کیا کہوں۔

نہ تیر اٹھے گا ان سے نہ تلوار

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اہل سنت مناظر ممتاز قریشی صاحب نے مراتہ العقول کا سکین دیا اور یہاں پر بھی وضاحت دیتا چلوں اس میں بھی جو یتیم مسکین کا ذکر ہوا ہے وہ بنوں ہاشم سے ہے پھر بھی مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے باہر نہیں جائے گا۔

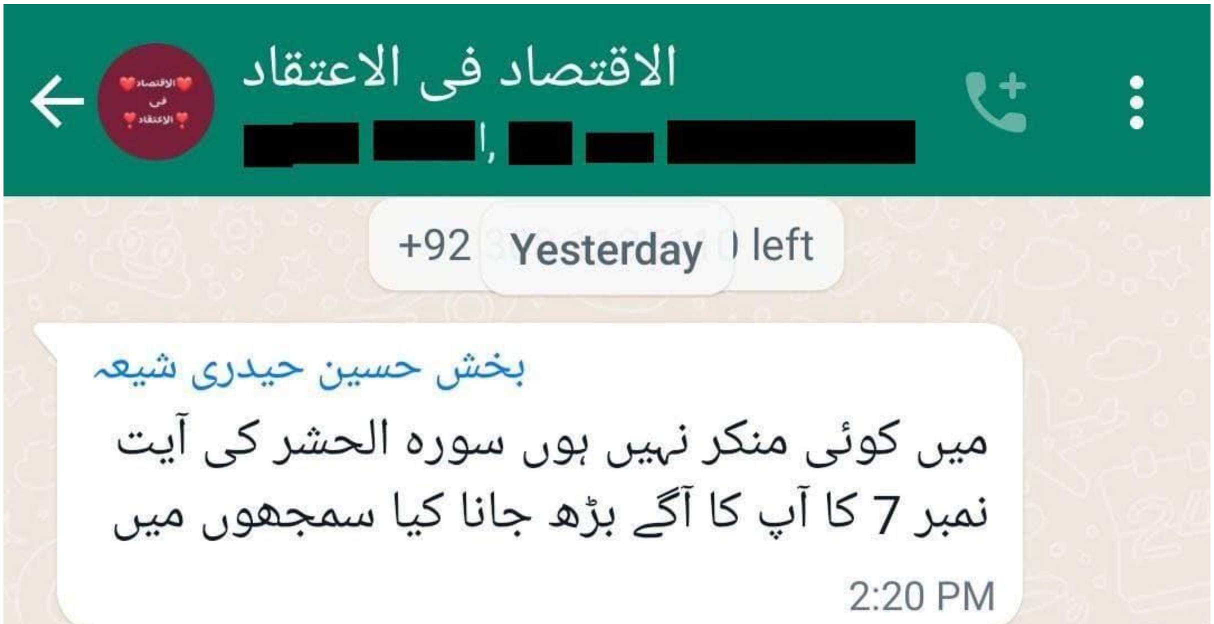
ممتاز بھائی آپ نے آیت نمبر 7 پر گفتگو کی اس کا جواب دیا ہے لھاذا امید کرتا ہوں آپ مطمئن ہوں گے نہیں تو اگلی ٹرن میں مزید وضاحت کروں گا۔ لھاذا ان کا رد پیش کریں آگے بڑھیں۔

[شیعہ مناظر کا اقرار کہ فدک کے حقدار بنی ہاشم کے یتیم اور مسکین بھی ہیں یعنی فدک صرف نبی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے۔]

(اسکرین شاٹ اگلے پیج پر ملاحظہ فرمائیں)


الاقتصاد فی الاعتقاد
بخش حسین حیدری شیعہ
Forwarded
ج ٦
كتاب الحجة
-٢٥٢-
مِرآةُ العُقول
في شرح أخبار آل الرسول
تأليف
العلامة شيخ الإسلام المولى محمد باقر المجلسي
الجزء السادس
شیعہ مناظر بخش حسین حیدری کا اقرار کہ مال فئی صرف نبی کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ اس مال کے حصیدار بنی ھاشم بھی ہیں۔
بخش حسین حیدری شیعہ
بخش حسین حیدری شیعہ
Photo
اہل سنت مناظر ممتاز قریشی صاحب نے مراتہ العقول کا سکین دیا اور یہاں پر بھی وضاحت دیتا چلوں اس میں بھی جو یتیم مسکین کا زکر ہوا ہے وہ بنوں ہاشم سے ہے پھر بھی مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے باہر نہیں جائے گا
6:41 PM
ممتاز بھائی آپ نے آیت نمبر 7 پر گفتگو کی اس کا جواب دیا ہے لھذا امید کرتا ہوں آپ مطمن ہوں گے نہیں تو اگلی ٹرن میں مزید وضاحت کروں گا لھذا ان کا رد پیش کریں آگے بڑھیں
6:44 PM

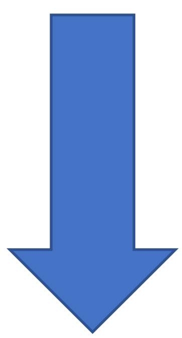
جعفر صادق:



☝☝☝☝

کل تک آپ سورت الحشر آیت 7 کے منکر نہیں تھے آج آپ کو کہیں سے مدد مل گئی اور اسکین مل گئے تو انداز گفتگو ہی آسمان پر پہنچ گیا ہے۔ میں اس کی حقیقت بھی پیش کر دیتا ہوں۔

مجھے نہیں پتہ تھا کہ چوبیس گھنٹے بعد آپ کی طرف سے اس قسم کا جواب آئے گا۔* میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ دلیل دینے سے پہلے اچھی طرح غور و فکر کر لیا کریں۔ لگتا ہے کوئی اور آپ کو جو تھما دیتا ہے آپ یہاں رکھ دیتے ہو۔ میں ممبرز کے سامنے سورت الانفال آیت 41 اور سورت الحشر آیت 7 پیش کر رہا ہوں۔





الحشر ۵۹ — ۹۹۶ — قد سمع اللہ ۲۸

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۞

جو کچھ پلٹادے اللہ اپنے رسول کی طرف بستیوں کے لوگوں سے سو وہ ہے اللہ کا اور اس کے رسول کا اور رسول کے رشتہ داروں کا اور بے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے تاکہ نہ رہے وہ گردش تمہارے مالداروں کے درمیان ہی۔ اور جو کچھ دے تمہیں رسول سو اسے لے لو اور جس سے روک دے تم کو رسول، پس رک جاؤ (اس سے)۔ اور ڈرو اللہ سے۔ بلاشبہ اللہ بہت سخت ہے سزا دینے میں ۞

الانفال ۸ — ۳۱۹ — واعلموا ۱۰

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۞

اور جان لو کہ جو بطور غنیمت ملے تم کو کوئی چیز تو ہے اللہ کے لیے اُس کا پانچواں حصہ اور رسول کے لیے اور قرابت داروں کے لیے اور یتیموں کے لیے اور مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے، اگر تم رکھتے ہو ایمان اللہ پر اور اُس (نصرت) پر جو نازل کی تھی ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن جس دن ٹکرائی تھیں دو فوجیں۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے ۞

اللہ کی شان ہے۔ سورت الانفال آیت 41 میں بھی وہی تمام چھ حصیدار بیان ہوئے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ شیعہ عالم کو ثابت کیا کرنا تھا اور وہ ثابت کیا کر رہے ہیں؟

مال فیئ نبی کی ذاتی ملکیت کیسے تسلیم کی جائے جبکہ خود ان کی دلیل سورت الانفال آیت 41 میں بھی من و عن وہی چھ حصیدار بیان کئے گئے ہیں۔

میں مرات العقول کا جواب شیعہ تفسیر انوار النجف سے دے رہا۔ ابھی ایک کام سے ذرا فارغ ہو جاؤں۔

ویسے تو اس مؤقف پر کئی عقلی و نقلی دلائل دئے جاسکتے ہیں۔ لیکن مجھے اس وقت ضرورت محسوس نہیں ہو رہی کیونکہ تفسیر نمونہ اور انوار نجف میں اس کا واضح رد خود آپ کے شیعہ مفسرین بیان کر چکے ہیں۔

آپ کو میں نے ***تفسیر نمونہ*** سے دکھایا تھا کہ آپ کے مفسرین بھی آپ سے متفق نہیں ہیں۔ تفسیر نمونہ کے پیجز شاید آپ نے پڑھے ہی نہیں، اس کے ***ص474*** کے آخری جملے دیکھ لیجئے گا، اس میں شیعہ مفسر نے صاف صاف آپ کی بات کا رد بیان کیا ہے کہ سورت الحشر 8 اور 9 کی آیات گواہی دیتی ہیں کہ مال فیئ بنی ہاشم کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ اس مؤقف کی تائید میں شیعہ مفسر نے امام باقر کا قول بھی نقل کیا ہے جو مجمع البیان اور وسائل الشیعہ میں موجود ہے۔

آج میں ایک اور شیعہ تفسیر **انوار نجف** سے سورت الحشر آیت 9 اور 10 بھی پیش کر رہا ہوں، برائے مہربانی غور سے عبارات پڑھ لیا کریں۔

تفسیر نمونہ | جلد ۱۳ — ۴۷۴ — پ ۲۸ | حشر ۶، ۷

کے سربراہ ہیں اور خصوصاً حاجت مندوں کے حقوق کے محافظ ہیں لہٰذا وہ اس کا زیادہ حصہ ان پر خرچ کریں گے۔

اس آیت میں کلی طور پر فے کے لیے چھ مصرف بیان ہوئے ہیں :

۱۔ سہم خدا :۔ واضح ہے کہ خدا ہر چیز کا مالک ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ یہ ایک قسم کی نسبت تشریفی و اعزازی ہے تاکہ دوسرے گروہ جو اس کے بعد بیان ہوئے ہیں کسی قسم کی حقارت محسوس نہ کریں اور اپنا حصہ خدا کے حصہ کا سلسلہ خیال کریں۔ اس طرح ان کی شخصیت عام افراد کے ذہنوں میں کسی نقص کا شکار نہ ہو۔

۲۔ سہم پیغمبرؐ :۔ جس سے فطری طور پر ان کی ذاتی ضرورتیں، اس کے بعد مقامی حاجتیں اور وہ توقعات جو لوگ ان سے رکھتے ہیں وہ سب اس سے پوری ہوں۔

۳۔ سہم ذوی القربیٰ :۔ اس میں شک نہیں کہ اس سے یہاں مراد پیغمبرؐ کے ذوی القربیٰ ہیں اور بنی ہاشم ہیں جو زکوٰۃ کے لینے سے محروم ہیں جو عام مسلمانوں کے اموال کا جز ہے[1]

اصولی طور پر اس کے کوئی معنی نہیں کہ اس سے مراد عام لوگوں کے ذوی القربیٰ ہوں کیونکہ اس صورت میں تمام مسلمانوں کو بغیر کسی استثناء کے شامل کرنا پڑے گا کیونکہ تمام لوگ ایک دوسرے کے عزیز و اقربا ہیں۔ اب رہا یہ کہ ذوی القربیٰ میں احتیاج و فقر شرط ہے یا نہیں اس پر مفسرین کے درمیان اختلاف ہے۔ اگرچہ وہ قرائن جو اس آیت کے آخر میں اور بعد والی آیت میں ہیں اس کا شرط ہونا زیادہ صحیح نظر نہیں آتا۔

۴، ۵، ۶۔ یتیموں، مسکینوں اور سفر میں درماندہ افراد کا حصہ ہے۔ یہ کہ یہ تینوں گروہ بنی ہاشم میں سے ہونے چاہئیں یا عام یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا اس میں حصہ ہے مفسرین کے درمیان اس میں اختلاف ہے۔ زیادہ تر فقہائے اہل سنت اور ان کے مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ عمومیت رکھتا ہے جب کہ وہ روایتیں جو طرقِ اہلبیت سے ہم تک پہنچی ہیں وہ اس سلسلہ میں مختلف ہیں۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ بنی ہاشم کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے مخصوص ہے لیکن بعض روایات میں تصریح ہوئی ہے کہ یہ حکم عمومیت رکھتا ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس طرح مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا :

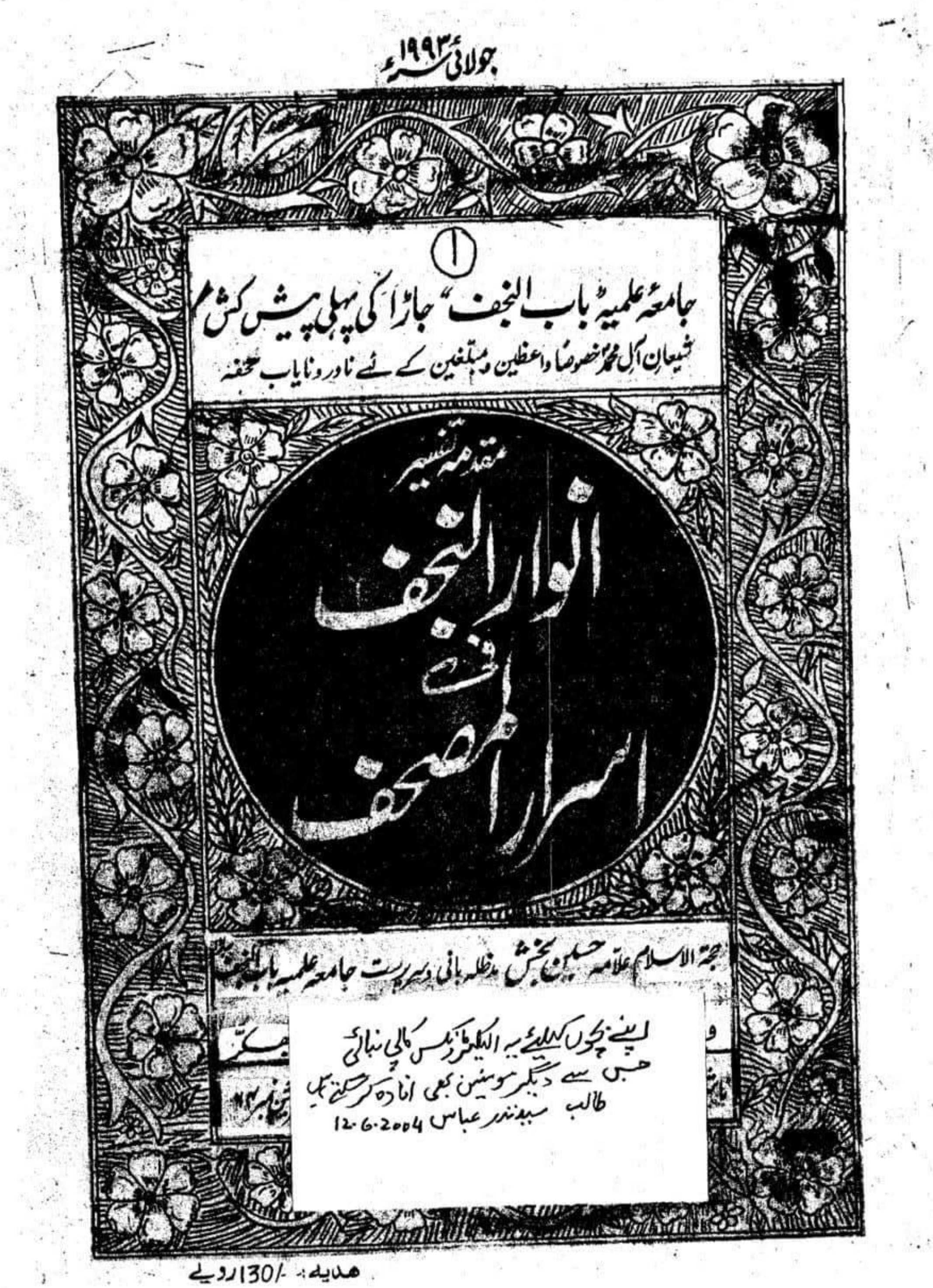
(کان ابی یقول لنا سهم رسول الله وسهم ذی القربیٰ ونحن شرکاء الناس فیما بقی)

ہمارے لیے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ذوی القربیٰ کا حصہ ہے اور ہم ان باقی ماندہ حصوں میں لوگوں کے ساتھ شریک ہیں[2]

اس سورہ کی آیت ۸، ۹ جو اس آیت کی وضاحت کرتی ہیں اور گواہی دیتی ہیں کہ یہ حصہ بنی ہاشم کے لیے مخصوص نہیں ہے کیونکہ ان میں عام فقراء مہاجرین و انصار کے بارے میں گفتگو ہے۔ علاوہ ازیں مفسرین نے نقل کیا ہے کہ پیغمبرؐ نے بنو نظیر کے واقعہ کے بعد ان اموال

[1] یہ تفسیر نہ صرف شیعہ مفسرین نے بلکہ بہت سے اہلِ سنت مفسرین نے بھی تحریر کی ہے مثلاً فخر رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں، برسوئی نے روح البیان میں سید قطب نے فی ظلال میں، مراغی نے اپنی تفسیر میں اور آلوسی نے روح المعانی میں۔

[2] مجمع البیان جلد ۹ ص ۲۶۱، وسائل الشیعہ جلد ۶ ص ۳۶۸ (حدیث ۱۲ باب ۱ ابواب انفال)۔


جولائی ۱۹۹۳ء
۱
جامعۂ علمیہ "باب النجف" جاڑا کی پہلی پیش کش
شیعانِ آلِ محمد خصوصاً واعظین و مبلغین کے لئے نادر و نایاب تحفہ
مقدمہ تفسیر
انوار النجف فی اسرار المصحف
حجۃ الاسلام علامہ حسین بخش مدظلہ بانی و سرپرست جامعہ علمیہ باب النجف
اپنے بچوں کیلئے یہ الیکٹرانکس کاپی بنائی
جس سے دیگر مومنین بھی استفادہ کر سکتے ہیں
طالب سید نذر عباس
12-6-2004
ھدیہ: -/130 روپے

پارہ ۲۸ ۲۵۲ سورہ الحشر

إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ⑧ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا

تحقیق اللہ سخت عذاب والا ہے ان فقراء مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور

مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ

مالوں سے نکال دئے گئے جو چاہتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی اور اللہ اور اسکے رسول

اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ⑨ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ

(کے دین) کی مدد کرتے ہیں وہ لوگ سچے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ٹھکانا کیا گھروں میں

وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ

اور قبول کیا ایمان کو ان سے بھی پہلے اور دوست رکھتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کرکے آئے اور نہیں پاتے اپنے دلوں میں

فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ

کوئی حاجت اس سے جو ان (مہاجرین) کو دیا گیا اور ترجیح دیتے ہیں (دوسروں کو) اپنے اوپر اگرچہ ان کی اپنی

كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑩

حالت بھی نازک ہو اور جو محفوظ ہو اپنے نفس کے بخل سے پس وہ فلاح پانے والے ہیں

اختیار دیا ہے۔ اور اُمت کو ان کی اطاعت مطلقہ کی فرمائش کی ہے کہ جس چیز کو آپ واجب قرار دیں وہ واجب ہے اور جس کو حرام قرار دیں وہ حرام ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جن امور کی تفویض رسول اللہ کو کی گئی اُن کے بعد ہمیں وہ تفویض کی گئی۔

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ - یہ اُن مساکین کا بیان ہے جن کو مال فے میں سے حصّہ دیا جانے کی فہمائش کی گئی ہے اور یہ اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ مساکین و یتامیٰ و مسافرین سے عامۃ المسلمین مُراد لئے جائیں۔ اور ممکن ہے اس سے یہ مراد ہو کہ امامِ وقت اپنی صوابدید سے اپنے تصرّف کے ماتحت ایسے لوگوں کو اپنے اختیارِ خصوصی سے حصہ دیگا۔ کیونکہ ان میں دوسروں کی بہ نسبت دینی فوقیت پائی جاتی ہے۔

تَبَوَّءُو الدَّار - اس کا عطف سابق الّذین پر ہے۔ یعنی مال فے کی تقسیم میں ایسے لوگ حقدار ہوتے ہیں۔ اور اس صورت میں یُحِبُّون حال واقع ہے۔ اور یہ آیت انصار میں سے مستحقین کی وضاحت کرتی ہے۔ تَبَوَّءُو الدَّار کا معنی ہے جنہوں نے گھروں میں سکونت رکھی ہوئی ہے یعنی جو گھروں سے نکالے نہیں گئے۔ اور وہ انصار تھے اور ایمان کا دار پر عطف لفظی ہے

اس میں بھی صاف صاف شیعہ مفسر *مال فئی میں مہاجرین وانصار* کو بھی حقدار تسلیم کر رہا ہے۔

آپ * سورت الانفال 41 * سے بھی مال فئی کو نبی کریم کی ذاتی ملکیت ثابت نہیں کر سکتے۔ اپنے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے آپ کو ان تمام سوالات واعتراضات کا جواب دینا ہو گا جو بار بار آپ سے پوچھے جا رہے ہیں۔

* بحیثیت حکمران نبی کو ملنے والا مال ذاتی ملکیت کیسے تسلیم کیا جائے ؟ * کیونکہ قرآن وسنت کے علاوہ آج تک کسی بھی ملک کا قانون بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔ تمام سُنی وشیعہ مفسرین بھی آپ کے خلاف ہیں۔

سورت الحشر 6 میں مال فئی کا ذکر ہے، اور آیت 7 اگر منسوخ بھی ہے تو اس کی ناسخ آیت سورت الانفال 41 میں بیان کئے گئے مصارف اسی مال فئی پر بھی لاگو ہوں گے، تبھی آیت 6 کو منسوخ سمجھا جائے گا۔ سورت الانفال آیت 41 میں ہر قسم کے مال کو غنیمت کہتے ہوئے اس کے چھ حقدار بیان کئے گئے ہیں۔ اس طرح اہل سنت موٴقف مزید مضبوط ہو گیا ہے۔

میں آج اور کل مصروف ہوں۔ فیملی کے ساتھ گاؤں جا رہا ہوں۔ اگر آپ نے میرے اشکالات کے علمی جواب عنایت کئے تو پیر کے دن آپ سے گفتگو کروں گا۔ ان شاء اللہ۔ تب تک آپ اپنے دعوی اور دلائل پر میرے جتنے بھی اشکالات ہیں, اور جن کے جواب آپ پر قرض ہیں، اپنے دوستوں سے پوچھ کر ان کے جواب لائیں تاکہ آپ سے ان کی روشنی میں مزید گفتگو کی جا سکے۔

☜ آپ کے دعوی کے دوسرے اور تیسرے حصے پر گفتگو اس وقت کی جائے گی جب آپ فدک کے ہبہ ہونے اور نبی کی رحلت کے وقت موجود ورثاء کے متعلق کھل کر موٴقف بیان کریں گے۔

اللہ حافظ۔

شیعہ مناظر کا جھوٹا الزام

بخش حسین حیدری شیعہ: سبحان اللہ ۔ آپ کی سوچ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ پر کیا گزر رہی ہے ۔

میں نے کہا تھا کہ آپ سورہ الحشر کی آیت نمبر 6 پر گفتگو فرمائیں لیکن آپ اس کو چھوڑ کر آیت نمبر 7 پر شروع ہو گئے پھر میں نے جب آپ کو دکھایا کہ آیت نمبر 7 منسوخ ہے تو آپ جواب دینے کے بجائے برادر عزیز **میری ذات پر حملہ آور ہو گئے ہیں** آپ ہمارے مہمان ہیں لھذا آپ کو کچھ نہیں بولوں گا فیصلہ گروپ ممبران پر چھوڑتے ہیں۔

القرآن - سورة نمبر 8 الأنفال آيت نمبر 41

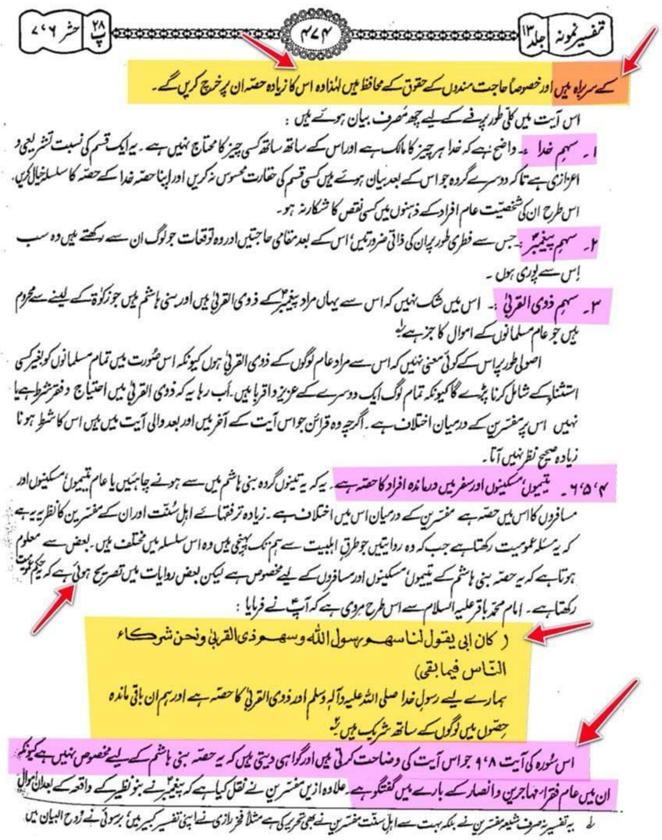
أَعـوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجيم بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوۡلِ وَلِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ اِنۡ كُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا يَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ

آپ نے سورہ انفال کی آیت نمبر 41 پیش کی جس میں خمس کا ذکر ہے لھاذا اس کو آپ فئی پر کیسے فٹ کر رہے ہیں۔ جس کا تعلق مال غنیمت سے ہے لھاذا آپ یہ بتائیں کہ آپ نے منسوخ آیت کیوں پیش کی؟

سبحان اللہ برادر عزیز رد کی بات کر رہے ہیں آپ نے جو حدیث پیش کی لھاذا میں اس کو لگا تا ہوں اصل کتاب سے حقیقت واضح ہو جائے۔

تفسیر نمونہ میں جو آپ نے مولا امام باقر علیہ السلام سے پیش کی ہے۔


تفسیر نمونہ جلد ۱۳ — ۴۷۴ — پ ۲۸ حشر ۶، ۷

کے سربراہ ہیں اور خصوصاً حاجت مندوں کے حقوق کے محافظ ہیں لہٰذا وہ اس کا زیادہ حصہ ان پر خرچ کریں گے۔

اس آیت میں کلی طور پر فے کے لیے چھ مصرف بیان ہوئے ہیں :

۱۔ سہم خدا ۔ واضح ہے کہ خدا ہر چیز کا مالک ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے ۔ یہ ایک قسم کی نسبت تشریفی و اعزازی ہے تاکہ دوسرے گروہ جو اس کے بعد بیان ہوئے ہیں کسی قسم کی حقارت محسوس نہ کریں اور اپنا حصہ خدا کے حصّہ کا سلسلہ خیال کریں، اس طرح ان کی شخصیت عام افراد کے ذہنوں میں کسی نقص کا شکار نہ ہو۔

۲۔ سہم پیغمبرؐ ۔ جس سے فطری طور پر ان کی ذاتی ضرورتیں، اس کے بعد مقامی حاجتیں اور وہ توقعات جو لوگ ان سے رکھتے ہیں وہ سب اس سے پوری ہوں ۔

۳۔ سہم ذوی القربیٰ ۔ اس میں شک نہیں کہ اس سے یہاں مراد پیغمبرؐ کے ذوی القربیٰ ہیں اور بنی ہاشم ہیں جو زکوٰۃ کے لینے سے محروم ہیں جو عام مسلمانوں کے اموال کا جز ہے[1]

اصولی طور پر اس کے کوئی معنی نہیں کہ اس سے مراد عام لوگوں کے ذوی القربیٰ ہوں کیونکہ اس صورت میں تمام مسلمانوں کو بغیر کسی استثناء کے شامل کرنا پڑے گا کیونکہ تمام لوگ ایک دوسرے کے عزیز و اقربا ہیں ۔ اب رہا یہ کہ ذوی القربیٰ میں احتیاج و فقر شرط ہے یا نہیں اس پر مفسرین کے درمیان اختلاف ہے ۔ اگرچہ وہ قرائن جو اس آیت کے آخر میں اور بعد والی آیت میں ہیں اس کا شرط ہونا زیادہ صحیح نظر نہیں آتا ۔

۴، ۵، ۶ ۔ یتیموں، مسکینوں اور سفر میں درماندہ افراد کا حصہ ہے ۔ یہ کہ یہ تینوں گروہ بنی ہاشم میں سے ہونے چاہئیں یا عام یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا اس میں حصہ ہے مفسرین کے درمیان اس میں اختلاف ہے ۔ زیادہ تر فقہائے اہل سنّت اور ان کے مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ عمومیت رکھتا ہے جب کہ وہ روایتیں جو طرق اہلبیت سے ہم تک پہنچی ہیں وہ اس سلسلہ میں مختلف ہیں ۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ بنی ہاشم کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے مخصوص ہے لیکن بعض روایات میں تصریح ہوئی ہے کہ یہ حکم عمومیت رکھتا ہے ۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس طرح مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا :

(کان ابی یقول لنا سھم رسول اللہ وسھم ذی القربیٰ ونحن شرکاء الناس فیما بقی)

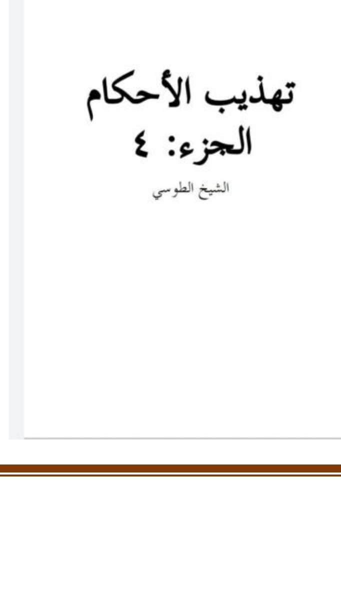
ہمارے لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ذوی القربیٰ کا حصہ ہے اور ہم ان باقی ماندہ حصوں میں لوگوں کے ساتھ شریک ہیں[2]

اس سورہ کی آیت ۸، ۹ جو اس آیت کی وضاحت کرتی ہیں اور گواہی دیتی ہیں کہ یہ حصہ بنی ہاشم کے لیے مخصوص نہیں ہے کیونکہ ان میں عام فقراء مہاجرین و انصار کے بارے میں گفتگو ہے ۔ علاوہ ازیں مفسرین نے نقل کیا ہے کہ پیغمبرؐ نے بنو نظیر کے واقعہ کے بعد ان اموال

[1] یہ تفسیر نہ صرف شیعہ مفسرین نے بلکہ بہت سے اہل سنّت مفسرین نے بھی تحریر کی ہے مثلاً فخر رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں، بروسوی نے روح البیان میں، سید قطب نے فی ظلال میں، مراغی نے اپنی تفسیر میں اور آلوسی نے روح المعانی میں۔

[2] مجمع البیان جلد ۹ ص ۲۶۱ ، وسائل الشیعہ جلد ۶ ص ۳۶۸ (حدیث ۱۲ باب ۱ ابواب انفال) ۔

تفسیر انوار النجف اور تفسیر نمونہ والی یہ تہذیب الاحکام سے لی گئی ہے سب سے پہلے سکین ملاحظہ فرمائیں۔



* (٣٧٤) * ٨ - الحسين بن سعيد عن القاسم بن محمد الجوهري عن رفاعة بن موسى عن أبان بن تغلب عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يموت ولا وارث له ولا مولى فقال: هو من أهل هذه الآية (يسألونك عن الأنفال).

* (٣٧٥) * ٩ - محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن هلال عن ابن أبي عمير عن أبان بن عثمان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن صفو المال قال: للامام يأخذ الجارية الروقة والمركب الفارة والسيف القاطع والدرع قبل أن تقسم الغنيمة فهذا صفو المال.

* (٣٧٦) * ١٠ - علي بن الحسن عن سندي بن محمد عن علا عن محمد ابن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: سمعته يقول: الفئ والأنفال ما كان من أرض لم يكن فيها هراقة الدماء وقوم صولحوا وأعطوا بأيديهم، وما كان من أرض خربة أو بطون أودية فهو كله من الفئ، فهذا لله ولرسوله صلى الله عليه وآله فما كان لله فهو لرسوله صلى الله عليه وآله يضعه حيث شاء وهو للإمام عليه السلام بعد الرسول صلى الله عليه وآله، وقوله: (وما أفاء الله على رسوله منهم فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب) قال: ألا ترى هو هذا، واما قوله: (ما أفاء الله على رسوله من أهل القرى) (١) فهذا بمنزلة المغنم كان أبي عليه السلام يقول ذلك وليس لنا فيه غير سهمين سهم الرسول وسهم القربى ثم نحن شركاء الناس فيما بقي.

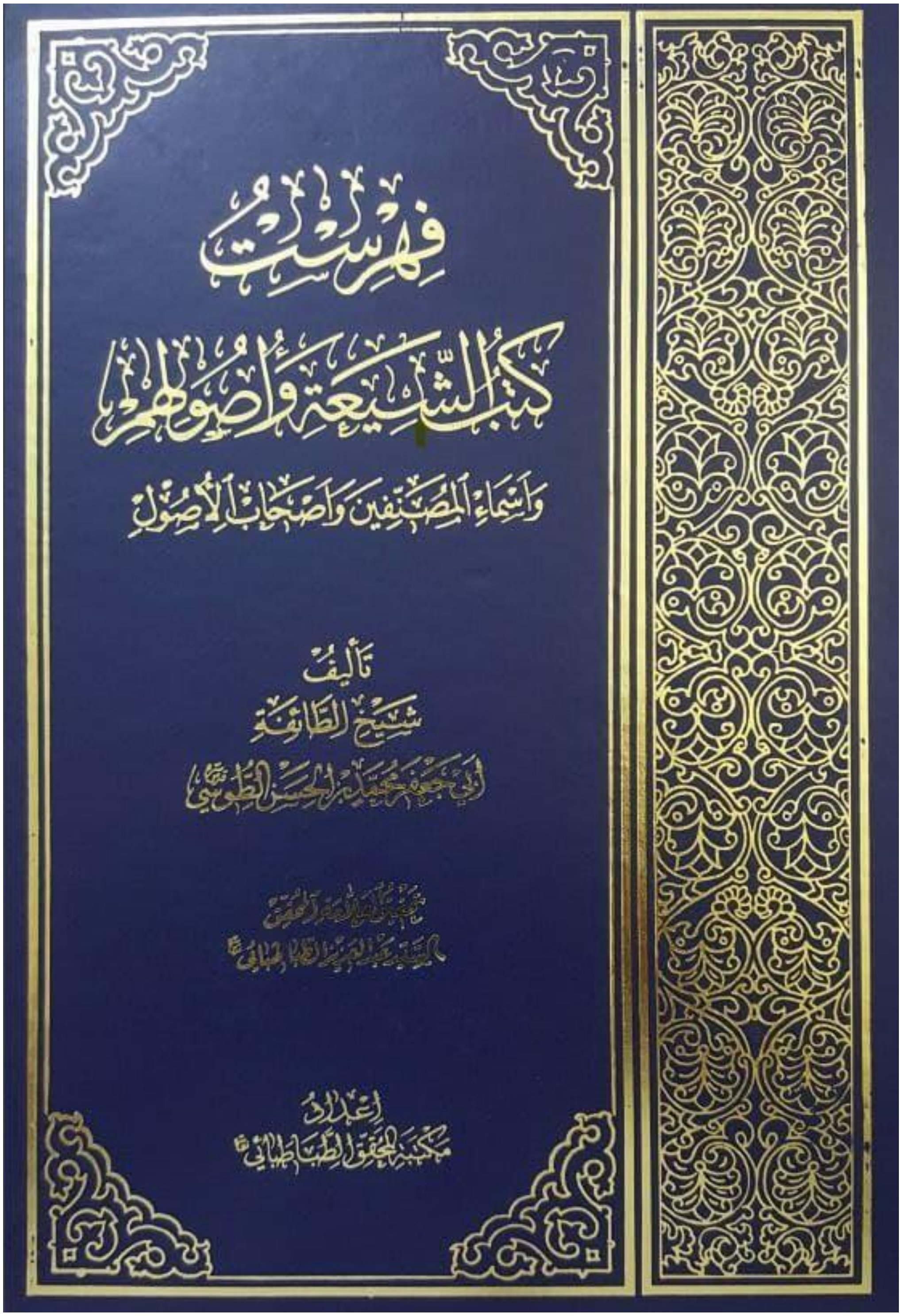
* (٣٧٧) * ١١ - سعد بن عبد الله عن أبي جعفر عن علي بن الحكم عن سيف بن عميرة عن داود بن فرقد قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: قطائع الملوك كلها للامام وليس للناس فيها شئ.

---

* (١) سورة الحشر الآية: ٨.
- ٣٧٤ - الكافي ج ١ ص ٤٢٦ الفقيه ج ٢ ص ٢٣.

(١٣٤)

ہم نے اب آپ کو اصل سکین دیا۔ اس کو دیکھیں یہ روایت ہی ضعیف ہے جس سے آپ اپنا موقف ثابت کرنا چاہتے ہیں۔
ممتاز قریشی صاحب اب دیکھیں اسکی سند علی بن حسن بن فضال سے شروع ہو رہی ہے جس سے شیخ طوسی کی ملاقات محال ہے اس میں ارسال ہے لیکن شیخ طوسی نے علی بن حسن بن فضال تک اپنا سلسلہ بیان کیا ہے ملاحظہ کیجئے۔



أصحابنا الإماميّة القائلين بالأثني عشر .

وكتبه في الفقه مستوفاة في الأخبار ، حسنة ، وقيل : أنّها ثلاثون كتاباً ، منها : كتاب الطب[١] ، كتاب فضل الكوفة ، كتاب الدلائل ، كتاب المعرفة ، كتاب المواعظ ، كتاب التفسير ، كتاب البشارات ، كتاب الجنّة والنّار ، كتاب الوضوء ، كتاب الصلاة ، كتاب الحيض ، كتاب الزكاة ، كتاب الصوم ، كتاب الرجال ، كتاب الوصايا ، كتاب الزهد ، كتاب الحجّ ، كتاب العقيقة ، كتاب الخمس ، كتاب النكاح ، كتاب الطلاق ، كتاب الجنائز ، كتاب صفات النبي ﷺ[٢] ، كتاب المثالب ، أخبار بني اسرائيل ، كتاب الأصفياء .

أخبرنا بكتبه قراءة عليه أكثرها ، والباقي إجازة ، أحمد بن عبدون ، عن علي بن محمّد بن الزبير ، سماعاً واجازةً ، عن علي بن الحسن بن فضّال .

[٣٩٣]

علي [بن الحسين]

علي بن الحسين بن موسىٰ بن بابويه رحمة الله عليه[٣] ، كان فقيهاً ، جليلاً ، ثقة[٤] .

وله كتب كثيرة ، منها : كتاب التوحيد ، كتاب الوضوء ، كتاب الصلاة ، كتاب الجنائز ، كتاب الإمامة والبصيرة من الحيرة ، كتاب الإملاء[٥] ، كتاب النطق ، كتاب الإخوان ، كتاب النساء والولدان ، كتاب الشرائع ، كتاب الرسالة

---

(١) «ر» : المرقة .
(٢) «ر» : عليه السلام .
(٣) «ك» : رحمه الله .
(٤) ليس في «د» .
(٥) «د . م . ف» : الإيلاء .

ممتاز قریشی صاحب یہ لیں فہرست الطوسی اس کے بعد آتا ہوں راوی کی طرف

علی بن محمد بن الزبیر یہ راوی مجہول ہے اب اس کا سکین پیش کرتا ہوں آپ کے لیے نہیں بلکہ تمام پڑھنے والوں کے لیے ☟

معجم رجال الحديث

وتفصيل طبقات الرواة

لمرجع المسلمين زعيم الحوزة العلمية
السيد أبو القاسم الموسوي الخوئي
دام ظله العالي

الجزء الثاني عشر

وانه رآه بالكوفة وكان في هذا الوقت غلواً فلم يسمع منه شيئاً.

بل الصحيح ان كلمة غلواً بالغين المعجمة والضمير في قوله وكان غلواً يرجع الى احمد بن عبد الواحد ومعناه ان لقاء احمد بن عبد الواحد، علي بن محمد بن الزبير كان في عنفوان شبابه، وقد اوضحنا ذلك في ترجمة احمد بن عبد الواحد.

ثم انه على تقدير تسليم ان الكلمة بالعين المهملة والواو المشدّدة (علواً) وان الضمير في قوله وكان غلواً في الوقت يرجع الى علي بن محمد ابن الزبير لم تكن في العبارة دلالة الا على ان علي بن محمد بن الزبير كان في الوقت رجلاً شاخصاً، ومن المعاريف، واما وثاقته فلا تستفاد من العبارة بوجه، وما حكي عن السيد الداماد من تفسير العبارة لم تقم عليه قرينة.

والمتحصل ان علي بن محمد بن الزبير، لم تثبت وثاقته.

٨٤١٨ ـ علي بن محمد بن زهرة :

قال الشيخ الحر في تذكرة المتبحرين (٦٠٥): السيد علاء الدين ابو الحسن علي بن محمد بن زهرة الحسيني الحلبي فاضل، فقيه، جليل القدر يروي عن الشيخ طمآن بن أحمد العاملي.

٨٤١٩ ـ علي بن محمد بن زياد :

روى عن جعفر بن محمد بن عبيد الله وروى عنه محمد بن عمرو. التهذيب: الجزء ٣، باب الدعاء في الزيادة تمام المائة ركعة، الحديث ٢٣٦.

كذا في الطبعة القديمة على نسخة الموافق للوافي الا في ان نسخة منها علي بن محمد عن زياد والظاهر صحة هذه الطبعة بقرينة رواية التي بعد هذه الرواية.

٨٤٢٠ ـ علي بن محمد بن زياد الصيمري :

عدّه الشيخ في رجاله (تارة) من اصحاب الهادي عليه السلام

١٤١

یہ لیں آپ کی پیش کی گئی روایت کا مکمل پوسٹ مارٹم ہو گیا۔ اب آتا ہوں اصل مقصد کی طرف آپ نے سورہ الحشر کی آیت نمبر 7 منسوخ کیوں پیش کی ؟اس کا جواب آپ پر قرض ہے۔ ابھی تک جواب نہیں دیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے سورہ انفال کی آیت نمبر 41 پیش کی جس میں خمس کا ذکر موجود ہے اور یہ ایت مال غنیمت سے ہے اس کو آپ مال فئی میں کیسے لے رہے جس کا جواب آپ نے نہیں دیا وہ آپ کو دینا ہو گا۔

شیعہ مناظر کے تین سوال اور اعتراضات

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ کو سورہ انفال کی ایت نمبر 41 مال فئی پر ثابت کرنا ہو گئی لھاذا آپ کی قیاس آرائیاں تسلیم نہیں کی جائیں گی۔ کمی علمی مت دکھائیں ممتاز بھائی آپ ثابت کریں کہ سورہ انفال کی آیت نمبر 41 مال فئی پر ہے ۔ جب کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس میں خمس کا ذکر موجود ہے اور یہ آیت مال غنیمت پر ہے۔

آپ خیریت سے جائیں ۔ اب آپ نے ذاتیات پر حملے کرنا شروع کر دیے ہیں ہم بھی گاؤں میں موجود تھے یہاں لائٹ کی بہت پرابلم ہے لائٹ چلی جائے تو موبائل فون پر سروس نہیں چلتی، جواب کیسے دیں گے لھاذا ذات پر حملہ کرنا چھوڑیں اور موضوع پر گفتگو فرمائیں۔ اب آپ اپنے ہر تیر چلا چکے ہیں ہم آپ کو جواب دے رہے اور قرض آپ پر ہے نہ کہ مجھ پر۔

1: آپ نے سورہ الحشر کی آیت نمبر 7 جو منسوخ تھی وہ پیش کی ہم نے ثابت کر دیا اب آپ نے بتانا ہے منسوخ آیت کیوں پیش کی ؟

2: آپ نے اس کی نے ناسخ آیت سورہ انفال آیت نمبر 41 پیش کی ہم نے عرض کیا اس میں خمس کا ذکر ہے۔ لھاذا آپ کو ثابت کرنا ہے کہ یہ مال فئی پر ہے نہ کہ مال غنیمت پر۔ ہمارا دعویٰ ہے مال غنیمت پر ہے

3: آپ نے تفسیر نمونہ اور تفسیر انوار النجف سے سکین پیش کیا جس کا میں نے اصل متن پیش کیا اور وہ روایت ہی جھوٹی ہے اب آپ نے جھوٹی اور غلط روایت کیوں پیش کی۔

معزز دوستان دیکھیں ممتاز قریشی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم پر ان کے سوال قرض ہیں، جب کہ ممتاز قریشی صاحب خود سوالات کے جوابات نہیں دے پا رہے۔

جعفر صادق: الحمدللہ۔۔۔ مجھے آج تک شیعہ سے گفتگو کرتے وقت کبھی کوئی خاص پریشانی نہیں ہوئی۔ **کسی ایک آیت یا ایک حدیث یا ایک روایت سے نتیجہ نکالنا اہل علم کا کام نہیں ہے۔**

ممبرز سمجھ سکتے ہیں کہ آخر کیوں آپ بضد ہیں کہ سورت الحشر آیت 6 ہی پر بات کی جائے۔ میں نے کب اور کہاں آپ کی توہین کر دی ہے جس کا فیصلہ گروپ ممبران کریں۔

اسکرین شاٹ رکھیں تا کہ مجھے بھی علم ہو کہ ایسے کونسے الفاظ میں نے لکھ دئے جن سے عالم پناہ کی عزت مجروح ہوئی ہے۔

واعلموا : سورة الانفال : آیت 41

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَ لِلرَّسُوۡلِ وَ لِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰہِ وَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو۔ اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا، اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا جو دن حق اور باطل کی جدائی کا تھا۔ جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

☜ سورت الانفال آیت 41 میں نے نہیں بلکہ آپ نے پیش کی ہے۔ میں تو اسے بھی تسلیم کرتے ہوئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ **سورت الحشر آیت 7 میں مال فئی کے جو چھ حصیدار بیان کئے گئے ہیں، وہی چھ حصیدار من وعن *سورت الانفال آیت 41* میں بھی بیان کئے گئے ہیں۔**

سورت الحشر آیت 7 ☜ مال فئی ☜ چھ حصیدار

سورت الانفال آیت 41 ☜ تمام قسم کا مال غنیمت ☜ چھ حصیدار

*مال فئی کے بارے میں جو حکم سورت الحشر آیت 7 میں دیا گیا تھا، اسے منسوخ کرتے ہوئے نیا حکم سورت الانفال آیت 41 میں بیان ہوا ہے۔ اس میں بھی چھ حصیدار تبدیل نہیں ہوئے بلکہ وہی حکم برقرار رکھا گیا ہے۔ *اس آیت کے مطابق جیسی غنیمت بھی مسلمانوں کو نصیب ہو اس کا پانچواں حصہ خدا، رسول، ذی القربیٰ (ائمہ اہل بیت) اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔

* اب آپ فدک کی حیثیت کا تعین کریں کہ نبی کی ذاتی ملکیت کیسے تسلیم کی جائے؟ * ایسی ملکیت جو بحیثیت حکمران نبی کریم کو حاصل ہوئی ہو، تمام سُنی و شیعہ مفسرین بھی بیان کر رہے ہیں کہ * بعد از نبی قائم مقام * اس کا حقدار ہو گا جو نبی کی طرح اس کی آمدنی کو تقسیم کرنے کا پابند ہو گا تو آپ ابھی تک بضد کیوں ہیں کہ * یہ ملکیت نبی کی ذاتی ملکیت ہے اور بعد از نبی حقیقی چچا اور 9 ازواج مطہرات کی موجودگی کے باوجود صرف سیدہ فاطمہ کا ہی حق ہے؟ کیا یہ قرآن و سنت کے صریح خلاف نہیں ہے؟ *

یقین کریں، مجھے واقعی علم نہیں تھا کہ سورت الحشر آیت 6 منسوخ شدہ ہے۔ بیشک آپ نے * سورت الانفال آیت 41 * اس کی ناسخ آیت ثابت کر دی ہے لیکن جو مؤقف اہل سنت کا ہے اس کی تائید سورت الانفال آیت 41 سے بھی واضح ہے۔ آپ کو * شیعہ مؤقف اور اپنے دعوی کا پہلا حصہ ثابت کرنا ہے۔ * مجھ سمیت تمام ممبرز کو سمجھائیں کہ **سورت الانفال آیت 41 میں ہر قسم کی غنیمت کے چھ حصیدار بیان کئے گئے ہیں تو مال فئی اس میں کس دلیل سے شامل نہیں ہے؟ * جبکہ سورت الحشر آیت 7 کی ناسخ آیت بھی یہی آیت ہے۔**

اگر آپ تھوڑی دقّت کر کے میرے گذشتہ جوابات پر غور و فکر کرنے کی زحمت گوارا کرتے تو یہ سارے اسکینز بھیج کر مزید شرمندگی سے بچ سکتے تھے۔ مجھے تو اب یقین ہوتا جارہاہے کہ آپ خود تحقیق نہیں کررہے بلکہ پیچھے کوئی اور آپ کی بظاہر مدد لیکن درحقیقت آپ کو شرمسار کرتا آرہاہے۔

میں نے **تفسیر نمونہ** کا اسکین آپ کے استدلال کے رد میں پیش کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا تھا کہ شیعہ مفسرین بھی آپ سے متفق نہیں ہیں۔ آپ کو اس نکتے کا رد کرنا چاہیئے تھا۔ آپ نے براہ راست امام باقر کی روایت پر ہی اعتراض وارد کردیاہے حالانکہ میں نے اس روایت کو بطور دلیل پیش ہی نہیں کیا تھا۔

آپ نے **تھذیب الاحکام، فہرست کتب الشیعہ و اصولھم اور معجم الرجال الحدیث** کے اسکینز رکھ کر خود کو مزید پھنسادیا ہے۔

پہلی بات تھذیب الاحکام میں امام باقر کا یہ قول ضعیف ہرگز نہیں ہے۔ دوسری بات آپ (یا آپ کا مددگار دوست) غلط بیانی کے ساتھ ساتھ خیانت کے بھی مرتکب ہوئے ہیں۔ مکمل حقیقت آگے پیش کررہاہوں۔

باب العين / علي ٢٧٣

أصحابنا الإماميّة القائلين بالأثني عشر.

وكتبه في الفقه مستوفاة في الأخبار، حسنة، وقيل: أنّها ثلاثون كتاباً، منها: كتاب الطب[١]، كتاب فضل الكوفة، كتاب الدلائل، كتاب المعرفة، كتاب المواعظ، كتاب التفسير، كتاب البشارات، كتاب الجنّة والنّار، كتاب الوضوء، كتاب الصلاة، كتاب الحيض، كتاب الزكاة، كتاب الصوم، كتاب الرجال، كتاب الوصايا، كتاب الزهد، كتاب الحجّ، كتاب العقيقة، كتاب الخمس، كتاب النكاح، كتاب الطلاق، كتاب الجنائز، كتاب صفات النبي ﷺ[٢]، كتاب المثالب، أخبار بني اسرائيل، كتاب الأصفياء.

أخبرنا بكتبه قراءة عليه أكثرها، والباقي إجازة، أحمد بن عبدون، عن علي بن محمّد بن الزبير، سماعاً وإجازةً، عن علي بن الحسن بن فضّال.

[٣٩٣]

علي [بن الحسين]

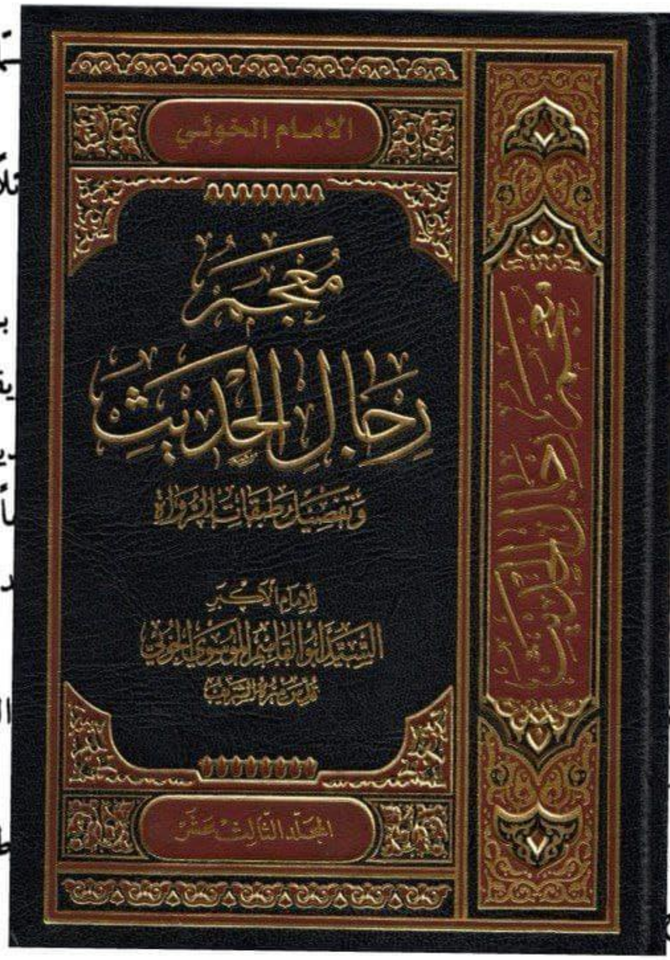
علي بن الحسين بن موسىٰ بن بابويه رحمة الله عليه[٣]، كان فقيهاً، جليلاً، ثقة[٤].

وله كتب كثيرة، منها: كتاب التوحيد، كتاب الوضوء، كتاب الصلاة، كتاب الجنائز، كتاب الإمامة والبصيرة من الحيرة، كتاب الإملاء[٥]، كتاب النطق، كتاب الإخوان، كتاب النساء والولدان، كتاب الشرائع، كتاب الرسالة

(١) «ر»: المرقة.
(٢) «ر»: عليه السلام.
(٣) «ك»: رحمه الله.
(٤) ليس في «د».
(٥) «د. م. ف»: الإيلاء.

راوی علی بن محمد بن زبیر
شیعہ کے ہاں ایک ہی نام سے دو راوی اور شیعہ مناظر کی خیانت یا غلطی

راوی ***علی بن محمد بن زبیر*** نام کے دو راوی شیعہ اسماء الرجال میں مذکور ہیں۔ ***فہرست کتب الشیعہ و اصولھم*** میں صرف ***علی بن محمد بن زبیر*** کا ذکر ہے۔ ایک اور راوی ***علی بن محمد بن زبیر قرشی*** بھی شیعہ اسماء الرجال میں مذکور ہے۔ آپ نے پہلے راوی کو ضعیف کرنے کے لئے صریح خیانت (یا حسن ظن رکھتے ہوئے انسانی لغزش) سے دوسرے راوی ***علی بن محمد بن زبیر قرشی*** کی جرح پیش کی ہے۔ میرے پاس معجم الرجال الحدیث کا دوسرا جدید ایڈیشن ہے، پہلے اس سے اسکین پیش کررہاہوں۔



له كتاب ال ... ـمّام، عن علي
ابن رباح» ...
وعدّه ... ـلًا: «علي بن
محمد بن ر ...
وقال ... بن قيس بن
سالم، مولى ... يقال: القلّاء،
روى عمر ... ـيث عمر بن
رباح القلّا ... ـاً في المذهب،
صحيح الر ... دلائل، كتاب
الغيبة، كتا ...
أخبر ... الله بن أحمد
الأنباري، ...
أقول ... طريق الشيخ
إليه صحيح ...

٨٤٣٠ ـ علي بن محمد بن الزبير:

وقع بهذا العنوان في إسناد كثير من الروايات تبلغ سبعة وستين مورداً.

فقد روى عن أحمد بن عمر بن كيسبة أبي الملك، وعلي بن الحسن، وعلي ابن الحسن بن فضّال.

وروى عنه في جميع ذلك أحمد بن عبدون.

ثم روى الشيخ بسنده، عن أحمد بن عبدون، عن علي بن محمد بن الزبير، عن علي بن الحسين. التهذيب: الجزء ١، باب حكم الحيض والاستحاضة، الحديث ٥١٤.

كذا في الطبعة القديمة أيضاً، ولكن في النسخة المخطوطة: علي بن الحسن، بدل علي بن الحسين، وهو الصحيح بقرينة سائر الروايات.

وروى بعنوان علي بن محمد بن الزبير أبي الحسن، عن أحمد بن الحسين ابن عبد الملك، وروى عنه أحمد بن عبدون. التهذيب: الجزء ١، باب حكم الحيض والاستحاضة، الحديث ٤٨٢.

وروى عن الحسين بن عبد الملك الأودي، وروى عنه أحمد بن عبدون، باب الأحداث الموجبة للطهارة، الحديث ٨٠ من الجزء المتقدّم.

كذا في الطبعة القديمة أيضاً، ولكن الصحيح أحمد بن الحسين بن عبد الملك الأودي بقرينة سائر الروايات، كما يظهر ذلك من مشيخة التهذيب والفهرست في طريقه إلى الحسن بن محبوب.

وروى عن علي بن الحسن بن فضّال، وروى عنه أحمد بن عبدون. التهذيب: الجزء ١، باب تلقين المحتضرين، الحديث ٩٣٤.

وروى عنه أحمد بن عبدون أبو عبد اللّه. الاستبصار: الجزء ٢، باب ما تجب فيه الزكاة، الحديث ١ و٢ و٣ و٤، وباب وجوب الخمس، الحديث ١٧٩، وباب صوم يوم عرفة، الحديث ٤٣٢.

وروى بعنوان علي بن محمد بن الزبير القرشي، عن أحمد بن الحسين بن عبد الملك الأزدي، وروى عنه أحمد بن عبدون. مشيخة التهذيب: في طريقه إلى الحسن بن محبوب.

وروى عن علي بن الحسن بن فضّال، وروى عنه أحمد بن عبدون. التهذيب: الجزء ١، باب تلقين المحتضرين، الحديث ٩٠٩.

وروى بعنوان علي بن محمد بن الزبير القرشي أبي الحسن، عن علي بن الحسن بن فضّال، وروى عنه أحمد بن عبدون. الاستبصار: الجزء ٣، باب أنه يجوز أن يحلّ جاريته لأخيه المؤمن، الحديث ٤٨٥ و٤٨٦ و٤٨٧ و٤٨٨.

أقول: هو متحد مع ما بعده.

٨٤٣١ ـ علي بن محمد بن الزبير القرشي:

الكوفي: روى عن علي بن الحسن بن فضّال جميع كتبه، وروى أكثر الأصول، روى عنه التلّعكبري، وأخبرنا عنه أحمد بن عبدون، ومات ببغداد سنة (٣٤٨) وقد ناهز مائة سنة، ودفن في مشهد أمير المؤمنين عليه السلام. رجال الشيخ فيمن لم يرو عنهم عليهم السلام (٢٢).

أقول: مرّ عن النجاشي أيضاً ذكر تاريخ وفاته بسنة (٣٤٨) في ترجمة أبان ابن تغلب، كما مرّ عنه في ترجمة أحمد بن عبد الواحد، المعروف بابن عبدون،

بل الصحيح أنّ كلمة غلواً بالغين المعجمة، والضمير في قوله: وكان غلواً يرجع إلى أحمد بن عبد الواحد، معناه أنّ لقاء أحمد بن عبد الواحد، علي بن محمد بن الزبير كان في عنفوان شبابه، وقد أوضحنا ذلك في ترجمة أحمد بن عبد الواحد.

ثم،إنه على تقدير تسليم أن الكلمة بالعين المهملة والواو المشددة (علوّاً)، وأنّ الضمير في قوله: وكان علوّاً في الوقت، يرجع إلى علي بن محمد بن الزبير، لم تكن في العبارة دلالة إلاّ على أنّ علي بن محمد بن الزبير كان في الوقت رجلاً شاخصاً، ومن المعاريف، وأمّا وثاقته فلا تستفاد من العبارة بوجه، وما حكي عن السيّد الداماد من تفسير العبارة لم تقم عليه قرينة.

والمتحصّل أنّ علي بن محمد بن الزبير، لم تثبت وثاقته.

ويدفعه أنّ معنى هذه الجملة ليس كما ذكر، فقد ذكر النجاشي هذه الجملة في إسحاق بن الحسن بن بكران مع طعنه فيه بأنه ضعيف في مذهبه، وأنه رآه بالكوفة وكان في هذا الوقت غلواً فلم يسمع منه شيئاً.

اس کے باوجود میں نے آپ والے اسکین کی کتاب نیٹ سے تلاش کر کے دوبارہ کنفرم کیا ہے۔ اگرچہ پیجز مختلف ہیں۔ لیکن آپ کی جرح *علی بن محمد بن زبیر قرشی* کے ذیل میں موجود ہے جبکہ *علی بن محمد بن زبیر* کے متعلق علامہ خوئی نے *هو متحد مع ما بعده* کے الفاظ بیان کئے ہیں۔

میرے علم کے مطابق یہ الفاظ راوی کی مدح کے لئے ہیں کیونکہ علامہ خوئی نے کئی دوسرے ثقہ راویوں کے متعلق بھی یہی الفاظ بیان کئے ہیں۔ (اس کی وضاحت کے لئے پیج نمبر۔140۔ ملاحظہ فرمائیں۔)



معجم رجال الحديث وتفصيل طبقات الرواة

للمرجع المسلمين زعيم الحوزة العلمية

السيد أبوالقاسم الموسوي الخوئي

الجزء الثاني عشر

٨٤١٥- علي بن محمد بن رباح النحوي :

قال الشيخ (٤١٦): علي بن محمد بن رباح النحوي: يكنى: أبا القاسم، له كتاب النوادر. اخبرنا به جماعة عن التلعكبري، عن علي بن همام، عن علي بن رباح.

وعدّه في رجاله فيمن لم يرو عنهم عليهم السلام (٥٩) قائلا : علي ابن محمد بن رباح النحوي، روى عنه ابن همام.

وقال النجاشي: علي بن محمد بن علي بن عمر بن رباح بن قيس ابن سالم، مولى عمر بن سعد بن ابي وقاص، أبو الحسن السواق، ويقال القلاء، وقيل في كنيته: أبو القاسم، كان ثقة في الحديث، واقفاً في المذهب، صحيح الرواية، ثبت، معتمد على ما يرويه، وله كتب، منها كتاب الدلائل، كتاب الغيبة، كتاب ما روي في أبي الخطاب محمد بن ابي زينب.

أخبرنا احمد بن عبد الواحد، وغيره عن (عبيد الله) عبد الله بن احمد الانباري، عنه، بكتبه.

اقول : اتحاد من ترجمه النجاشي مع من ترجمه الشيخ، ظاهر. وطريق الشيخ اليه صحيح.

٨٤١٦ - علي بن محمد بن الزبير :

وقع بهذا العنوان في اسناد كثير من الروايات تبلغ سبعة وستين مورداً

فقد روى عن احمد بن عمر بن كيسبه ابي الملك وعلي بن الحسن وعلي بن الحسن بن فضّال.

وروى عنه في جميع ذلك احمد بن عبدون.

ثم روى الشيخ بسنده عن احمد بن عبدون عن علي بن محمد بن

١٣٨

الزبير عن علي بن الحسين. التهذيب: الجزء ١، باب حكم الحيض والاستحاضة الحديث ٥١٤.

كذا في الطبعة القديمة ايضاً ولكن في النسخة المخطوطة علي بن الحسن بدل علي بن الحسين وهو الصحيح بقرينة سائر الروايات.

وروى بعنوان علي بن محمد بن الزبير ابي الحسن عن احمد بن الحسين بن عبد الملك وروى عنه احمد بن عبدون. التهذيب: الجزء ١، باب حكم الحيض والاستحاضة، الحديث ٤٨٢.

وروى عن الحسين بن عبد الملك الاودي وروى عنه احمد بن عبدون باب الاحداث الموجبة للطهارة، الحديث ٨٠، من الجزء المتقدم.

كذا في الطبعة القديمة أيضاً ولكن الصحيح احمد بن الحسين بن عبد الملك الاودي بقرينة سائر الروايات كما يظهر ذلك من مشيخة التهذيب والفهرست في طريقه الى الحسن بن محبوب.

وروى عن علي بن الحسن بن فضّال وروى عنه احمد بن عبدون. التهذيب: الجزء ١، باب تلقين المحتضرين، الحديث ٩٣٤.

وروى عنه احمد بن عبدون أبو عبد الله. الاستبصار : الجزء ٢، باب ما تجب فيه الزكاة، الحديث ١ و٢ و٣ و٤ وباب وجوب الخمس، الحديث ١٧٩، وباب صوم يوم عرفة، الحديث ٤٣٢.

وروى بعنوان علي بن محمد بن الزبير القرشي عن احمد بن الحسين ابن عبد الملك الازدي وروى عنه احمد بن عبدون. مشيخة التهذيب: في طريقها لى الحسن بن محبوب.

وروى عن علي بن الحسن بن فضّال وروى عنه احمد بن عبدون. التهذيب: الجزء ١، باب تلقين المحتضرين، الحديث ٩٠٩.

وروى بعنوان علي بن محمد بن الزبير القرشي أبي الحسن عن علي

١٣٩

ابن الحسن بن فضّال وروى عنه احمد بن عبدون. الاستبصار : الجزء ٣، باب انه يجوز ان يحل جاريته لأخيه المؤمن. الحديث ٤٨٥ و٤٨٦، ٤٨٧ و٤٨٨

أقول : هو متحد مع ما بعده.

٨٤١٧- علي بن محمد بن الزبير القرشي :

الكوفي: روى عن علي بن الحسن بن فضّال جميع كتبه، وروى أكثر الاصول، روى عنه التلعكبري، وأخبرنا عنه احمد بن عبدون، ومات ببغداد سنة (٣٤٨) وقد ناهز مائة سنة، ودفن في مشهد أمير المؤمنين عليه السلام، رجال الشيخ فيمن لم يرو عنهم عليهم السلام (٢٢).

أقول : مرّ عن النجاشي ايضاً ذكر تاريخ وفاته بسنة (٣٤٨) في ترجمة أبان بن تغلب كما مر عنه في ترجمة احمد بن عبد الواحد، المعروف بابن عبدون، تكنيته بأبي الحسن، حيث قال : وكان لقي أبا الحسن علي بن محمد القرشي، المعروف بابن الزبير وكان علواً في الوقت (انتهى).

بقي الكلام في وثاقة الرجل وعدمها، قد يقال: انه ثقة، ويستدل على ذلك بوجهين : الاول انه من مشايخ الاجازة، وقد روى الشيخ عنه أكثر الاصول بواسطة احمد بن عبدون.

ويرده أنه لم يقم دليل على وثاقة كل من يكون شيخ اجازة، اذ لا فرق بين أن يروي أحد عن آخر رواية او روايتين وبين أن يروي عنه أصلا من الاصول او كتاباً من الكتب.

الثاني : ان قول النجاشي وكان علواً في الوقت يدل على وثاقته فعن السيد الداماد أن معنى هذه الجملة انه كان في غاية الفضل والعلم والثقة والجلالة في وقته واوانه.

ويدفعه أن معنى هذه الجملة ليس كما ذكر، فقد ذكر النجاشي هذه الجملة في اسحاق بن الحسن بن بكران مع طعنه فيه بانه ضعيف في مذهبه

١٤٠

وانه رآه بالكوفة وكان في هذا الوقت غلواً فلم يسمع منه شيئا.

بل الصحيح ان كلمة غلواً بالغين المعجمة والضمير في قوله وكان غلواً يرجع الى احمد بن عبد الواحد ومعناه ان لقاء احمد بن عبد الواحد، علي بن محمد بن الزبير كان في عنفوان شبابه، وقد اوضحنا ذلك في ترجمة احمد بن عبد الواحد.

ثم انه على تقدير تسليم ان الكلمة بالعين المهملة والواو المشدّدة (علواً) وان الضمير في قوله وكان غلواً في الوقت يرجع الى علي بن محمد ابن الزبير لم تكن في العبارة دلالة الا على ان علي بن محمد بن الزبير كان في الوقت رجلاً شاخصاً، ومن المعاريف، واما وثاقته فلا تستفاد من العبارة بوجه، وما حكي عن السيد الداماد من تفسير العبارة لم تقم عليه قرينة.

والمتحصل ان علي بن محمد بن الزبير، لم تثبت وثاقته

٨٤١٨ - علي بن محمد بن زهرة :

قال الشيخ الحر في تذكرة المتبحرين (٦٠٥): السيد علاء الدين ابو الحسن علي بن محمد بن زهرة الحسيني الحلبي فاضل، فقيه، جليل القدر يروي عن الشيخ طمآن بن أحمد العاملي.

٨٤١٩ - علي بن محمد بن زياد :

روى عن جعفر بن محمد بن عبيد الله وروى عنه محمد بن عمرو. التهذيب: الجزء ٣، باب الدعاء في الزيادة تمام المائة ركعة، الحديث ٢٣٦.

كذا في الطبعة القديمة على نسخة الموافق للوافي الا في ان نسخة منها علي بن محمد عن زياد والظاهر صحة هذه الطبعة بقرينة رواية التي بعد هذه الرواية.

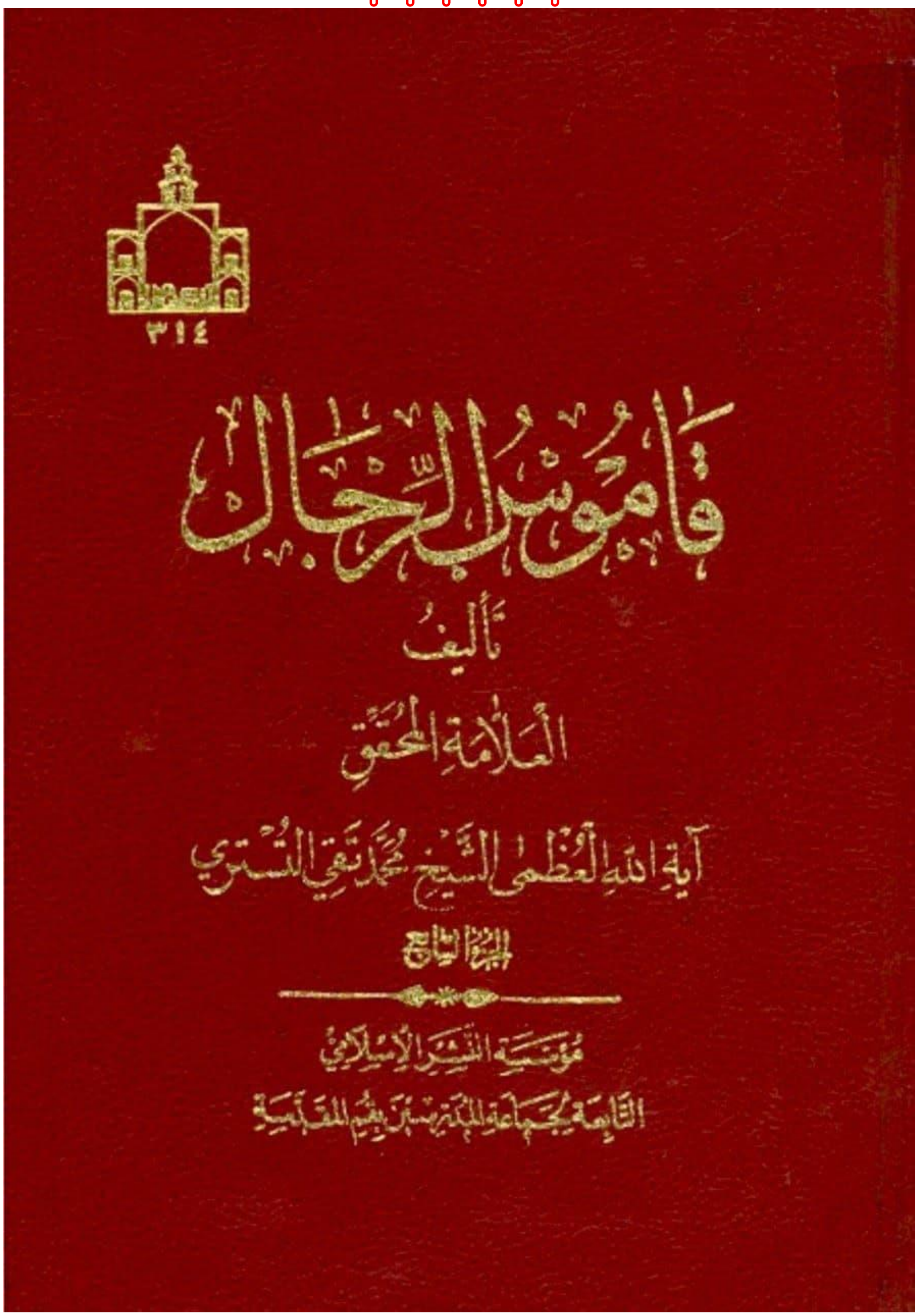
٨٤٢٠ - علي بن محمد بن زياد الصيمري :

عدّه الشيخ في رجاله (تارة) من اصحاب الهادي عليه السلام

١٤١

آپ اس کتاب کے 138,139 اور 140 دیکھ لیجئے گا۔ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

علی بن محمد بن زبیر مجہول راوی ہر گز نہیں ہے۔ اس نام کے دو راوی ہیں۔ دو سرا* قرشی * ہے۔ دونوں کے احوال شیعہ اسماء الرجال میں موجود ہیں اور دونوں ہی راویوں سے مختلف روایات شیعہ معتبر کتب میں شامل کی گئی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ قاموس الرجال میں * علی بن محمد بن زبیر قرشی * یعنی دوسرے راوی کی بھی توثیق بیان کی گئی ہے۔



فيها «محمَّد بن همّام» بـ«محمَّد بن تمام» في بعض النسخ.

[٥٢٨٩]
عليّ بن محمَّد بن الزبير
القرشي، الكوفي

قال: عدّه الشيخ في رجاله في من لم يرو عن الأئمّة ـعليهم السَّلام ـ قائلاً: روى عن عليّ بن الحسن بن فضّال جميع كتبه، وروى أكثر الأُصول وروى عنه التلعكبري، أخبرنا عنه أحمد بن عبدون، ومات ببغداد سنة ثمان وأربعين وثلا ثمائة وقد ناهز مائة سنة، ودفن في مشهد أمير المؤمنين ـعليه السَّلام ـ.

أقول: وعنونه الخطيب وقال: مولده سنة ٢٥٤، توفّي ببغداد وحمل إلى الكوفة؛ روى عن ابن عمر قال: أمرنا النبيّ ـصلّى الله عليه وآله وسلّم ـ بأطراف المدينة أنْ نقتل الكلاب، ولقد رأيتنا نقتل الكلاب بالمدية في أعلى المدينة [١].

ثمّ كونه قرشيّاً لكونه من أسد بن عبدالعزى رهط خديجة [سلام الله عليها] كما صرّح به الشيخ في الفهرست في بكّار بن أحمد.

قال المصنّف: قال الداماد: قول النجاشي في أحمد بن عبدالواحد المعروف بابن عبدون: «وكان قد لقي أبا الحسن عليّ بن محمَّد القرشي المعروف بابن الزبير، وكان علوّاً في الوقت» معناه: أنّه كان في غاية الفضل والعلم والثقة والجلالة في وقته وأوانه.

قلت: بل معناه: أنّ سنده كان سنداً عالياً، حيث روى عن عليّ بن فضّال الّذي شيخ العيّاشي الّذي شيخ الكشّي، وكيف يكون معناه ما قال! مع أنّه قال في «إسحاق بن الحسن بن بكران» الّذي طعن فيه بضعف

(١) تاريخ بغداد: ٨١/١٢.

اہل تشیع کی صحیح روایت امام باقر کے قول کی تصدیق کہ مال فئی بعد از نبی قائم مقام کا اور اس میں بنی ہاشم کے ساتھ دوسرے حقدار بھی شریک ہیں۔ یعنی نبی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ (شیعہ معتبر کتاب تھذیب الاحکام فی شرح المقنعۃ شیخ مفید سے توثیق)

* گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور دو*

آپ نے گروپ ممبرز کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی بھونڈی کوشش کی اور ایک معتبر شیعہ روایت کو ضعیف قرار دے دیا، آج میں عوام کے سامنے اصل حقیقت پیش کر رہا ہوں، جس سے آپ کے اعتراض کی بنیادیں ہی اکھڑ جائیں گی۔ ان شاء اللہ

في الأنفال — ج ٤

[٣٧١] ٥ ـ علي بن الحسن بن فضّال ، عن محمد بن علي ، عن أبي جميلة ، قال : وحدثني محمد بن الحسن ، عن أبيه ، عن أبي جميلة ، عن محمد بن علي الحلبي ، عن أبي عبد الله (ع) قال : سألته عن الأنفال ؟ فقال : ما كان من الأرضين باد أهلها ، وفي غير ذلك الأنفال هو لنا ، وقال : سورة الأنفال فيها جدع الأنف ، وقال : ﴿ **ما أفاء الله على رسوله منهم فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب ولكن الله يسلّط رسله على من يشاء** ﴾[1] ، وقال : الفيء ما كان من أموال لم يكن فيها هراقة دم أو قتل ، والأنفال مثل ذلك هو بمنزلته .

[٣٧٢] ٦ ـ سعد بن عبد الله ، عن أبي جعفر ، عن محمد بن خالد البرقي ، عن إسماعيل بن سهل ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز بن عبد الله ، عن محمد بن مسلم قال : سمعت أبا عبد الله (ع) يقول ـ وسئل عن الأنفال ـ فقال : كل قرية يهلك أهلها أو يجلون عنها فهي نفل لله عزّ وجلّ ، نصفها يقسم بين الناس ، ونصفها لرسول الله (ص) ، فما كان لرسول الله (ص) فهو للإمام .

[٣٧٣] ٧ ـ وعنه ، عن أبي جعفر ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة بن مهران قال : سألته عن الأنفال ؟ فقال : كل أرض خربة ، أو شيء كان للملوك ، فهو خالص للإمام ليس للناس فيها سهم ، وقال : ومنها البحرين لم يوجف عليها بخيل ولا ركاب .

[٣٧٤] ٨ ـ الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد الجوهري ، عن رفاعة بن موسى ، عن أبان بن تغلب ، عن أبي عبد الله (ع) ، في الرجل يموت ولا وارث له ولا مولى ، فقال : هو من أهل هذه الآية : ﴿ **يسألونك عن الأنفال** ﴾[2] .

[٣٧٥] ٩ ـ محمد بن علي بن محبوب ، عن أحمد بن هلال ، عن ابن أبي عمير ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله (ع) قال : سألته عن صفو المال ؟ قال : للإمام ، يأخذ الجارية الروقة[3] ، والمركب الفاره ، والسيف القاطع ، والدرع ، قبل أن تقسم الغنيمة فهذا صفو المال .

[٣٧٦] ١٠ ـ علي بن الحسن ، عن سندي بن محمد ، عن علا ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر (ع) قال : سمعته يقول : الفيء والأنفال ما كان من أرض لم يكن فيها

(١) الحشر/٧ .
(٢) أصول الكافي ١ ، كتاب الحجّة ، باب الفيء والأنفال و . . . ، ح ١٨ ، الفقيه ٢ ، ٧ ـ باب الخمس ، ح ١٨ .
(٣) الجارية الرُّوقة : أي الجميلة جداً . ويقال : غلام رُوقة وجواد رُوقة أيضاً .

١١٧

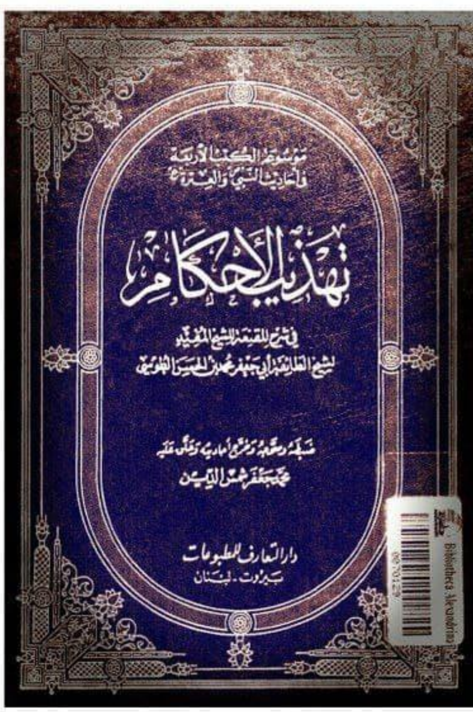
هراقة الدماء ، وقوم صولحوا وأعطوا بأيديهم ، وما كان من أرض خربة ، أو بطون أودية فهو كله من الفيء ، فهذا لله ولرسوله (ص) ، فما كان لله فهو لرسوله (ص) يضعه حيث شاء ، وهو للإمام (ع) بعد الرسول (ص) ، وقوله : ﴿ وما إفاء الله على رسوله منهم فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب ﴾ قال : ألا ترى هو هذا ، وأما قوله : ﴿ ما إفاء الله على رسوله من أهل القرى ﴾ فهذا بمنزلة المغنم ، كان أبي (ع) يقول ذلك ، وليس لنا فيه غير سهمين : سهم الرسول وسهم القربى ، ثم نحن شركاء الناس فيما بقي .

[٣٧٧] ١١ ـ سعد بن عبد الله ، عن أبي جعفر ، عن علي بن الحكم ، عن سَيف بن عَمِيرة ، عن داود بن فَرْقَد قال : قال أبو عبد الله (ع) : قطائع الملوك كلها للإمام وليس للناس فيها شيء .

[٣٧٨] ١٢ ـ محمد بن الحسن بن أحمد الصفّار ، عن الحسن بنٰ أحمد بن بشّار ، عن يعقوب ، عن العباس الورّاق ، عن رجل سمّاه ، عن أبي عبد الله (ع) قال : إذا غزا قوم بغير إذن الإمام فغنموا كانت الغنيمة كلها للإمام ، وإذا غزوا بأمر الإمام فغنموا كان الخمس للإمام .

٣٩ ـ باب

الزيادات

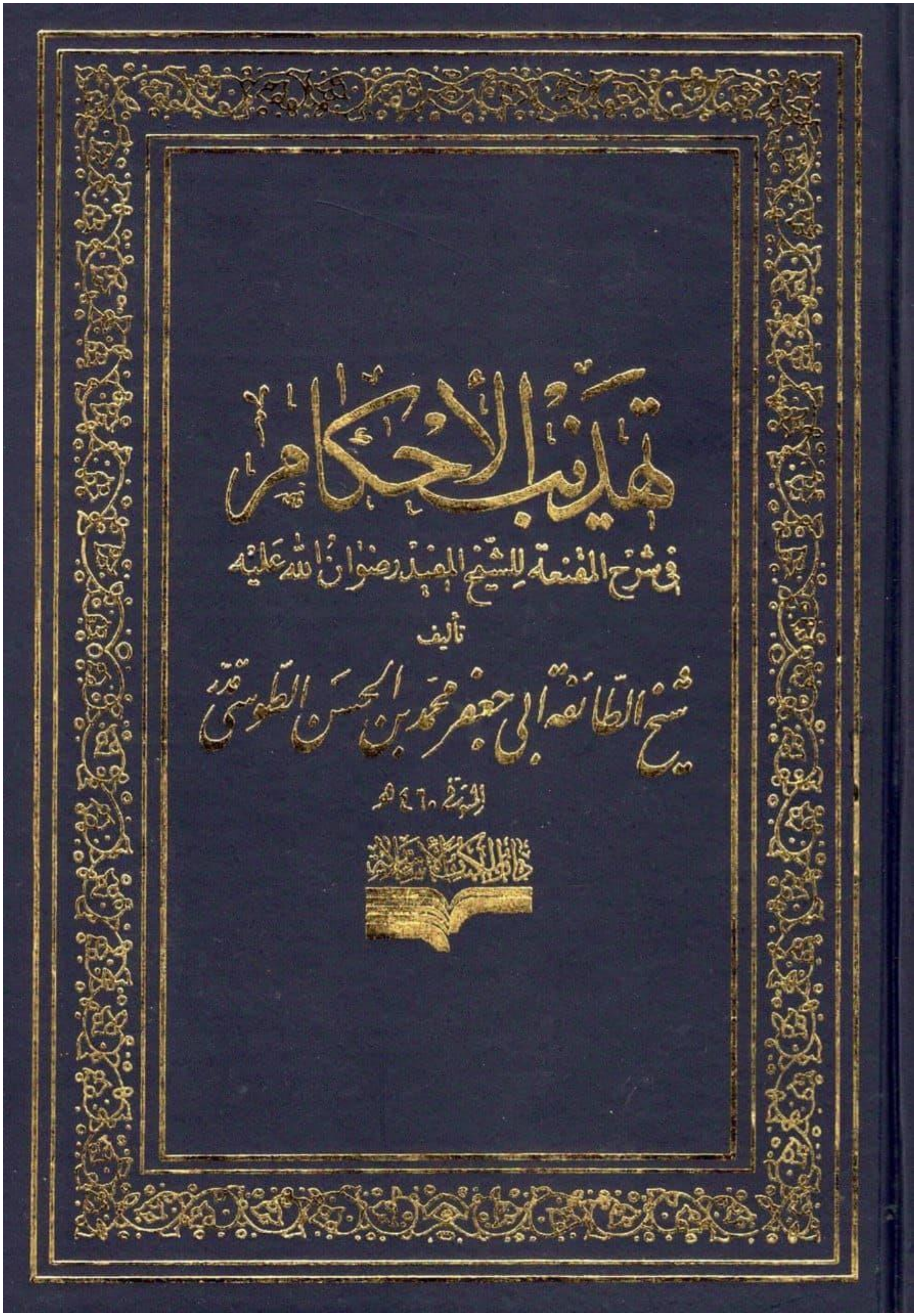


قال الشيخ رحمه الله : (وإذا أسلم الذمي سقط ... حلول أجل الجزية أو بعده ، وقد قيل : إن أسلم قبل الأ... الأجل فعليه الجزية) .

يدل على أنه لا تلزمه الجزية بعد الإسلام قوله ت... وَهُمْ صاغِرون ﴾ ، فشرط تعالى فيمن يعطي الجزية أ... وإذا كان هذا لا يصح في المسلم ، دلّ على أنه لا يلز... تلزمه الجزية ، إنما تلزمه إذا كان إنما أسلم ليسقط فر... الجزية ، كما أن من زنى من أهل الذمة بامرأة مسلمة وج... إسلامه ، لأن الغالب على الظن أنه إنما أسلم ليسقط ... أسلم ليدفعها عن نفسه لم يقبل منه ، فأما إذا أسلم لغي...

[٣٧٩] ١ ـ محمد بن يعقوب ، عن علي بن ...

١١٨


تهذيب الأحكام
في شرح المقنعة للشيخ المفيد رضوان الله عليه
تأليف
شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي
المتوفى ٤٦٠ هـ
دار الكتب الإسلامية

تهذيب الأحكام

في شرح المقنعة

لشيخ الطّائفة

أبي جَعْفَر مُحمَّد بن الْحَسن بن عَليٍّ الطُّوسيِّ

رحمه الله

المتوفّى ٤٦٠ هـ

الجزء الرّابع

صحّحه و علّق عليه

عليّ أكْبَر الغَفّاريّ

مكتبة الصّدوق

صح ﴿٣٧٥﴾ ٩ ـ محمّد بن عليّ بن محبوب، عن أحمدَ بنِ هِلال، عن ابن- أبي عُمَير، عن أبان بن عثمان، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام «قال: سألته عن صَفْو المال، قال: للإمام، يأخذ الجارِية الرُّوقة[1]، و المَرْكب الفارة[2]، والسّيف القاطع، و الدّرع، قبل أن تقسم الغنيمة، فهذا صَفْو المال».

ق ﴿٣٧٦﴾ ١٠ ـ عليُّ بن الحسن، عن السّنديّ بن محمّد، عن عَلاء، عن محمّد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام «قال: سمعته يقول: الفَيْء و الأنفال ما كان من أرض لم يكن فيها هراقة الدّماء، و قوم صولحوا و أُعطوا بأيديهم، و ما كان من أرض خَرِبَة، أو بُطون أودِية فهو كلّه من الفَيْء، فهذا لله و لرسوله صلى الله عليه وآله، فما كان لله فهو لرسوله يضعه حيث شاء، و هو للإمام عليه السلام بعد الرّسول صلى الله عليه وآله، و قوله: «وَ مَا أَفَاءَ ٱللهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَ لا رِكابٍ (*)» قال: ألا ترى هو هذا[3]، وأمّا قوله: «مَا أَفَاءَ ٱللهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ- ٱلْقُرَىٰ (*)»، فهذا بمنزلة المَغْنَم[4]، كان أبي عليه السلام يقــول ذلك، و ليس لنا فيه

١ ـ قال في النّهاية: في حديث ذكر الرّوم: «فيخرج إليهم رُوقَة المؤمنين» أي خيارُهم و سَراتُهم، و هي جمع رائق، من راقَ الشّيءُ إذا صفا و خَلص، و قد يكون للواحد، يقال: غلامٌ رُوقة و غلمان رُوقة.

٢ ـ و فيه: « في حديث جُرَيج: «دابّةٌ فارهةٌ» أي نشيطة حادّة قويّة» . و في الصّحاح: «الفارة: الحاذق بالشّيء».

٣ ـ قال العلّامة المجلسيّ ـ رحمه الله ـ: أي الآية الأولى تدلّ على اختصاص الفَيْء برسول الله صلى الله عليه وآله و هو الأنفال، و هذا وجه حسن في الجمع بين الآيتين، ويحتمل وجهاً آخر و هو أن يكون المعنى أنّ الآية الأولى في الأرضين وهي مختصّة بالرّسول والإمام، والآية الثّانية إنّما هي في أموالهم، فالأراضي مختصّة بالرّسول و أموالهم مقسومة بين أرباب الخمس، وهذا أيضاً وجه حَسَن لكن لم يقل به أحدٌ.

* ـ الحشر: ٧ و ٨.

٤ ـ لعلّه عليه السلام جمع بين الآيتين اللّتين ذكرناهما سابقاً بتخصيص الآية الأولى بالأنفال، والثّانية بما أُخذ بالقتال، فهي بيان لقسمة الخمس. (ملذ)

غير سهمين[١] سهم الرّسول و سهم القُربىٰ ، ثمّ نحن شركاء النّاس فيما بقي ».

صح ﴿٣٧٧﴾ ١١ ـ سعد بن عبدالله ، عن أبي‌جعفر[٢]، عن عليّ بن الحكم ، عن سيف بن عَميرَة ، عن داودَ بنِ فَرْقَد قال : « قال أبوعبدالله عليه السلام : قطائع الملوك كلّها للإمام ، و ليس للنّاس فيها شيءٌ »[٣]. ١٣٤

﴿٣٧٨﴾ ١٢ ـ محمّد بن الحسن الصّفّار ، عن الحسن بن أحمدَ بنِ بَشّار ، عن يعقوبَ، عن العبّاس الوَرّاق ـ عن رَجل سَمّاه ـ عن أبي‌عبدالله عليه السلام « قال: إذا غزا قوم بغير إذن الإمام فغنموا كانت الغنيمة كلّها للإمام ، وإذا غزوا بأمر الإمام فغنموا كان الخمس للإمام »[٤].

﴿ ٣٩ ـ باب الزّيادات ﴾

قال الشّيخ ـ رحمه الله ـ : ﴿ و إذا أسلم الذّمّيّ سقطت عنه الجِزية سواء كان إسلامه قبل حلول أجل الجزية أو بعده ، و قد قيل : إن أسلم قبل الأجل فلا جزية عليه ، و إن أسلم و قد حلّ الأجل فعليه الجِزية ﴾.

يدلُّ على أنّه لا تلزمه الجِزية بعد الإسلام[٥] قوله تعالى : « حَتَّىٰ يُعْطُوا۟ ٱلْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَ هُمْ صَاغِرُونَ[٦] » ، فشرط تعالى فيمن يعطي الجِزية أن يكون في حال إعطاء الجِزية صاغِراً ، و إذا كان هذا لا يصحُّ في المسلم دلّ على أنّه لا يلزمه إعطاء الجِزية ، فأمّا قول من قال : «تلزمه الجِزية» ، إنّما تلزمه إذا كان إنّما أسلم ليسقط فرض الجِزية عن نفسه فحينئذٍ تلزمه الجِزية ، كما أنّ من زنى من أهل الذّمّة بامرءَة مُسلمة وجب عليه القَتل على كلّ حال ، و لا يقبل إسلامه ، لأنّ الغالبَ

---

١ ـ ظاهره قسمة الخمس أخماساً إمّا تقيّة أو لإدخال سهم الله في سهم الرّسول ، وقوله : «نحن شركاء النّاس» أي لنا سهم إذا قاتلنا في البقيّة و شاركنا الغانمين ، أو يكون إشارة إلى الصّفايا والقطائع ، أو إلى ردّ الزّائد من الخمس عليهم . * ـ في المقنعة : «أو فيه أو بعده».

٢ ـ هو أحمد بن محمّد بن عيسى الأشعريّ. ٣ ـ قال الشّهيد الثّاني ـ رحمه الله ـ : قيل : إنّ الصّفايا ما ينقل من المال ، والقطائع ما لا ينقل .

٤ ـ هذا الخبر مع مجهوليّة سنده غريب في محتواه ، و سيأتي الكلام فيه في كتاب الجهاد إن شاءَ الله . ٥ ـ هذا كلام الشّيخ ـ رحمه الله ـ . (ملذ) ٦ ـ التّوبة : ٢٩ .

شیعہ معتبر کتاب تھذیب الاحکام فی شرح المقنعۃ (شیخ مفید)

تھذیب الاحکام میں موجود قول امام باقر والی روایت موثق ہے۔ اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ مال فئی (فدک اور دوسرے اموال) نبی کریم کی ذاتی ملکیت ہرگز نہیں ہیں بلکہ اس مال کے دوسرے بھی حقدار ہیں۔ امام باقر کے مطابق اس میں ہم بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ صاف صاف بیان کیا ہے بعد از نبی یہ ملکیتیں آنے والے امام کے زیر تسلط آئیں گی۔

الحمدللہ۔۔اس سے ثابت ہوا کہ باغ فدک نبی کریم کی ذاتی ملکیت یا ان کے بعد صرف سیدہ فاطمہ کا حق نہیں تھا بلکہ تمام بنی ہاشم سمیت مسکین، یتیم اور مسافر بھی اس کے حقدار ہیں۔

میں آپ کو ہر ایک سوال اور اعتراض کا جواب دے چکا ہوں۔ اب آپ میرے قرض کب اتاریں گے ؟

اب آپ ثابت کریں گے کہ مال فئی کس قسم کا مال ہے ؟ اس کی حیثیت کا تعین کریں کیونکہ *سورت الانفال 41 میں تمام قسم کے مال غنیمت کا ذکر ہے۔*

سورت الانفال آیت 41 کے مطابق مسلمانوں کو ملنے والا ہر قسم کا مال *غنیمت* ہے اور اس کے چھ حصیدار ہیں۔ آپ کس دلیل سے مال فئی کو اس سے الگ کر رہے ہیں ؟ صرف آپ کے کہنے سے ہم نبی کی ذاتی ملکیت تسلیم کر لیں ؟

بیشک اس آیت میں خمس کا ذکر ہے۔ لیکن آیت کا ترجمہ دوبارہ پڑھ لیں۔

سورۃ الانفال : آیت 41

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوۡلِ وَ لِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۴۱﴾

(ترجمہ فصل الخطاب اہل تشیع)

اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو چیز بھی تم بطور غنیمت حاصل کرو تو بلاشبہ اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے ہوگا اور پیغمبر کے لیے اور صاحبان قرابت اور یتیموں اور غریبوں اور اس کے لیے جو سفر کی راہ میں ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور اس پیغام پر جو ہم نے اتارا اپنے بندہ پر فیصلہ کے دن، جب دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آپ نے خود ثابت کیا ہے کہ سورت الحشر آیت 7 منسوخ ہے اور اس کی ناسخ سورت الانفال آیت 41 ہے۔ *اب ذرا وضاحت کریں کہ جب مال فئی کے متعلق پہلا حکم (سورت الحشر آیت 7) منسوخ کیا گیا ہے تو اس مال فئی کے متعلق نیا حکم (سورت الانفال آیت 41) کیا آیا ہے ؟*

اللہ کا شکر۔۔ میں خیریت سے کل رات واپس پہنچ گیا ہوں۔

اور میں نے کہاں ذاتیات پر حملہ کیا ہے ؟ دوبارہ عرض کر رہا ہوں۔ وہ اسکرین شاٹ رکھیں۔

دل کو بہلانے کے لئے

***یہ خیال بھی اچھا ہے غالب*!**

شیعہ مناظر کے تین سوال اور اعتراضات کا منہ توڑ جواب

یہ لیتے جائیں نمبر وار جواب۔ الحمدللہ میں قرض اتارنے والوں میں سے ہوں۔

1: آپ نے سورت الحشر آیت 6 پیش کرتے ہوئے استدلال پیش کیا کہ مال فئی فدک نبی کی ذاتی ملکیت ہے۔ میں نے آیت 7 اس استدلال کے رد میں پیش کی تھی۔ اس آیت میں واضح الفاظ دکھائے کہ مال فئی کے چھ حصیدار بیان کئے گئے ہیں۔ آپ نے اس آیت کو بعد میں منسوخ ثابت کیا لیکن ناسخ آیت کو مکمل ترجمے کے ساتھ جان بوجھ کے پیش نہیں کیا کیونکہ اس میں وہی حکم برقرار رکھا گیا ہے صرف مال فئی کے جگہ پر ہر قسم کے غنائم کو بھی شامل کر دیا ہے۔

میرا جوابی سوال: آپ نے ناسخ آیت کو مکمل کیوں نہیں پیش کیا؟ اور ممبرز سے کیوں چھپایا کہ اس میں بھی چھ حصیدار من و عن وہی بیان کر کے تقسیم کا حکم برقرار رکھا گیا ہے؟ اور مال فئی آخر کس قسم کا مال ہے؟

2: میں نے نہیں آپ نے سورت الانفال آیت 41 پیش کی ہے۔ آپ کا اس آیت کے متعلق دعوی بے دلیل ہے کیونکہ آیت 41 ہر قسم کی غنائم کے چھ حصیدار بیان کر رہی ہے۔

میرا جوابی سوال: آپ مال فئی کو کس طرح خارج کر رہے ہیں؟

یہ آپ کی غلط بیانی ہے میں اوپر حقائق بمعہ ثبوت پیش کر چکا ہوں۔

تفسیر نمونہ اور تفسیر انوار نجف سے شیعہ مفسرین کا مؤقف دکھانا مقصود تھا۔ آپ کو اس کا رد کرتے ہوئے انہی مفسرین سے اپنے مؤقف کی تائید دکھانی تھی۔

میں بھی وہی سوال پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ آپ نے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کیوں کی؟ اوپر میرے کئی اہم سوالات آپ کے جوابات کے منتظر ہیں۔

* آخر کیا وجہ ہے کہ جس طرح میں آپ کے ہر ایک جواب کا دوٹوک علمی، عقلی، نقلی جواب دیتا آرہا ہوں اسی طرح آپ مجھے جواب کیوں نہیں دے پا رہے؟ *

الحمدللہ۔۔ میں نے تمام قرض اتار دئے ہیں۔

<u>اب اگر میرے سوالات کے جواب دئے بغیر کوئی نیا اعتراض ڈھونڈ کر رکھا گیا تو میں اس اعتراض کا رد تو ضرور کروں گا لیکن وہ میرا *آخری جواب* ہوگا۔ اس کے بعد میں گفتگو ختم کرنے کا اعلان کر دوں گا کیونکہ بحیثیت مدعی آپ مجھے جواب دینے کے پابند ہیں اور بدقسمتی سے ابھی تک آپ اس میں ناکام ہوئے ہیں اور ابھی تک شیعہ دعوی کے پہلے نکتے کو بھی ثابت نہیں کیا جا سکا۔</u>

بخش حسین حیدری شیعہ: استغفرُاللہ ربی واتوب الیہ

ابھی تک آپ کو جواب نہیں دیا گیا کون سا قرض ہے مجھ پر؟ چلیں جواب دیتا ہوں۔ میں آپ کو نہیں بولوں گا گفتگو ختم کر دیا جاری رکھیں یہ آپ کا فیصلہ ہو گا۔ ہم نے کب کہا کہ آپ ایک حدیث سے نتیجہ نکالیں ہم تو دلائل کا پہاڑ رکھتے ہیں۔ پریشان تو آپ ہو رہے ہیں تسلیم کروانا ہمارا کام نہیں ہے۔

گروپ ایڈمن فرمان کی دخل اندازی اور واضح شیعہ مناظر کی سپورٹ کا اظہار

فرمان علی معصومی شیعہ: بڑے مغالطے میں ہیں آپ۔ آپ ابھی تک مصارف کی حقیقت کو ہی نہیں سمجھ پائے ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: یہ جو آپ **قاموس الرجال** کا سکین پیش کر رہے ہیں اس راوی پر تو بات ہی نہیں لھاذا یہ خارج از موضوع ہے ہم بات کر رہے تھے علی بن محمد بن الزبیر پر۔ اور آپ حوالہ جات پیش کر رہے ہیں علی بن محمد الزبیر قرشی الکوفی پر۔ آپ کی عقل کو بھی 21 توپوں کی سلامی پیش کرتے ہیں۔

بندہ خدا میں نے کب کہا کہ سورہ الحشر کی آیت نمبر 6 منسوخ ہے۔ میں نے سورہ الحشر کی آیت نمبر 7 پر کلام کیا اور بتایا یہ منسوخ ہے چلیں پھر دوبارہ سکین دیتا ہوں۔ اگر آپ سے غلطی ہوئی ہے کہ آیت نمبر 7 لکھنا تھا تو پھر آپ نے منسوخ آیت سے استدلال کیا ہے۔ لھاذا آپ ثابت نہیں کر سکے اور اس کی ناسخ آیت میں نے پیش کی جس پر آپ نے کہا مکمل نہیں میں نے مکمل آیت پیش کی بغیر ترجمہ کے۔



قاموس الرّجال (ج٧) ٥٥٢

فيها «محمَّد بن همّام» بـ«محمَّد بن تمام» في بعض النسخ.

[٥٢٨٩]
عليّ بن محمَّد بن الزبير
القرشي، الكوفي

قال: عدّه الشيخ في رجاله في من لم يرو عن الأئمّة -عليهم السّلام- قائلاً: روى عن عليّ بن الحسن بن فضّال جميع كتبه، وروى أكثر الأُصول وروى عنه التلعكبري، أخبرنا عنه أحمد بن عبدون، ومات ببغداد سنة ثمان وأربعين وثلاثمائة وقد ناهز مائة سنة، ودفن في مشهد أمير المؤمنين -عليه السّلام-.

أقول: وعنونه الخطيب وقال: مولده سنة ٢٥٤، توفّي ببغداد وحمل إلى الكوفة؛ روى عن ابن عمر قال: أمرنا النبيّ -صلّى الله عليه وآله وسلّم- بأطراف المدينة أن نقتل الكلاب، ولقد رأيتنا نقتل الكلاب بالمدية في أعلى المدينة[١].

ثمّ كونه قرشيّاً لكونه من أسد بن عبدالعزى رهط خديجة [سلام الله عليها] كما صرّح به الشيخ في الفهرست في بكّار بن أحمد.

قال المصنّف: قال الداماد: قول النجاشي في أحمد بن عبدالواحد المعروف بابن عبدون: «وكان قد لقي أبا الحسن عليّ بن محمَّد القرشي المعروف بابن الزبير، وكان علوّاً في الوقت» معناه: أنّه كان في غاية الفضل والعلم والثقة والجلالة في وقته وأوانه.

قلت: بل معناه: أنّ سنده كان سنداً عالياً، حيث روى عن عليّ بن فضّال الّذي شيخ العيّاشي الّذي شيخ الكشّي، وكيف يكون معناه ما قال! مع أنّه قال في «إسحاق بن الحسن بن بكران» الّذي طعن فيه بضعف

(١) تاريخ بغداد: ٨١/١٢.

القرآن - سورة نمبر 8 الأنفال-آيت نمبر 41

أَعـوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

یہ دیکھیں مکمل آیت ہے چلیں اب ترجمہ پیش کر دیتا ہوں آپ نے کہا یہ مال فئی کے متعلق ہے میں نے کہا مال غنیمت پر ہے جس میں خمس کا ذکر موجود ہے۔

القرآن - سورۃ نمبر 8 الأنفال آیت نمبر 41

(مولانا فتح محمد جالندہری) اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق وباطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مڈھ بھیڑ ہو گئی۔ اپنے بندے (محمد صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) پر نازل فرمائی۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے

(مولانا سید ابو الاعلی مودودی) اور تمہیں معلوم ہو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسُولؐ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو فیصلے کے روز، یعنی دونوں فوجوں کی مڈ بھیڑ کے دن، ہم نے اپنے بندے پر نازل کی تھی، (تو یہ حصہ بخوشی ادا کرو) اللہ ہر چیز پر قادر ہے

(مفتی محمد تقی عثمانی) اور (مسلمانو) یہ بات اپنے علم میں لے آؤ کہ تم جو کچھ مال غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول اور ان کے قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے (جس کی ادائیگی تم پر واجب ہے) اگر تم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن نازل کی تھی جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائی تھیں، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ لیں اب ترجمہ پیش کر دیا غور سے پڑھیں جو مال لوٹ کر لائے۔ **یہ مال غنیمت ہے نہ کہ مال فئی۔**

(ایڈمن کو خطاب) قبلہ آپ کو میسج نہیں کرنا چاہیے تھا۔

سورت الانفال 41 کا جواب مکمل طور پر دے چکا ہوں دوبارہ اگر اس آیت کو آپ مال فئی پر لیتے ہیں تو ثابت کریں میں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ مال غنیمت پر ہے لھاذا آپ کی تاویلات حجت نہیں ہیں ہم پر۔

ایک تو آپ نے اتنی کم علمی کی کہ منسوخ آیت پیش کی اور اب مال غنیمت والی آیت کو مال فئی پر لے رہے ہیں۔ یہ تو بعد میں کی بعد ہے کس کا حق ہے آپ تو ابھی تک ملکیت کے انکاری ہیں ۔

اس لیے کہا تھا آپ پہلے سورہ الحشر کی آیت نمبر 6 پر گفتگو فرمائیں لیکن آپ آگے نکل گئے منسوخ آیت پر سورہ الحشر کی جب آپ کو دندان شکن جواب ملا تو واپس اب دوڑ آئے ہیں ملکیت پر لھاذا میں دوبارہ دلائل دیتا ہوں۔

شیعہ مناظر کی طرف سے اہل سنت کتب سے خالص نبی کے الفاظ اور مال فئی دکھا کر فدک کو نبی کی ذاتی ملکیت ثابت کرنے کی کوششیں اور اسکینز کی بھر مار

جلد چہارم

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا

مُصنف فخر المفسرین زبدۃ المحدثین عمدۃ المتکلمین فاضل اجل حضرت

مولانا ابو محمد عبد الحق الحقانی الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ،

تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

تفسیر حقانی

اس بے نظیر تفسیر میں جس طرح بے شمار دریائے علوم کو کوزے میں بند کیا ہے
اسی طرح اس کی زبان عام فہم سلیس اور صاف ہے تاکہ ہر خاص و عام
استفادہ کرے اور لطائف و حقائق و نکات قرآنیہ سے
فیض یاب ہو

ناشر میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

کرنا منظور تھا۔ (بخاری کی کتاب التفسیر سے یہی متبادر ہوتا ہے)

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ
اور جو کچھ اللہ نے ان سے لے کر اپنے رسول کو دلا دیا[1]
فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا
تو اس پر تم نے نہ تو گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ
رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ
اونٹ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر
عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر
قَدِيْرٌ ⑥ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
قادر ہے جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو بستیوں والوں
مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَ
سے لے کر دیا ہے سو وہ اللہ اور رسول اور
لِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں
وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ
اور مسافروں کے لیے ہے تاکہ وہ ــــــ
بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ
دولتمندوں میں نہ پھرتا رہے اور جو کچھ تم کو رسول دے
فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ
اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو اور
اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑦
اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ کی سخت سزا ہے

تفسیر

اس کے بعد بنی نضیر کے مال و اسباب کی بابت فرماتا ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور جس کو وہ نہ لے جا سکے:۔

فقال وما افاء اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب الخ مبرد کہتے ہیں فاء یفئ کے معنی ہیں رجوع کے اور افاء اللہ جب کہتے ہیں کہ جب اللہ بھیجے۔ ازہری کہتے ہیں فئ اس مال کو کہتے ہیں جو بغیر جنگ مخالفوں سے حاصل ہو خواہ اس طور سے کہ کفار چھوڑ کر چلے جائیں یا جزیے کے طور پر ادا کریں یا رعب میں آکر جان بچانے کے لیے کچھ رقم یا چیزیں دیں یہ سب فئ ہے۔ اس کو لغوی معنی کے لحاظ سے فئ اس لیے کہتے ہیں کہ کفار سے اللہ نے مسلمانوں کے پاس بھیجا ہے۔ برخلاف غنیمت کے کہ جنگ و جدل محنت و مشقت سے جو مال کفار سے ہاتھ لگے اس کو غنیمت کہتے ہیں۔ انفال کہ جس کا شروع سورۂ انفال میں ذکر ہے اس کے دو معنی ہیں۔ کبھی تو وہ غنیمت کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے کس لیے کہ نفل کے معنی لغت میں زیادت کے ہیں اور فرض کے علاوہ نماز کو اس لیے نفل کہتے ہیں کہ وہ زائد علی الفرض ہے اور غنیمت بھی جہاد کے اصل مقصود اعلاء کلمۃ اللہ سے ایک زائد بات ہے اس لیے اس کو انفال کہتے ہیں۔ اور کبھی سردار لشکر کے اس انعام کو بھی کہتے ہیں جو وہ کسی خاص مردانہ کام کے مقابلے میں معین کرتا ہے۔

انفال کی تقسیم کا حکم اللہ اور رسول کے سپرد ہونا بیان کر کے پھر اس کی تقسیم بھی ذکر کر دی گئی۔ (دیکھو سورۂ

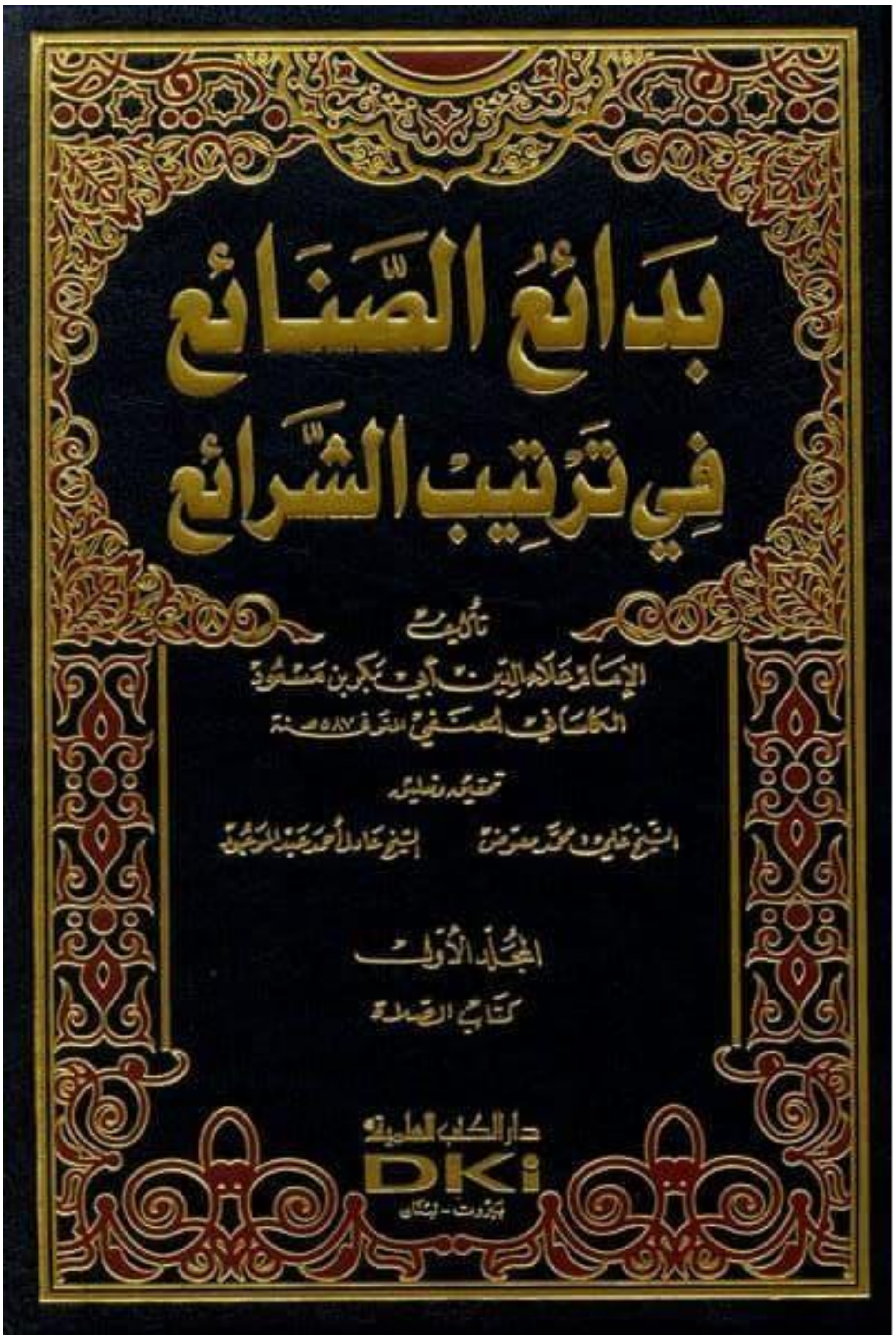
[1] یعنی یہود بنی نضیر کے مال بلا مشقت خدا نے رسول کو دیے ۱۲ منہ

۴۸۵

جو بغیر جنگ کے حاصل ہو چاہیے کفار چھوڑ کر جائے وہ مال خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

کتاب بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع : حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ فدک خالصتہ لرسول ۔

فدک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو بغیر جنگ جدل کے حاصل ہوا جس پر گھوڑے نہیں دوڑائے گئے۔ اب حضرت عمر رض سے روایت کا انکار کر دیں۔



بدائع الصنائع

في ترتيب الشرائع

تأليف

الإمام علاء الدين أبي بكر بن مسعود

الكاساني الحنفي

المتوفى سنة ٥٨٧ هـ

تحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

الجزء التاسع

يحتوي على الكتب التالية:

الشهادة - آداب القاضي - القسمة - الحدود

السرقة - قطاع الطريق - السير

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

فهو اسم لما لم يوجف[١] عليه المسلمون بخيل ولا ركاب، نحو: الأموال المبعوثة بالرسالة إلى إمام المسلمين والأموال المأخوذة على موادعة أهل الحرب ولا خمس فيه، لأنه ليس بغنيمة إذ هي [اسم][٢] للمأخوذ من الكفرة على سبيل القهر والغلبة ولم يوجد وقد كان الفيء لرسول الله ﷺ خاصّة يتصرف فيه كيف شاء يختصه لنفسه أو يفرقه فيمن شاء[٣] قال الله - تعالى، عز شأنه - ﴿وَمَا أَفَاءَ الله عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلاَ رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ الله يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ والله على كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ﴾ [الحشر: ٦].

وروي عن سيدنا عمر - رضي الله عنه - أنه قال: كانت أموال بني النضير مما أفاء الله عز وجل على رسوله ﷺ وكانت خالصة له، وكان ينفق منها على أهله نفقة سنة وما بقي جعله في الكراع والسلاح، ولهذا كانت فدك خالصة لرسول الله - ﷺ - إذ كانت لم يوجف عليها الصحابة - رضي الله عنهم - من خيل ولا ركاب فإنه روي أن أهل فدك لما بلغهم [خبر][٤] أهل «خيبر»؛ أنهم سألوا رسول الله - ﷺ - أن يجليهم ويحقن دماءهم ويخلوا بينه وبين

= التجارة، والخراج، وما جلوا عنه خوفاً، ومال مرتد مات على ردته، وذمي مات بلا وارث حائز، وبهذا قارن الفيء الغنيمة.

(١) وَجِيفُها، سُرْعَتُها فِي سَيْرِها، وَقَدْ أَوْجَفَها راكِبُها. وَقَوْلُهُ تعالى: ﴿قُلُوبٌ يَومئذٍ واجِفَةٌ﴾ أي: شَدِيدَةُ الاضطِرابِ وَإِنَّمَا سُمِّيَ الوَجِيفُ فِي السَّيْرِ، لِشِدَّةِ هَزِّهِ وَاضْطِرابِهِ، ذَكَرَهُ العُزيزِيُّ، وقال الجوهَرِيُّ: هُو ضَرْبٌ مِنْ سَيْرِ الإِبِلِ وَالخَيْلِ، يُقالُ: وَجَفَ البَعِيرُ يَجِفُ وَجْفاً وَوَجِيفاً، وَأَوْجَفْتُهُ أنا، وَيُقالُ: أَوْجَفَ فَأَعْجَفَ.

ينظر: النظم ٢/٢٩٣.

(٢) سقط في ط.

(٣) جاء ممن.

أخرجه البخاري (٦/٩٣): كتاب الجهاد - باب الجنّ ومن يترس بترس صاحبه - حديث (٢٩٠٤) ومسلم (٣/١٣٧٦) كتاب الجهاد والسير: باب حكم الفيء حديث (٤٨/١٧٥٧) وأحمد (١/٢٥) وأبو داود (٣/٣٧١ - ٣٧٢) كتاب الخراج والإمارة والفيء - باب في صفايا رسول الله ﷺ من الأموال - حديث (٢٩٦٥) والترمذي (٣/١٣١): كتاب الجهاد - باب ما جاء في الفيء حديث (١٧٧٣) والنسائي (٧/١٣٢) كتاب قسم الفيء وابن الجارود في المنتقى، ص (٣٦٩): باب ذكر ما يوصف عليه والخمس والصفايا - حديث (١٠٩٧).

والشافعي في «السنن المأثورة» (٦٧٢) والحميدي (١/١٣) رقم (٢٢) وأبو عبيد القاسم بن سلام في «الأموال» (١٧) والطحاوي في «شرح معاني الآثار» (٢/٦) والبيهقي (٦/٢٩٦) كتاب قسم الفيء والغنيمة: باب مصرف أربعة أخماس الفيء في زمن رسول الله ﷺ من طرق عن سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن الزهري عن مالك بن أوس عن عمر.

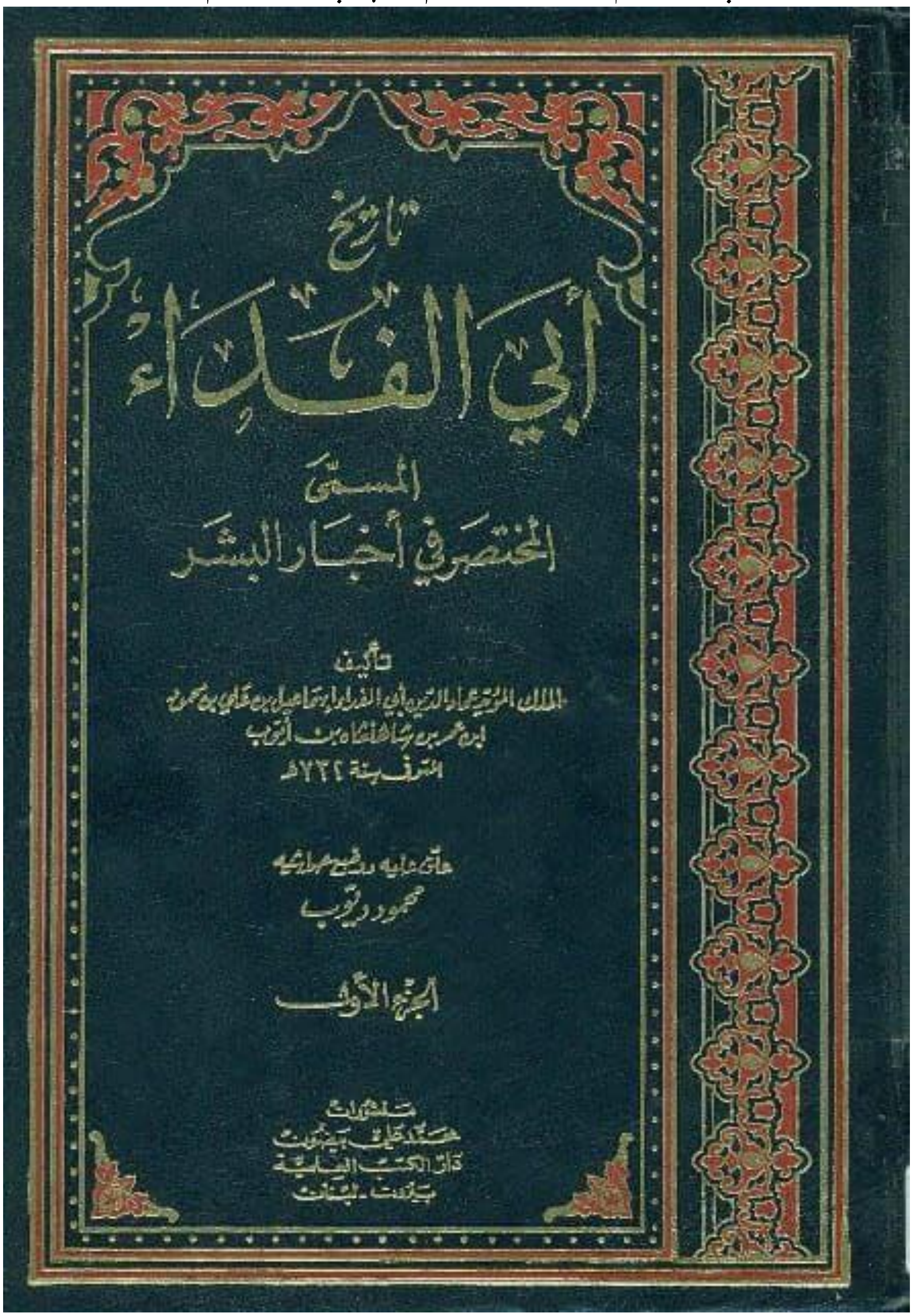
قال الترمذي: حديث حسن صحيح.

(٤) سقط من ط.

تاریخ ابی الفداء کتاب : وکانت فدک خالصۃ لرسول اللہ

فدک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس پر مسلمین کا کوئی حق نہیں ہے جو بغیر لشکر کشی کے حاصل ہوا ۔

اب آپ کے علماء کرام اور سیدنا عمر رضی اللہ تسلیم کر رہے آپ نہیں مانتے تو ہم کیا کریں۔



يخرج، فلما نزل خيبر أخذته،فأخذ أبو بكر الصدّيق الراية، فقاتل قتالاً شديداً، ثم رجع فأخذها عمر بن الخطاب، فقاتل قتالاً أشد من الأول، ثم رجع فأخبر بذلك رسول اللهﷺ وسلم فقال: «أمّا والله لأعطين الراية غداً رجلاً يحب الله ورسوله، ويحبه الله ورسوله. كراراً غير فرار، يأخذها عنوة» فتطاول المهاجرون والأنصار، وكان علي بن أبي طالب غائباً، فجاء وهو أرمد قد عصب عينيه، فقال له رسول اللهﷺ : ادن مني، فدنا منه، فتفل في عينيه، فزال وجعهما، ثم أعطاه الراية، فنهض بها، وعليه حلة حمراء، وخرج مرحب صاحب الحصن، وعليه مغفرة، وهو يقول:

قد علمت خيبر أنني مرحب شاكي السلاح بطل مجرب

فقال علي:

أنا الذي سمّتني أمي حيدره أكيلكم بالسيف كيل السندره

فاختلفا بضربتين، فَقَدْتُ ضربة علي المغفر ورأس مرحب، وسقط على الأرض. وروى ابن إسحاق خلاف ذلك، والذي ذكرنا هو الأصح، وفتحت المدينة على يد علي رضي الله عنه، وذلك بعد حصار بضع عشرة ليلة؛ وحكى أبو رافع مولى رسول اللهﷺ قال: خرجنا مع علي رضي الله عنه، حين بعثه رسول الله ﷺ إلى خيبر، فخرج إليه أهل الحصن، وقاتلهم علي رضي الله عنه،فضربه رجل من اليهود، فطرح ترس علي من يده، فتناول باباً كان عند الحصن، فتترس به، ولم يزل في يده وهو يقاتل حتى فتح الله عليه، ثم ألقاه من يده.

فلقد رأيتني في سبعة نُفَر أنا ثامنهم، نجهد على أن نقلب ذلك الباب فما نقلبه.

وكان فتح خيبر في صفر، سنة سبع للهجرة، وسأل أهل خيبر رسول اللهﷺ الصلح، على أن يساقيهم على النصف من ثمارهم، ويخرجهم متى شاء، ففعل ذلك، وفعل ذلك أهل فدك فكانت خيبر للمسلمين، وكانت فدك خالصة لرسول اللهﷺ لأنها فتحت بغير إيجاف خيل، ولم يزل يهود خيبر كذلك إلى خلافة عمر رضي الله عنه، فأجلاهم منها، ولما فرغ رسول اللهﷺ من خيبر، انصرف إلى وادي القرى، فحاصره ليلة وافتتحه عنوة، ثم سار إلى المدينة، ولما قدمها وصل إليه من الحبشة بقية المهاجرين، ومنهم جعفر بن أبي طالب، فروي أن النبيﷺ قال: ما أدري بأيهما أسَرُّ، بفتح خيبر أم بقدوم جعفر، وكان النبيﷺ قد كتب إلى النجاشي

یہ لیں کتاب الثقات امام حافظ ابی حاتم محمد بن حبان :

فاكانت فدك لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خالصته ۔

فدک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے

السلسلة الجديدة من مطبوعات دائرة المعارف العثمانية ٤/١٦/٤

كتاب الثقات

للامام الحافظ أبي حاتم محمد بن حبان بن أحمد

التميمي البستي

(المتوفى سنة ٣٥٤ هـ = ٩٦٥ م)

الجزء الثاني

طبع

بمساعدة وزارة المعارف و الشؤون الثقافية للحكومة الهندية

تحت إدارة

السيد شرف الدين أحمد مدير دائرة المعارف العثمانية و سكرتيرها

قاضي المحكمة العليا سابقا

الطبعة الأولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحيدر آباد الدكن الهند

١٣٩٨ هـ — ١٩٧٨ م

و سلم خالصة، و ذلك أنه لم يُوجَف[1] عليها بخيل و لا ركاب، و قسم رسول الله صلى الله عليه و سلم خيبر على ألف و ثمانمائة سهم، و كان الرجال بها ألفا[2] و أربعمائة و الفرس مائتي فرس. فقسم للفارس ثلاثة أسهم: سهمين لفرسه و سهما له، و للرَّجل[3] سهما، فكان للأفراس أربعمائة و لركابها، [4]و لرجالهم[4] ألف و أربعمائة سهم، و كان سهم رسول الله صلى الله عليه و سلم مع عاصم بن عدى؛ ثم أطعم رسول الله صلى الله عليه و سلم رجالا مشوا بين رسول الله صلى الله عليه و سلم و بين أهل فدك في الصلح، و أعطى محيّصة بن مسعود ثلاثين وسقا من شعير و ثلاثين وسقا من تمر، و قسم [5]سهم ذوى[5] القربى من خيبر على بنى هاشم و بنى المطلب؛ فكانت قسمة خيبر على ما وصفنا. و كانت صفية[6] بنت حيي بن أخطب في السبي، أخرجوها

(١) من السيرة ٢ / ٢٤٨ و في الأصل «يوحف»، و في الطبرى «لأنهم لم يجلبوا عليها بخيل ولا ركاب» (٢) في ف: الف ـ كذا (٣) أى الراجل. (٤-٤) و في ف: لجمالهم ـ كذا، و في السيرة: و كانت عدة الذين قسمت عليهم خيبر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه و سلم ألف سهم و ثمانمائة سهم برجالهم و خيلهم، الرجال أربع عشرة مائة و الخيل مائتا فرس، فكان لكل فرس سهمان و لفارسه سهم، و كان لكل راجل سهم، فكان لكل سهم رأس جمع إليه مائة رجل فكانت ثمانية عشر سهما جمع» (٥-٥) في ف: بينهم ذى ـ كذا (٦) و في الطبرى «عن ابن إسحاق قال: لما فتح رسول الله صلى الله عليه و سلم القموص حصن ابن أبي الحقيق أتى رسول الله بصفية بنت حيي بن أخطب و بأخرى معها فمر بهما بلال و هو الذى جاء بهما على قتلى من قتلى يهود، فلما رآتهم التى مع صفية صاحت و صكت وجهها و حثت التراب على رأسها، فلما رآها رسول الله قال: أغربوا عنى هذه الشيطانة، و أمر بصفية فحيزت خلفه و ألقى عليها =

ثم ألقاه من يده. فلما أيقن اليهود بالهلكة[١] سألوا رسول الله صلى الله عليه و سلم أن يحقن[٢] دماءهم[٣] و أن يسيرهم، ففعل رسول الله صلى الله عليه و سلم ذلك[٤]، فنزلوا على ذلك و قالوا: يا محمد! إنا نحن أرباب الأموال و نحن أعلم /٧٤ الف بها / منكم[٥] فعاملناها، فعاملهم[٦] رسول الله صلى الله عليه و سلم الخيبر على النصف[٧]. فلما فعل ذلك أهل خيبر سمع بذلك أهل فدك، بعث إليهم رسول الله صلى الله عليه و سلم محيصة[٨] بن مسعود، فنزلوا على ما نزلت عليه اليهود بخيبر على أن يسيرهم[٩] و يحقن دماءهم، فعاملهم[١٠] رسول الله صلى الله عليه و سلم على مثل معاملة[١١] أهل خيبر[١٢]، فكانت فدك لرسول الله صلى الله عليه

(١) في الطبري ٣/٩٥ «و حاصر رسول الله صلى الله عليه و سلم أهل خيبر في حصنيهم الوطيح و السلالم حتى إذا أيقنوا بالهلكة» (٢) من الطبري، وفي الأصل «بحقن».

(٣) و في الطبري ٣/٩٥ «و يحقن لهم دماءهم ففعل، و كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد حاز الأموال كلها الشق و نطاة و الكتيبة و جميع حصونهم إلا ما كان من ذينك الحصنين، فلما سمع بهم أهل فدك قد صنعوا ما صنعوا بعثوا إلى رسول الله صلى الله عليه و سلم يسألونه أن يسيرهم و يحقن دماءهم لهم و يخلو الأموال ففعل».

(٤) زيد في الطبري «و كان فيمـ ـشى بينهم و بين رسول الله في ذلك محيصة ابن مسعود أخو بني حارثة» (٥) زيد في الطبري «و أعمر لها» (٦) في الطبري «فصالحهم» (٧) زيد في الطبري «على أنا إذا شئنا أن نخرجكم أخرجناكم».

(٨) التصحيح من الطبري، وفي ف «محيصته» خطأ (٩) في ف: يسرهم ـ كذا.

(١٠) في ف «فامرهم» كذا (١١) وقع في ف «معلية» مصحفا (١٢) و في الطبري «و صالحه أهل فدك على مثل ذلك فكانت خيبر فيئا للمسلمين، و كانت فدك خالصة لرسول الله صلى الله عليه و سلم».

کتاب تفسیر بغوي معالم التنزیل :

وكانت فدک خالصته لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

فدک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، جو بغیر لشکر کشی کے حاصل ہوا۔

تفسير البغوي

«معالم التنزيل»

للإمام محيي السنة أبي محمد الحسين بن مسعود البغوي

(المتوفى - ٥١٦هـ)

المجلد السابع

حققه وخرج أحاديثه

محمد عبد الله النمر   عثمان جمعة ضميرية   سليمان مسلم الحرش

دار طيبة للنشر والتوزيع
الرياض - شارع عسير - ص. ب : ٧٦١٢
تليفون : ٤٣٥٩٧٤٠ / ٤٣٥٤٩٣٧

عن عائشة قالت: لما فتحت خيبر قلنا: الآن نشبع من التمر[1] .

أخبرنا عبد الواحد المليحي، أخبرنا أحمد بن عبد الله النعيمي، أخبرنا محمد بن يوسف، حدثنا محمد بن إسماعيل، حدثنا أحمد بن المقدام، حدثنا فضيل بن سليمان، حدثنا موسى بن عقبة، أخبرني نافع، عن ابن عمر أن عمر بن الخطاب أجلى اليهود والنصارى من أرض الحجاز، وكان رسول الله ﷺ لما ظهر على أهل خيبر أراد أن يخرج اليهود منها، وكانت الأرض حين ظهر عليها لله ولرسوله وللمسلمين، فسأل اليهود رسول الله ﷺ أن يتركهم على أن يكفوا العمل ولهم نصف الثمر، فقال رسول الله ﷺ: **نقرُّكم على ذلك ماشئنا.** فأُقروا حتى أجلاهم عمر في إمارته إلى تيماء وأريحاء[2] .

قال محمد بن إسحاق: فلما سمع أهل فدك بما صنع رسول الله ﷺ بخيبر بعثوا إلى رسول الله ﷺ يسألونه أن يسيرهم ويحقن لهم دماءهم، ويخلوا له الأموال، ففعل. ثم إن أهل خيبر سألوا رسول الله ﷺ أن يعاملهم الأموال على النصف، ففعل على أنا إذا شئنا أخرجناكم، فصالحه أهل فدك على مثل ذلك، فكانت خيبر للمسلمين وكانت فدك خالصة لرسول الله ﷺ، لأنهم لم يجلبوا عليها بخيل ولا ركاب .

فلما اطمأن رسول الله ﷺ أهدت له زينب بنت الحارث امرأة سلام بن مشكم **شاة مصليّة،** وقد سألت أيّ عضو من الشاة أحب إلى رسول الله ﷺ؟ فقيل لها: الذراع، فأكثرت فيها السم، وسمّمت سائر الشاة، ثم جاءت بها فلما وضعتها بين يدي رسول الله ﷺ، تناول الذراع فأخذها فلاك منها مضغة فلم يسغها، ومعه بشر بن البراء بن معرور، وقد أخذ منها كما أخذ رسول الله ﷺ، فأما بشر فأساغها، وأما رسول الله ﷺ فلفظها، ثم قال: إن هذا العظم ليخبرني أنه مسموم، ثم دعا بها فاعترفت، فقال: ما حملك على ذلك؟ قالت: بلغت من قومي ما لم **يَخْفَ عليك،** فقلت: إن كان ملكاً استرحت منه، وإن كان نبياً فسيخبر، فتجاوز عنها رسول الله ﷺ، ومات بشر ابنُ البراء من أكلته التي أكل .

قال: ودخلت أم بشر بن البراء على رسول الله ﷺ تعوده في مرضه الذي توفي فيه، فقال:

---

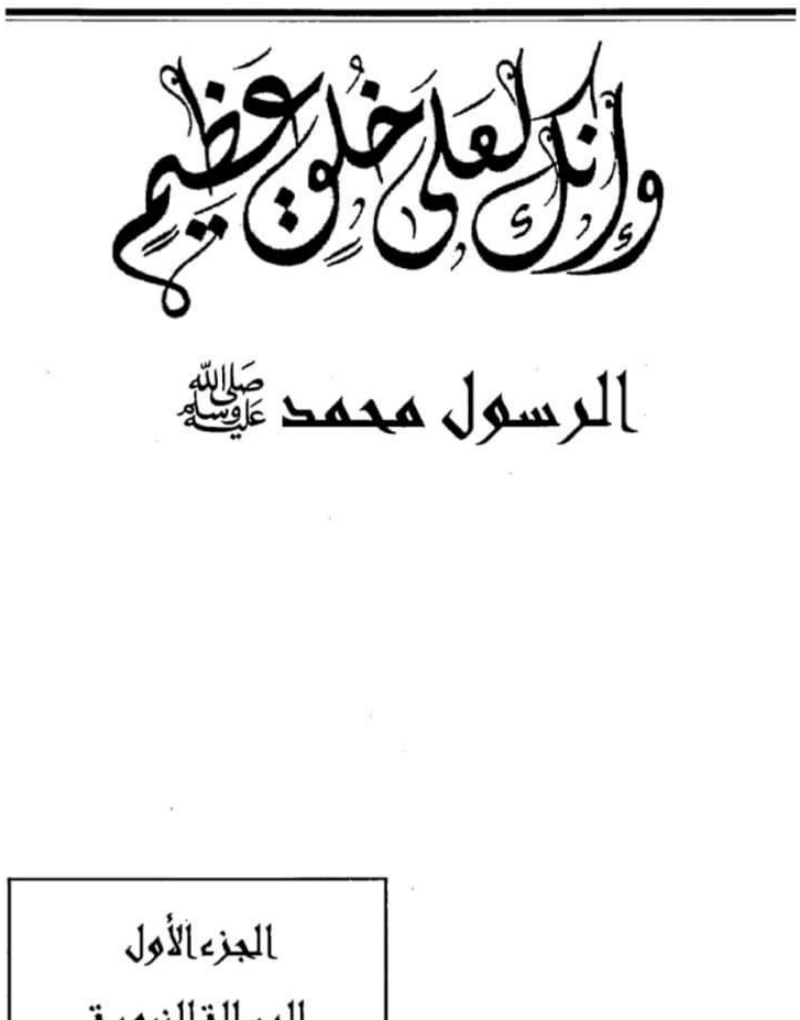
(١) أخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر: ٧/٤٩٥ .

(٢) أخرجه البخاري في فرض الخمس، باب: ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطي المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس ونحوه: ٦/٢٥٢، ومسلم في المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع برقم: (١٥٥١): ٣/١١٨٧-١١٨٨، والمصنف في شرح السنة: ١١/١٨٣-١٨٤ .

کتاب وانک لعلی خلق عظیم

الرسالہ النبوہ ، فکانت ارض فدک خالصتہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فدک کی زمین خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔


وإنك لعلى خلق عظيم

الرسول محمد ﷺ

الجزء الأول

الرسالة النبوية

والبشارة بمحمد ﷺ

أحد كبرائهم، وقد علمت أن رسول الله ﷺ يعجبه الذراع فأكثرت السم فيه، وتناول منه رسول الله ـ ﷺ ولاكها ثم لفظها وقال: إنها شاة مسمومة، وسأل المرأة واليهود فاعترفوا بجريمتهم، وقالوا: قلنا: إن كان ملكًا نستريح منه، وإن كان نبيًّا لا يضره، فعفا عنهم وعن المرأة، ثم إن بشر بن البراء بن معرور مات من أجل هذا السم فأمر بقتل المرأة قصاصًا(١).

استسلام أهل فدك

كان رسول الله ﷺ قد أرسل محيصة بن مسعود إلى يهود فدك بعد وصوله إلى خيبر؛ ليدعوهم إلى الإسلام، فأبطأوا عليه، فلما سمعوا بفتح خيبر داخلهم الرعب، وطلبوا أن يعامل بهم معاملة أهل خيبر، فقبل ذلك منهم، فكانت أرض فدك خالصة لرسول الله ﷺ. ينفق منها على نفسه، ويعول صغير بني هاشم ويزوج أيمهم(٢).

وادي القرى

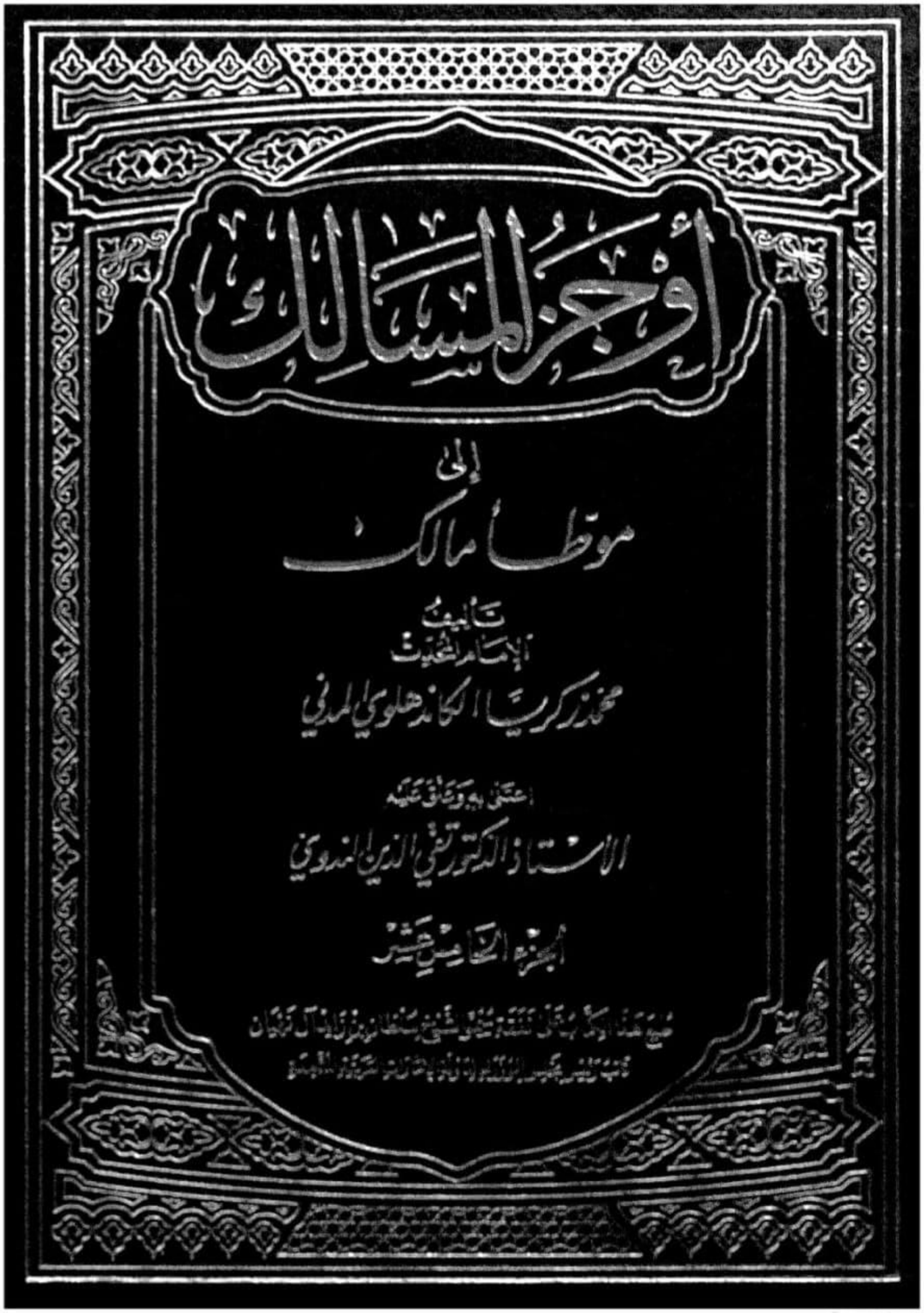
وسار رسول الله ﷺ بعد خيبر إلى وادي القرى، ودعا أهلها ـ وهم يهود ـ إلى الإسلام، فلم يسلموا ولم يستسلموا، وخرجوا للقتال، وبرز منهم رجل فقتله.

* * *

(١) انظر صحيح البخاري ١/٤٤٩، ٢/٦١٠، ٨٦٠، وفتح الباري ٧/٤٩٧، وابن هشام ٢/٣٣٧، ٣٣٨، وزاد المعاد ٢/١٣٩، ١٤٠.

(٢) ابن هشام ٢/٣٣٧، ٣٥٣.

یہ ہی روایت موطا امام مالک میں بھی موجود ہے چلیں اس کا سکین بھی ملاحظہ فرمائیں۔



فَأَمَّا يَهُودُ خَيْبَرَ فَخَرَجُوا مِنْهَا لَيْس لَهُمْ من الثَّمر ولا من الْأَرْض شَيْءٌ، وَأَمَّا يَهُودُ فَدَك فَكانَ لَهُمْ نِصْفُ الثَّمر ونِصْفُ الْأَرْض، لأنَّ رَسُولَ اللّهِ ﷺ كانَ صَالحهُمْ علىٰ نِصْف الثَّمر ونِصْف الْأَرْض،

رسوله ﷺ في سنة سبع صلحاً، وذلك أن النبي ﷺ لما نزل خيبر، وفتح حصونها، ولم يبق إلا ثلاث، واشتدّ بهم الحصار، راسلوا رسول الله ﷺ يسألونه أن ينزلهم على الجلاء، وفعل، وبلغ ذلك أهل فدك، فأرسلوا إلى رسول الله ﷺ أن يصالحهم على النصف من ثمارهم وأموالهم، فأجابهم إلى ذلك فهي مما لم يوجف عليه بخيلٍ ولا ركابٍ، فكانت خالصة لرسول الله ﷺ.

(فأما يهود خيبر فخرجوا منها) أي من خيبر بعد إجلاء عمر ـ رضي الله عنه ـ والحال أنهم **(ليس لهم من الثمر ولا من الأرض شيء)** أي لم يعطهم عمر ـ رضي الله عنه ـ في قيمة الثمر ولا في قيمة الأرض شيئاً، وذلك لأنه ﷺ لما ظهر على خيبر أراد إخراج اليهود منها؛ لأنهم نزلوا على الجلاء، فسألته أن يقرّهم بها على أن يكفوه العمل، ولهم نصف الثمر، فكان إبقاؤهم على نصف الثمر فقط بحذاء عملهم.

(وأما يهود فدك فكان لهم) حين أجلاهم عمر ـ رضي الله عنه ـ **(نصف الثمر ونصف الأرض)** معاً، **(لأن رسول الله ﷺ قد كان صالحهم)** أي أهل فدك حين أراد إجلاءهم في بدء الأمر **(على نصف الثمر ونصف الأرض)** بطلبهم ذلك، قال ابن إسحاق: فكانت له خالصة؛ لأنه لم يوجف عليها بخيلٍ ولا ركابٍ، وقيل: صالحوه على حقن دمائهم والجلاء، ويخلوا بينه وبين الأموال ففعل، قال الواقدي: والأول أثبت القولين، قاله الزرقاني.

وفي «المعجم»: في فدك اختلاف كثير في أمره بعد النبي ﷺ ، وأصح ما ورد عندي في ذلك ما ذكره أحمد بن جابر البلاذري في «كتاب الفتوح» له، فإنه قال: بعث رسول الله ﷺ بعد منصرفه من خيبر إلى أرض فدك محيصة بن مسعود، ورئيس فدك يومئذٍ يوشع بن نون اليهودي، يدعوهم إلى الإسلام،

فکانت خالصۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امید ہے اب آپ شبلی نعمانی کی کتاب سیرت الفاروق کو چھوڑ کر آگے بڑھیں گے اور فدک کو ملکیت تسلیم کریں گے ۔ ہم تو سینکڑوں دلائل رکھتے ہیں۔ بھائی پھر عرض کر رہا ہوں یہ آیت سورہ انفال کی مال غنیمت پر ہے نہ کہ مال فئی پر فلحال اب آپ ان حوالہ جات کا رد پیش کریں بقایا آپ کو یاد کروادو کہ سورہ الحشر کی آیت نمبر 7 منسوخ ہے نہ کہ 6۔

جعفر صادق: اللہ کی پناہ۔ میرے ہر ٹرن میں کئی اشکالات و سوالات پوچھے جاتے رہے ہیں اور آپ فرمارہے ہیں کہ میرا کونسا سوال آپ پر قرض ہے۔ چلیں آپ کا جو دین و ایمان۔ انسان کے لئے سب سے بڑی عدالت ضمیر کی عدالت ہوتی ہے۔

☜ آپ پی ڈی ایف میں دیکھ لیجئے گا۔ تمام سوالات پوری گفتگو میں تلاش کر کے لکھنا اس وقت ممکن نہیں ہے۔

آپ کا بار بار ایک ہی آیت (سورت الحشر 7) تک رہنا اور اسی پر گفتگو کرنا کیا ظاہر کرتا ہے؟

سورت الحشر آیت 7 منسوخ آیت نہیں ہے۔

آپ کے دلائل کا پہاڑ دراصل رائی کا پہاڑ ہے۔ میں ابھی سورت الحشر آیت 7 کے متعلق تحقیق کر رہا تھا۔

کیا سورت الحشر آیت 7 واقعی منسوخ شدہ آیت ہے؟

* علمائے کرام کے ہاں اس پر کوئی اتفاق رائے نہیں ہے۔* اگرچہ مختلف اقوال موجود ہیں، اس لئے شیعہ مناظر کی طرف سے اس آیت کو منسوخ قرار دینا حتمی بات نہیں ہے۔ چند مضبوط قرائن اس مؤقف کے خلاف ہیں۔

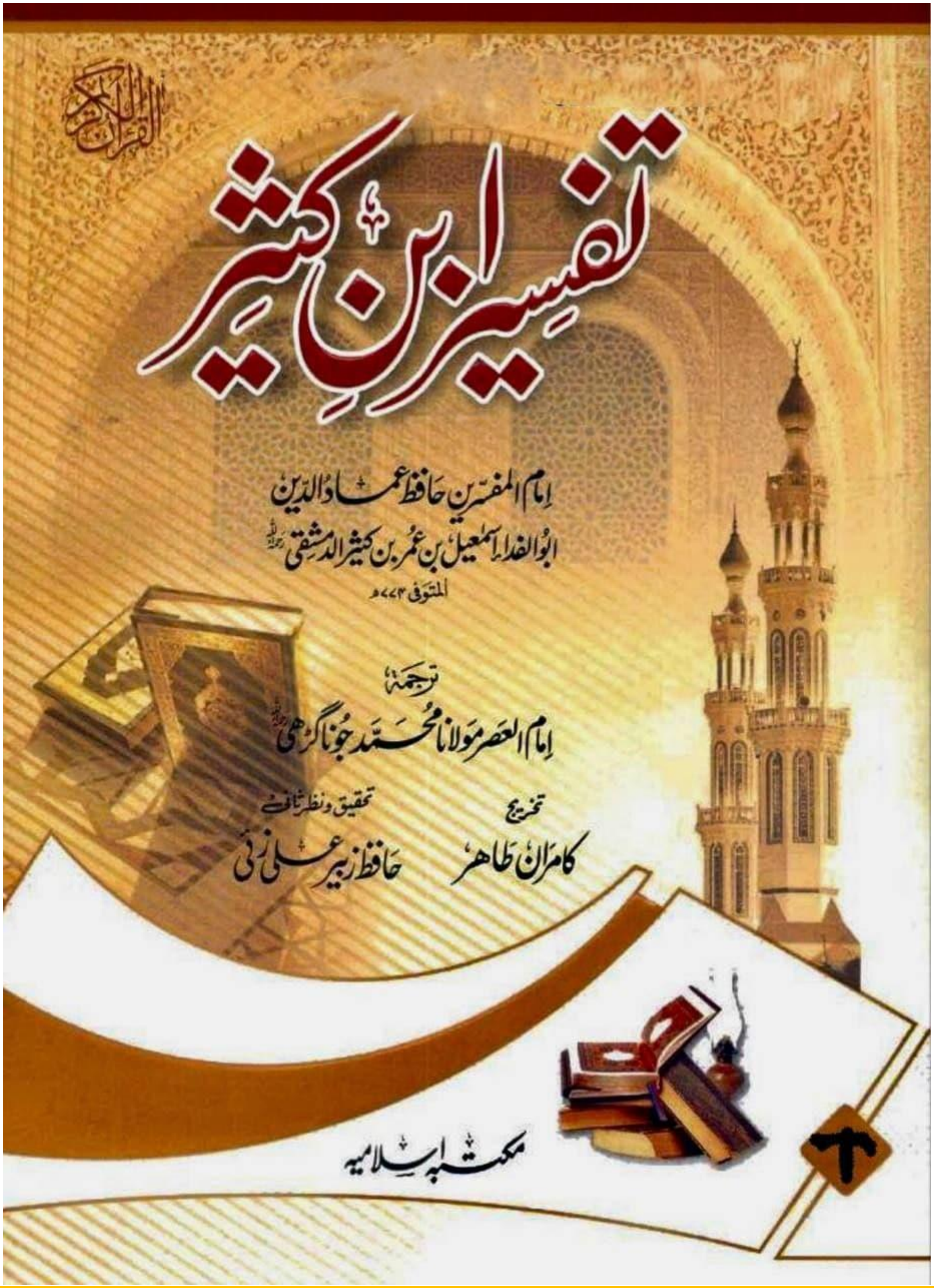
سورت الانفال آیت 41 ☜ غزوہ بدر کے موقعہ پر نازل ہوئی۔ آیت میں دو فوجوں / جماعتوں کی جنگ کا ذکر اسی کی طرف اشارہ ہے۔

سورت الحشر آیت 7 ☜ غزوہ بنی نضیر کے موقعہ پر نازل ہوئی جو غزوہ بدر کے بعد ہوا تھا۔

اب یہ گتھی سلجھانا آپ کے ذمے ہے کہ * ناسخ آیت پہلے (غزوہ بدر) اور منسوخ آیت بعد میں (غزوہ بنی نضیر) میں کیسے نازل ہو سکتی ہے؟ *

مزید تفصیل تفسیر ابن کثیر سے پیش کر رہا ہوں۔

☟ ☟ ☟ ☟ ☟



ایڈمن فرمان صاحب کی دخل اندازی اور اپنے شیعہ مناظر کی طرف داری

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ
الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ تعالیٰ کا ہے اور رسول ﷺ کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا اور راہ چلتے مسافروں کا اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا ہے جو دن حق و باطل کی جدائی کا تھا جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں' اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔[۴۱]

مال غنیمت کی تقسیم اور مستحق افراد: [آیت:۴۱] اللہ تعالیٰ یہاں مال غنیمت کی تفصیل بیان کرتا ہے جو اس نے خاص طور پر اس امت کے لئے حلال کیا ہے۔ اس سے قبل اگلی امتوں پر یہ حرام تھا۔ غنیمت وہ مال ہے جو کفار پر چڑھائی و حملہ کرنے کے بعد حاصل ہوا ہو۔ اور فے وہ مال ہے جو بغیر لڑے بھڑے ہاتھ آ جائے۔ مثلاً ان سے صلح کر کے کچھ مال بطور تاوان وصول کیا جائے یا وہ مال جس کا کوئی وارث نہ ہو یا جزیہ یا خراج وغیرہ کا مال ہو۔ امام شافعی اور دیگر علمائے سلف و خلف رحمہم اللہ کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے۔ لیکن بعض علما غنیمت کا اطلاق ''فے'' اور فے کا غنیمت پر کرتے ہیں۔ اسی لئے قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس آیت سے سورۂ حشر کی یہ آیت ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ﴾ منسوخ ہو گئی ہے۔ اور اس طرح مال غنیمت کے پانچ حصوں میں سے چار حصے تو مجاہدین کو ملیں گے اور ایک حصہ ان کو ملے گا جن کا ذکر اس آیت میں آیا ہے (یعنی رسول' قرابت دار' یتیم' مساکین اور مسافر لوگ) لیکن یہ قول قابل قبول نہیں۔ کیونکہ یہ آیت جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی ہے اور وہ آیت ''بنو نضیر'' کے بارے میں اتری ہے اور علمائے سیر و مغازی (تاریخ دانوں) میں سے کسی کو بھی اس بارے میں اختلاف نہیں ہے کہ قصہ بنو نضیر جنگ بدر کے بعد کا ہے اور نہ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہے لیکن جو لوگ فے اور غنیمت میں فرق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ آیت تو فے کے بارے میں اتری ہے اور یہ غنیمت کے بارے میں۔ اور کچھ لوگ فے اور غنیمت کے معاملہ کو امام کی رائے پر موقوف رکھتے ہیں کہ جیسی اس کی مرضی ہو ویسا کرے اس طرح ان دونوں آیات (آیت حشر اور آیت تخمیس) میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

آیت میں بیان ہے کہ خمس یعنی پانچواں حصہ مال غنیمت میں سے نکال دینا چاہئے۔ چاہے وہ کم ہو یا زیادہ ہو گو سوئی ہو یا دھاگہ ہی ہو۔ پروردگار عالم فرماتا ہے جو خیانت کرے گا وہ اسے لے کر قیامت کے دن پیش ہو گا اور ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا بدلہ ملے گا کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ کہتے ہیں کہ خمس میں سے اللہ کے لئے حصہ کعبے میں داخل کیا جائے گا۔ حضرت ابو العالیہ ریاحی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ غنیمت کے مال کے رسول اللہ ﷺ پانچ حصے کرتے تھے' چار تو مجاہدین میں تقسیم ہوتے پانچویں میں سے آپ ﷺ مٹھی بھر کر نکال لیتے اسے کعبے میں داخل کر دیتے پھر جو بچا اس کے پانچ حصے کر ڈالتے ایک رسول اللہ ﷺ کا' ایک قرابت داروں کا' ایک یتیموں کا' ایک مسکینوں کا' ایک مسافروں کا' یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے حصے کا نام صرف بطور تبرک ہے رسول اللہ ﷺ کے حصے کے بیان کا گویا وہ شروع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کوئی لشکر بھیجتے اور غنیمت کا مال ملتا تو آپ ﷺ اس کے پانچ حصے کرتے اور پھر پانچویں حصے کے پانچ حصے کر ڈالتے۔ پھر آپ ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پس یہ فرمان کہ ﴿اَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ﴾ یہ صرف کلام کے شروع کے لئے ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

جعفر صادق:(ایڈمن فرمان کی مداخلت) یک محاورہ یاد آ گیا ہے۔ لیکن لکھنا مناسب نہیں ہے۔ آپ کے لئے عزت ہے۔

@بخش حسین حیدری شیعہ: مجھے بھلے 21 توپوں کی سلامی دیں لیکن پہلے یہ **تو ثابت کریں کہ راوی * علی بن محمد زبیر * جس کا ذکر آپ کرتے آ رہے ہیں۔ وہ کونسا والا راوی ہے؟**

1: علی بن محمد بن زبیر

2: علی بن محمد زبیر قرشی

☜ میں نے دونوں راویوں کے احوال شیعہ اسماء الرجال سے دکھا دئے ہیں۔ سب سے اہم دلیل تو شیخ مفید کی **تھذیب الاحکام** سے دی گئی ہے، جس نے اس روایت کو * **قبول** * کیا ہے۔ آپ کے شیخ مفید کو امام باقر کے قول پر کوئی اعتراض نہیں لیکن آپ شاید اس سے زیادہ بڑے عالم ہیں کہ اس کی بات کو ردی کی ٹوکری میں ڈال رہے ہیں!

* طئے شدہ شرائط میں شرط نمبر 5 کے مطابق آپ پابند ہیں کہ دلائل کا رد اسی درجہ کی روایت یا کسی دلیل سے کر سکتے ہیں۔ *

سورت الحشر آیت نمبر لکھنے میں غلطی: مجھ سے آیت نمبر لکھنے میں غلطی ہو گئی تھی، انسان میں اتنا تو ظرف ہونا چاہئے کہ اس قسم کی غلطیوں کو در گذر کر دیا کرے۔

☜ دوسری بات سورت الحشر آیت 7 کا منسوخ ہونا اور سورت الانفال آیت 41 کا ناسخ ہونا مشکوک معاملہ ہے۔ علماء کرام کے نزدیک یہ ایک متنازعہ معاملہ ہے کیونکہ دونوں جنگوں کے مواقع مختلف ہیں اور دونوں آیات کا ان مواقع پر نزول کا انکار بھی ممکن نہیں ہے۔ آپ کوشش کر کے اس کا کوئی علمی رد لائیں۔

تمام اموال غنیمت ہی ہیں کیونکہ جنگوں کی وجہ سے یا ان جنگوں کے اثرات دیکھ کر خوف کی وجہ سے ہی لوٹ کر آئے تھے، اور تفاسیر کے مطابق علمائے کرام کی بھی یہی رائے ہے۔

ایسی ملکیت جو کفار مشرک اور یہودیوں سے حاصل ہوئی ہو، اسے * **نبی کی ذاتی ملکیت** * قرار دینا عقلی و نقلی طور پر درست نہیں ہے۔ تمام سُنی و شیعہ مفسرین نے تسلیم کیا ہے کہ یہودیوں نے خیبر کی فتح دیکھ کر حالت خوف میں نبی کریم کو بحیثیت حکمران آدھا فدک با قائدہ معاہدہ کر کے دیا تھا تاکہ انہیں امن و سکون حاصل ہو سکے۔ یہ ملکیت خود نبی کریم نے بھی ذاتی ملکیت نہیں سمجھی اور عین قرآن کریم کے مطابق فدک کی آمدنی کو پوری زندگی خرچ کیا بلکہ تمام خلفائے راشدین کے دور میں بھی عین سنت نبوی کے مطابق فدک کی آمدنی خرچ کی جاتی رہی، کسی خلیفے نے مال فئی کو ذاتی ملکیت نہیں بنایا اور نہ ہی کسی خلیفہ کی اولاد کو بطور ورثہ دیا گیا اور نہ کسی خلیفہ نے اس ملکیت سے کوئی دنیاوی فائدہ حاصل کیا۔ * تمام اہل بیت نہ صرف اس مال فئی کا حصہ وصول کرتے رہے بلکہ خرچ بھی کرتے رہے۔ * اہل بیت کا حق غصب نہیں ہوا بلکہ خلفائے راشدین کے دور میں برابر ملتا بھی رہا۔ یہ حقائق اظہر من الشمس ہیں۔

میں نے دو طرح سے آپ کا رد کیا ہے۔

1: سورت الحشر آیت 7 منسوخ اور سورت الانفال آیت 41 اس کی ناسخ کہنا حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ مضبوط قرائن اس کے خلاف ہے۔ اس کے متعلق علماء کی آراء بھی مختلف ہیں۔

2: سورت الانفال آیت 41 میں تمام اقسام کے مال کا ذکر ہے، *مال فئی اس میں کیوں شامل نہیں ہے اس پر آپ کو کوئی مضبوط دلیل دینی ہوگی۔* سُنی وشیعہ مفسرین غنائم میں دونوں مال انفال اور فئی کا ذکر کرتے آرہے ہیں۔

1: مال انفال: کفار کا مال جو باقائدہ لشکر کشی سے حاصل کیا جائے۔

2: مال فئی: کفار کا مال جو بغیر لشکر کشی سے کفار مرعوب ہو کر دے دیں۔

☜ علماء کرام کے مطابق بعد از نبی ان دونوں قسم کے مال کی تقسیم امام کی رائے پر ہے۔

آپ کو یہ نکتہ ثابت کرنا تھا کہ *مال غنیمت کا مطلب صرف مال انفال ہے اور مال فئی اس سے الگ ہے۔* کم علمی کی بات اس وقت ہوتی جب میری کوئی ذاتی رائے ہوتی۔ میں جو کہتا رہا ہوں اس کی تائید سُنی وشیعہ کتب سے دکھاتا بھی آرہا ہوں۔

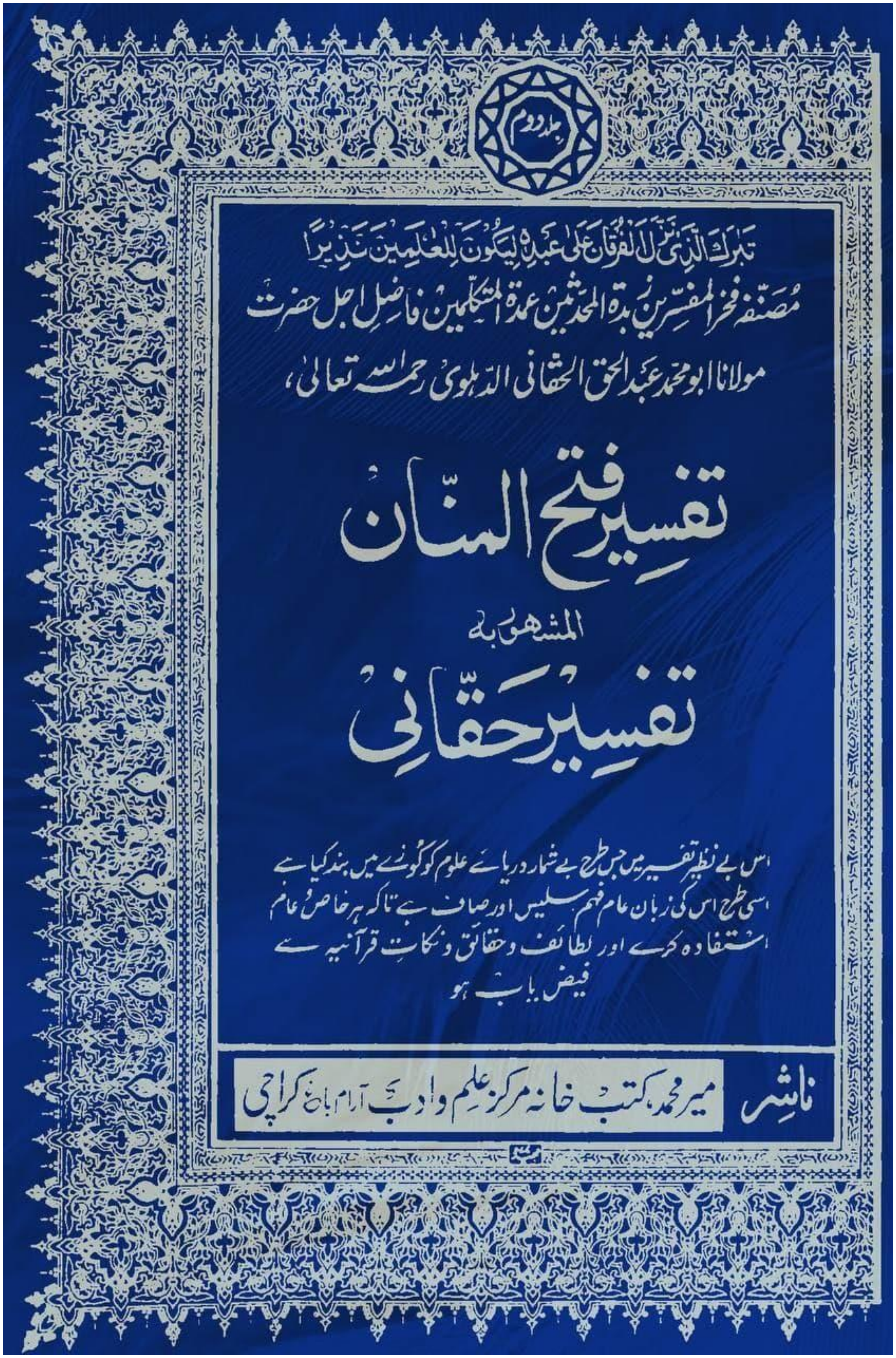
مال انفال اور مال فئی دونوں ہی مال غنیمت کی اقسام ہیں۔

شیعہ مناظر کی طرف سے تفسیر حقانی کے عکس اور اسی کتاب سے اہل سنت کی تائید کہ مال فئی اور غنیمت ایک ہی چیز ہے۔

دل تو چاہ رہا ہے کہ اس پر شیعہ کتب سے مزید دلائل دوں لیکن میں مدعی نہیں ہوں۔ دلیل دینا آپ کا کام ہیں۔ الحمد للہ میں نے اپنا کام مکمل ایمانداری کے ساتھ بخوبی انجام دیا ہے۔ گروپ ممبرز ہماری گفتگو پڑھ کر خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ فدک کے متعلق اہل سنت واہل تشیع کے مابین کس کا مؤقف قرآن وسنت کے عین مطابق ہے اور کس مسلک کے عقلی ونقلی دلائل مضبوط ہیں۔

آپ فدک کو نبی کی ذاتی ملکیت ثابت کرکے دکھائیں گے تو تسلیم بھی کروں گا۔ میرا ایمان ہے کہ قیامت تک آپ ثابت نہیں کرسکتے۔ *دور نبوی تو ایک طرف آپ خلفائے راشدین کے پورے چالیس پچاس سالہ دور میں فدک کو کسی ایک خلیفہ کی ذاتی ملکیت ثابت نہیں کر سکتے۔* جتنا دل چاہے زور لگائیں آپ کو ایک بھی دلیل نہیں ملے گی۔ ان شاء اللہ۔

میں اسی تفسیر حقانی سے دکھا دیتا ہوں کہ فئی اور غنیمت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور اسی کی ایک قسم ہے اور اس مال کے حقدار وہی ہیں جو قرآن میں بیان کئے گئے ہیں۔* چاہے سورت الحشر آیت 7 پر ایمان رکھیں یا چاہے سورت الانفال آیت 41 پر ایمان رکھیں۔ دونوں صورتوں میں یہ مال نبی کی ذاتی ملکیت ثابت نہیں ہوتا۔*


جلد دوم
تبٰرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا
مصنفہ فخر المفسرین زبدۃ المحدثین عمدۃ المتکلمین فاضل اجل حضرت
مولانا ابو محمد عبدالحق الحقانی الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ،
تفسیر فتح المنان
المشہور بہ
تفسیر حقانی
اس بے نظیر تفسیر میں جس طرح بے شمار دریائے علوم کو کوزے میں بند کیا ہے
اسی طرح اس کی زبان عام فہم سلیس اور صاف ہے تاکہ ہر خاص و عام
استفادہ کرے اور لطائف و حقائق و نکات قرآنیہ سے
فیض یاب ہو
ناشر
میر محمد، کتب خانہ مرکزِ علم و ادب آرام باغ کراچی

ان للہ خمسہ والثانی ان الفاء زائدۃ وان بدل من الاولے اذ انتم بدل ہے یوم سے العدوۃ بالضم والکسر القصوٰے علے الاصل والقیاس ان تکون القصیا کالدنیا لانہا صفۃ تقلب واو ہا یاءً فرقا بین الاسم والصفۃ ؛

تفسیر

چونکہ کفار کے ساتھ جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا اور نصرت و مدد الٰہی کا وعدہ ہوا تھا جس سے کفار پر فتح و غلبہ اور ان کے مال پر قبضہ ہونا سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کے بعد اس مال کی تقسیم اور اس کے حصّے بیان کرنے کی بھی ضرورت ہے اس لئے واعلموا انما غنمتم من شیء ، الانفال للہ والرسول کے بعد اس کی تصریح و تشریح کے لئے نازل کیا۔

واضح ہو کہ فئ اور غنیمت اکثر اہل علم کے نزدیک ایک ہی چیز ہے یعنی وہ مال کو جو غلبہ سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور فئ بعض اہل علم کے نزدیک وہ مال ہے کہ جو بغیر جنگ وجدل کفار سے ہاتھ آوے جیسا کہ وہ مسلمانوں سے دب کر جزیہ دینا قبول کریں یا وہ محصول جو ان سے لیا جاتا ہے یا ان کے لاوارث مال۔ غنیمت کی تقسیم خواہ وہ کسی قدر ہو (مگر غیر منقول اسباب جائداد و املاک محققین[1] کے نزدیک اس سے مستثنیٰ ہیں وہ امام کے اختیارات میں رہیں گے جن کو وہ حسب ضرورت خرچ کرنے کا مجاز رکھتا ہے) اس آیت میں یوں تقسیم کی گئی کہ کل مال کے پانچ حصّے کرکے ان میں سے ایک حصّہ جس کو خمس کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اور رسولؐ اور رسولؐ کے قرابت مندوں اور فقیروں اور یتیموں اور مسافروں کے لئے ہوگا۔ یعنی اس خمس کے پانچ حصّے کئے جاویں گے۔ مگر ابو العالیہؒ کہتے ہیں کہ اس کے چھ حصّے کئے جاویں گے پانچ تو یہی اور چھٹا اللہ تعالیٰ کا حصّہ خانۂ کعبہ کی تعمیر کے لئے ہوگا کیونکہ للہ بھی مذکور ہے۔ جمہور کے نزدیک لفظ اللہ محض تعظیم کے لئے افتتاح کلام میں آیا ہے جیسا کہ قل الانفال للہ والرسول میں آیا ہے کیونکہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں اس کو حصّہ کی کیا حاجت ہے اور تعمیر کعبہ امام اور اہل اسلام کا فرض ہے اور نیز خیبر کے غنائم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے یہی فرمایا تھا کہ صاحبو! میرے لئے تو اس میں سے خمس ہے سو وہ بھی تمہیں لوگوں کو الٹ کر دیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حصّہ آپؐ کے مصارف خانہ داری میں صرف ہوتا تھا اور ذوی القربےٰ کے حصّہ کو اپنے اقارب میں صرف کرتے تھے۔ حضرتؐ کے اقارب کی تفسیر میں کہ جن کو حصّہ دیا جاتا تھا اہل علم کے مختلف قول ہیں بعض نے سب قریش کو لیا ہے۔ مجاہد و علی بن حسین نے بنی ہاشم کو خاص کیا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک بنی ہاشم اور بنی المطلب مراد ہیں نہ بنی عبد شمس نہ بنی نوفل۔ کیونکہ جبیر بن مطعم و عثمان[2] نے آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ آپؐ نے بنو المطلب کو دیا حالانکہ ہم اور وہ آپؐ سے قرابت میں مساوی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ اور بنی ہاشم ایک ہی ہیں یعنی انہوں نے جاہلیت میں اسلام کی مدد کی تھی (فی الصحیح) فقرا اور مسافرین اور یتامیٰ میں جمہور کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور غیر قرابت کی کچھ قید نہیں کوئی ہو۔ مگر امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک ان میں بھی قرابت کی قید ہے۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد[2] اس خمس کی تقسیم میں علماء کے دو قول ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حصّہ جمہور کے نزدیک جن میں امام ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ بھی ہیں اسلام کے مصارف اور اس کی ضرورتوں میں صرف ہوگا کیونکہ اب آپؐ کو کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ چنانچہ اعمشؒ نے ابراہیمؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ آپؐ کا حصّہ ہتھیاروں اور اسباب جہاد کی خرید میں

[1] امام ابو حنیفہؒ بھی یہی فرماتے ہیں ۱۲ منہ

[2] یعنے بعد وفات ۱۲ منہ

خالص رسول کا لیکن * ذاتی ملکیت * ہر گز نہیں کیونکہ قرآن میں کئی حقدار بیان کئے گئے ہیں۔


تفسیر حقانی پارہ ۲۸ ۲۵ سورۂ حشر قد سمع اللہ

کرنا منظور تھا۔ (بخاری کی کتاب التفسیر سے یہی متبادر ہوتا ہے)

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ
اور جو کچھ اللہ نے ان سے لے کر اپنے رسول کو دلا دیا ہے
فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا
تو اس پر تم نے نہ تو گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ
رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ
اونٹ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر
عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر
قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
قادر ہے جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو بستیوں والوں
مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَ
سے لے کر دیا ہے سو وہ اللہ اور رسول اور
لِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں
وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ
اور مسافروں کے لیے ہے تاکہ وہ
بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ
دولت مندوں میں نہ پھرتا رہے اور جو کچھ تم کو رسول دے
فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ
اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو اور
اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝
اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ کی سخت سزا ہے

تفسیر

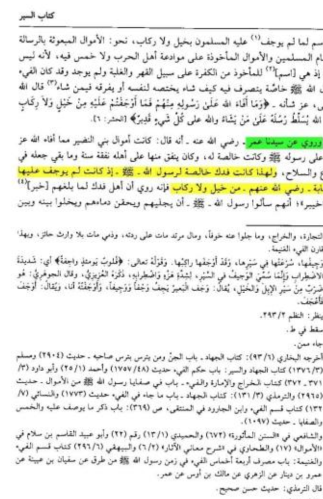
اس کے بعد بنی نضیر کے مال و اسباب کی بابت فرماتا ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور جس کو وہ نہ لے جا سکے:۔

فقال وما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب الخ مبرد کہتے ہیں فاء یفئ کے معنی ہیں رجوع کے اور افاء اللہ جب کہتے ہیں کہ جب اللہ بھیجے۔ ازہری کہتے ہیں فئ اس مال کو کہتے ہیں جو بغیر جنگ مخالفوں سے حاصل ہو خواہ اس طور سے کہ کفار چھوڑ کر چلے جائیں یا جزیے کے طور پر ادا کریں یا رعب میں آکر جان بچانے کے لیے کچھ رقم یا چیزیں دیں یہ سب فئ ہے۔ اس کو لغوی معنی کے لحاظ سے فئ اس لیے کہتے ہیں کہ کفار سے اللہ نے مسلمانوں کے پاس بھیجا ہو۔ برخلاف غنیمت کے کہ جنگ و جدل محنت و مشقت سے جو مال کفار سے ہاتھ لگے اس کو غنیمت کہتے ہیں۔ انفال کہ جس کا شروع سورۂ انفال میں ذکر ہے اس کے دو معنی ہیں۔ کبھی تو وہ غنیمت کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے کس لیے کہ نفل کے معنی لغت میں زیادت کے ہیں اور فرض کے علاوہ نماز کو اس لیے نفل کہتے ہیں کہ وہ زائد علی الفرض ہے اور غنیمت بھی جہاد کے اصل مقصود اعلاء کلمۃ اللہ سے ایک زائد بات ہے اس لیے اس کو انفال کہتے ہیں۔ اور کبھی سردار لشکر کے اس انعام کو بھی کہتے ہیں جو وہ کسی خاص مردانہ کام کے مقابلے میں معین کرتا ہے۔
انفال کی تقسیم کا حکم اللہ اور رسول کے سپرد ہونا بیان کرکے پھر اس کی تقسیم بھی ذکر کر دی گئی۔ (دیکھو سورۂ

لہ یعنی یہود بنی نضیر کے مال بلا مشقت خدا نے رسول کو دیے ۱۲ منہ

۴۸۵

اس اسکین میں کونسی نئی بات ہے۔ وہی فدک کا بغیر لڑائی ملنا جب خیبر فتح ہو گیا۔ اس اسکین سے تو میرے مؤقف کی تائید ہو رہی ہے۔ صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ اہل فدک (یہودیوں) نے خیبر کی فتح دیکھ کر ڈر سے فدک نبی کے حوالے کیا اس لئے یہ مال فئی صرف نبی کے لئے ہو گا۔ اس کے بعد فدک کی آمدنی کو نبی نے مختلف مصارف میں خرچ کیا۔ *یعنی نبی کریم نے سیدہ فاطمہ کو فدک ہبہ نہیں کیا تھا۔*


كتاب السير ٤٦٨

فهو اسم لما لم يوجف(١) عليه المسلمون بخيل ولا ركاب، نحو: الأموال المبعوثة بالرسالة إلى إمام المسلمين والأموال المأخوذة على موادعة أهل الحرب ولا خمس فيه، لأنه ليس بغنيمة إذ هي [اسم](٢) للمأخوذ من الكفرة على سبيل القهر والغلبة ولم يوجد وقد كان الفيء لرسول الله ﷺ خاصّة يتصرف فيه كيف شاء يختصه لنفسه أو يفرقه فيمن شاء(٣) قال الله - تعالى، عز شأنه - ﴿وَمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [الحشر: ٦].

وروي عن سيدنا عمر - رضي الله عنه - أنه قال: كانت أموال بني النضير مما أفاء الله عز وجل على رسوله ﷺ وكانت خالصة له، وكان ينفق منها على أهله نفقة سنة وما بقي جعله في الكراع والسلاح، ولهذا كانت فدك خالصة لرسول الله - ﷺ - إذ كانت لم يوجف عليها الصحابة - رضي الله عنهم - من خيل ولا ركاب فإنه روي أن أهل فدك لما بلغهم [خبر](٤) أهل «خيبر»؛ أنهم سألوا رسول الله - ﷺ - أن يجليهم ويحقن دماءهم ويخلوا بينه وبين

= التجارة، والخراج، وما جلوا عنه خوفاً، ومال مرتد مات على ردته، وذمي مات بلا وارث حائز، وبهذا فارق الفيء الغنيمة.

(١) وَجِيفُها، سُرْعَتُها في سَيْرِها، وَقَدْ أَوْجَفَها راكِبُها. وَقَوْلُهُ تعالى: ﴿قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ﴾ أي: شديدة الاضطراب وَإِنَّما سُمِّيَ الْوَجِيفُ في السَّيْرِ، لِشِدَّةِ هَزِّهِ وَاضْطِرابِهِ، ذَكَرَهُ الْعُزَيْزِيُّ، وقال الجوهريُّ: هُوَ ضَرْبٌ مِنْ سَيْرِ الإِبِلِ وَالْخَيْلِ، يُقالُ: وَجَفَ الْبَعِيرُ يَجِفُ وَجْفاً وَوَجِيفاً، وَأَوْجَفْتُهُ أنا، وَيُقالُ: أَوْجَفَ فَأَعْجَفَ.
يُنظر: النظم ٢/ ٢٩٣.

(٢) سقط في ط.

(٣) جاء ممن.
أخرجه البخاري (٦/ ٩٣): كتاب الجهاد - باب المجن ومن يترس بترس صاحبه - حديث (٢٩٠٤) ومسلم (٣/ ١٣٧٦) كتاب الجهاد والسير: باب حكم الفيء، حديث (٤٨/ ١٧٥٧) وأحمد (١/ ٢٥) وأبو داود (٣/ ٣٧١ - ٣٧٢) كتاب الخراج والإمارة والفيء - باب في صفايا رسول الله ﷺ من الأموال - حديث (٢٩٦٥) والترمذي (٣/ ١٣١): كتاب الجهاد - باب ما جاء في الفيء حديث (١٧٧٣) والنسائي (٧/ ١٣٢) كتاب قسم الفيء، وابن الجارود في المنتقى، ص (٣٦٩): باب ذكر ما يوصف عليه والخمس والصفايا - حديث (١٠٩٧).
والشافعي في «السنن المأثورة» (٦٧٢) والحميدي (١/ ١٣) رقم (٢٢) وأبو عبيد القاسم بن سلام في «الأموال» (١٧) والطحاوي في «شرح معاني الآثار» (٢/ ٦) والبيهقي (٦/ ٢٩٦) كتاب قسم الفيء والغنيمة: باب مصرف أربعة أخماس الفيء في زمن رسول الله ﷺ من طرق عن سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن الزهري عن مالك بن أوس عن عمر.
قال الترمذي: حديث حسن صحيح.

(٤) سقط من ط.

کتاب بدائع الصنائع: آپ کی سوئی ایک ہی جگہ اٹکی ہوئی ہے۔ اللہ کے بندے۔۔۔ فدک * **نبی کریم کا خالص** * اس لئے کہا گیا ہے تاکہ باقی مال انفال سے الگ کیا جا سکے۔ اس سے مراد * نبی کی ذاتی ملکیت * کیسے تسلیم کریں جبکہ سُنی شیعہ جیّد علماء حتی کہ امام باقر کا ثابت شدہ قول بھی آپ کے خلاف ہے۔

* **ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ ذاتی ملکیت میں کوئی دوسرا حصیدار نہیں ہوتا اور ایسی ملکیت جس کے کئی حقدار ہوں وہ کسی ایک کی ملکیت نہیں ہوتی!** * پتہ نہیں کیوں آپ کے سمجھ میں یہ نکتہ نہیں آرہا۔ صرف خالص نبی کا لفظ دکھانے کے چکر میں اتنے سارے اسکینز بھیج دئے ہیں جبکہ اس کے متعلق پہلے بھی آپ مختلف اسکینز دکھا چکے ہیں، اگر واقعی سچے ہوتے تو میرے اشکالات کو پہلے ہی کلیئر کر چکے ہوتے۔

بحر حال اب آپ کا وقت تمام ہوا۔

میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ روز آپ کے نئے نئے اسکینز پر جوابات لکھتا رہوں۔

تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ آپ مجھے جواب دینے کے لئے تیار نہیں اور سائل ہو کر مجھے ہی دلائل اور علمی رد بھی کرنا پڑ رہا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اعتراضات اور سوالات میں پوچھتا رہتا اور آپ بحیثیت مدعی ان اعتراضات کا علمی رد کرتے رہتے تاکہ آپ کا دعوی مضبوط اور سچا ہوتا!

سنة ٧ هـ ٢٠١

يخرج، فلما نزل خيبر اخذته، فاخذ ابو بكر الصديق الراية، فقاتل قتالاً شديداً، ثم رجع فاخذها عمر بن الخطاب، فقاتل قتالاً اشد من الاول، ثم رجع فاخبر بذلك رسول الله ﷺ وسلم فقال: «أمّا والله لاعطين الراية غداً رجلاً يحب الله ورسوله، ويحبه الله ورسوله. كراراً غير فرار، يأخذها عنوة» فتطاول المهاجرون والانصار، وكان علي بن ابي طالب غائباً، فجاء وهو ارمد قد عصب عينيه، فقال له رسول الله ﷺ: ادن مني، فدنا منه، فتفل في عينيه، فزال وجعهما، ثم أعطاه الراية، فنهض بها، وعليه حلة حمراء، وخرج مرحب صاحب الحصن، وعليه مغفرة، وهو يقول:

قد علمت خيبر اني مرحب — شاكي السلاح بطل مجرب

فقال علي:

انا الذي سمّتني امي حيدره — اكيلكم بالسيف كيل السندره

فاختلفا بضربتين، فَقَدَّتْ ضربة علي المغفر وراس مرحب، وسقط على الارض. وروى ابن إسحاق خلاف ذلك، والذي ذكرنا هو الاصح، وفتحت المدينة على يد علي رضي الله عنه، وذلك بعد حصار بضع عشرة ليلة، وحكى ابو رافع مولى رسول الله ﷺ قال: خرجنا مع علي رضي الله عنه، حين بعثه رسول الله ﷺ إلى خيبر، فخرج إليه اهل الحصن، وقاتلهم علي رضي الله عنه، فضربه رجل من اليهود، فطرح ترس علي من يده، فتناول باباً كان عند الحصن، فتترس به، ولم يزل في يده وهو يقاتل حتى فتح الله عليه، ثم القاه من يده.

فلقد رايتني في سبعة نُفَر انا ثامنهم، نجهد على ان نقلب ذلك الباب فما نقلبه.

وكان فتح خيبر في صفر، سنة سبع للهجرة، وسأل اهل خيبر رسول الله ﷺ الصلح، على ان يساقيهم على النصف من ثمارهم، ويخرجهم متى شاء، ففعل ذلك، وفعل ذلك اهل فدك فكانت خيبر للمسلمين، وكانت فدك خالصة لرسول الله ﷺ لانها فتحت بغير إيجاف خيل، ولم يزل يهود خيبر كذلك إلى خلافة عمر رضي الله عنه، فاجلاهم منها، ولما فرغ رسول الله ﷺ من خيبر، انصرف إلى وادي القرى، فحاصره ليلة وافتتحه عنوة، ثم سار إلى المدينة، ولما قدمها وصل إليه من الحبشة بقية المهاجرين، ومنهم جعفر بن ابي طالب، فروي ان النبي ﷺ قال: ما ادري بايهما أسَرُّ، بفتح خيبر ام بقدوم جعفر، وكان النبي ﷺ قد كتب إلى النجاشي

وہی پرانی بات۔۔اگر فدک پر دوسرے مسلمانوں (یتیموں، مسکینوں اور مسافروں) کا حق نہیں تھا تو بعد از نبی خلفائے راشدین میں سے کسی نے ذاتی ملکیت کیوں نہیں بنایا؟ جبکہ آپ کے نزدیک خلفائے ثلاثہ تو معاذاللہ دنیاپرست تھے؟ یہ کیسے مفاد پرست لوگ تھے کہ ملکیت غضب کر کے آخرت تو خراب کی لیکن دنیا کا عیش و آرام بھی حاصل نہ کیا؟ سوچئے گا ضرور۔

کتاب الثقات: بس مخصوص لفظ (خالص) دکھا کر جو چاہیں استدلال نکال لینا کوئی آپ لوگوں سے سیکھے۔ آگے پیچھے مضبوط حقائق کون دیکھے گا؟ بالفرض مال فئی واقعی نبی کی ذاتی ملکیت ہو تا تو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو روکنے والا کون تھا؟ اپنی بیٹیوں کا حصہ بھی چھوڑ دیا۔ کمال ہے۔ کتنے عجیب صحابہ تھا۔ دنیالی نہیں۔ آخرت کی فکر بھی نہ تھی۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

جن نکات اور اشکالات کو کلیئر کرنا تھا وہ شاید آپ کے لئے اہم نہیں ہیں۔ بس جو مفہوم دماغ میں بیٹھ گیا ہے وہی صحیح ہے باقی دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ سب غلط ہے!

آپ نے اہل سنت کتب سے اتنی محنت کر کے اسکین نکالے ہیں تو میں ابھی ایک جھٹکے سے اس غبارے کی ہوا ابھی نکال دیتا ہوں۔ صحیح بخاری سے ہی اس ***خالص*** لفظ کا رد کر دیتا ہوں۔

کیا واقعی فدک نبی کی ذاتی ملکیت تھی؟

شیعہ کے اعتراضات کا رد

فَيْضُ البَارِي
عَلَى
صَحِيحِ البُخَارِي

من أمالي الفقيه المحدث الأستاذ الكبير
إمام العصر الشيخ محمد أنور الكشميري ثم الديوبندي المتوفى ١٣٥٢هـ
جمع هذه الأمالي وحررها
مع
حاشية البدر الساري
إلى فيض الباري
صاحب الفضيلة الأستاذ محمد بدر عالم الميرتهي
من أساتذة الحديث بالجامعة الإسلامية بدابهيل
الجزء الرابع

يحتوي على الكتب التالية:
الشركة. الرهن. العتق. المكاتب. الهبة. الشهادات. الصلح. الشروط. الوصايا. الجهاد والسير. فرض الخمس. الجزية والموادعة. بدء الخلق. أحاديث الأنبياء. المناقب. فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم. مناقب الأنصار

تنبيه
أدرجنا نص «صحيح البخاري» كاملاً وميزناه بحرف أكبر من حرف الشرح. كما ميزنا ألفاظ الصحيح ضمن الشرح بوضعها بين قوسين ولوناها بالأحمر. ووضعنا في الحواشي «البدر الساري إلى فيض الباري» للأستاذ محمد بدر عالم الميرتهي

منشورات محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية بيروت لبنان

كتاب فرض الخُمس ٢٥٧

أَعْطاكُمُوهُ وَبَثَّهَا فِيكُمْ، حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هذا المَالُ، فَكانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هذا المَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ ما بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مالِ اللَّهِ، فَعَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذلِكَ حَيَاتَهُ، أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذلِكَ؟ قالُوا نَعَمْ: ثُمَّ قالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذلِكَ؟ قالَ عُمَرُ: ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ، فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلحَقِّ، ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ، فَكُنْتُ أَنَا وَلِيَّ أَبِي بَكْرٍ، فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي، أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَما عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلحَقِّ، ثُمَّ جِئْتُمانِي تُكَلِّمَانِي، وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ، وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ، جِئْتَنِي يَا عَبَّاسُ تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ، وَجاءَنِي هذا - يُرِيدُ عَلِيًّا - يُرِيدُ نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقُلْتُ لَكُمَا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قالَ: «لَا نُورَثُ، ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ». فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا، قُلْتُ: إِنْ شِئْتُما دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا، عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللَّهِ وَمِيثَاقَهُ: لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ، وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا، فَقُلْتُمَا: ادْفَعْهَا إِلَيْنَا، فَبِذلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا، فَأَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذلِكَ؟ قالَ الرَّهْطُ: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ، هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذلِكَ؟ قالَا: نَعَمْ، قالَ: فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذلِكَ، فَوَاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذلِكَ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ، فَإِنِّي أَكْفِيكُمَاهَا. [طرفه في: ٢٩٠٤].

٣٠٩٤ - قوله: (قد خَصَّ رسوله)... الخ، أي بالولاية دون التملك.

قوله: (مَتَع النَّهار) أي امتدَّ "دن جره کيا". واعلم أن مخاصمةَ فاطمةَ بنت رسول الله ﷺ من أبي بكر كانت في التولية، وإلَّا فإنَّ أبا بكر قد كان أخبرَها بأنَّ الأنبياءَ عليهم السلام لا يورثون.

وأما مهاجرتُها[1] إيَّاه، وموجدتها عليه، فكانت لأمورٍ أُخرى، نحو تَرْك المشاورة وغيرِها، كذا ذكره السَّمْهُودي في «الوفا في أخبار دار المصطفى».

(١) وقد ذكر في «كتاب الخمس» تأليف أبي حفص بن شاهين، عن الشعبيّ، أن أبا بكر قال لفاطمة: يا بنتَ رسولِ الله ﷺ ما خَير عيش حياةٍ أعيشها، وأنت عليَّ ساخِطة؟! فإنْ كان عندك من رسولِ الله ﷺ في ذلك عهد، فأنت الصادقةُ المصدقةُ المأمونةُ على ما قلت: قال: فما قام أبو بكر حتى رَضِيَتْ ورضي؛ وروى البيهقي عن الشَّعْبي قال: لما مَرِضت فاطمةُ أتاها أبو بكر، فاستأذَن عليها، قال عليٌّ: يا فاطمةُ هذا أبو بكر يستأذنُ عليك... فدخل عليها... ثُم ترضَّاها حتى رضيت. اهـ. والظاهر أن الشعبيَّ سمعه من عليٍّ؛ أو ممن سَمِعه من عليٍّ، اهـ: «عُمدة القاري» مختصرًا. قال القرطبيُّ: لما وَلِي عليٌّ لم يغير هذه الصدقةَ عما كانت في أيام الشيخين، ثُم كانت بعده بيد الحسنِ، ثُم بيد الحسينِ، ثُم بيد عليِّ بن الحسين، ثم بيدِ الحسنِ بن الحسن، ثُم بيدِ زَيْد بن الحسن، ثم بيد عبد الله بن الحُسين، ثم وَلِيها بَنُو العباس على ما ذكر البرقاني في «صحيحه»، ولم يرد عن أحدٍ من هؤلاء أنه تملَّكها، ولا وَرِثها، ولا وُرِثَتْ عنه «اهـ».

خاصہ کا مطلب سنبھالنا۔۔۔ذاتی ملکیت ہرگز نہیں۔

٤٠٣٤- قَالَ فَحَدَّثْتُ هٰذا الْحَدِيثَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ صَدَقَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ أَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ فَقُلْتُ لَهُنَّ : أَلاَ تَتَّقِينَ اللهَ أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) يُرِيدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هٰذَا الْمَالِ فَانْتَهَى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى مَا أَخْبَرَتْهُنَّ قَالَ: فَكَانَتْ هٰذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَحَسَنِ بْنِ حَسَنٍ كِلاَهُمَا كَانَا يَتَدَاوَلاَنِهَا ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ وَهِيَ صَدَقَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَقًّا.

(۴۰۳۴) زہری نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عروہ بن زبیر سے کیا تو انہوں نے کہا کہ مالک بن اوس نے یہ روایت تم

غزوات کے بیان میں ― 372

سے صحیح بیان کی ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی پاک بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور ﷺ کی ازواج نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ نے جو فئے اپنے رسول اللہ ﷺ کو دی تھی اس میں سے ان کے حصے دیئے جائیں۔ لیکن میں نے انہیں روکا اور ان سے کہا تم خدا سے نہیں ڈرتی کیا حضور ﷺ نے خود نہیں فرمایا تھا کہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا؟ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا اشارہ اس ارشاد میں خود اپنی ذات کی طرف تھا۔ البتہ آل محمد (ﷺ) کو اس جائیداد میں سے تازندگی (ان کی ضروریات کے لیے) ملتا رہے گا۔ جب میں نے ازواج مطہرات کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے بھی اپنا خیال بدل دیا۔ عروہ نے کہا کہ یہی وہ صدقہ ہے جس کا انتظام پہلے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو اس کے انتظام میں شریک نہیں کیا تھا بلکہ خود اس کا انتظام کرتے تھے (اور جس طرح آنحضور ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسے خرچ کیا تھا' اسی طرح انہیں مصارف میں وہ بھی خرچ کرتے تھے) اس کے بعد وہ صدقہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے انتظام میں آگیا تھا۔ پھر حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے انتظام میں رہا۔ پھر جناب علی بن حسین اور حسن بن حسن کے انتظام میں آگیا تھا اور یہ حق ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا صدقہ تھا۔

تشریح اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وراثت نبوی کے بارے میں فرمان نبوی پر پورے طور پر عمل کیا کہ اسے تقسیم نہیں ہونے دیا۔ جن مصارف میں آنحضرت ﷺ نے اسے صرف فرمایا یہ حضرات بھی ان ہی مصارف میں اسے صرف فرماتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس بارے میں اختلاف نہ تھا۔ اگر کچھ اختلاف بھی تھا تو صرف اس بارے میں کہ اس صدقہ کی نگرانی کون کرے؟ اس کا متولی کون ہو؟ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تفصیل سے ان حضرات کو معاملہ سمجھا کر اس ترکہ کو ان کے حوالے کر دیا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

٤٠٣٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ

(۴۰۳۵) ہم سے ابراہیم بن موسی نے بیان معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں عر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت فاطمہ رضی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آ



فدک خلفائے راشدین کے دور میں بھی وقف پراپرٹی تھی۔ صرف متولی تبدیل ہوتے رہے۔

آپ یہی راگ الاپتے رہیں گے۔ دعوی کے دوسرے حصے **(فدک کا ہبہ ہونا)** پر اصل حقیقت کیا ہے اس پر بھی گفتگو نہیں کریں گے کیونکہ بنیادی سوالات کے جواب دینے میں ناکام رہے ہیں۔ مجھے پتہ ہے اس موضوع پر وہی عطیہ عوفی کا راگ شروع ہو جائے گا۔ اس ٹاپک پر پہلے بھی کافی گفتگو ہو چکی ہے۔ اس لئے گفتگو کا یہیں پر اختتام کرتا ہوں۔ آپ چاہیں تو آخری ٹرن میں جواب دے سکتے ہیں۔ میں آپ کے آخری جواب کو بھی پی ڈی ایف میں شامل کر دوں گا۔ دوران گفتگو کوئی اونچ نیچ ہوئی ہو تو معذرت کرتا ہوں۔

آخری فیصلہ گروپ ممبرز کا حق ہے وہ اپنے علم و عقل سے حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں۔

وَما كانَ لِنَفسٍ أَن تُؤمِنَ إِلّا بِإِذنِ اللَّهِ ۚ وَيَجعَلُ الرِّجسَ عَلَى الَّذينَ لا يَعقِلونَ{10:100}

*** حالانکہ کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لائے۔ اور جو لوگ بے عقل ہیں ان پر وہ (کفر و ذلت کی) نجاست ڈالتا ہے۔ ***

وما علینا الا البلاغ المبین۔

شیعہ مناظر کا آخری ٹرن اور اس میں بھی نئے اسکینز کی بھر مار

بخش حسین حیدری شیعہ: **ممتاز صاحب میں نے آپ کو دلائل دیے سورہ الحشر کی آیت نمبر 6 پر اور آپ چلے جا رہے ہیں حصہ داروں پر آیت نمبر 6 پر کون سے حصہ دار آ گئے میں آیت دوبارہ پیش کرتا ہوں کیونکہ آخری جواب مجھے دینا ہے۔**

القرآن - سورۃ نمبر 59 الحشر آیت نمبر 6

أَعوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجيم بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ مِنۡهُمۡ فَمَاۤ اَوۡجَفۡتُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ خَيۡلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ

(مولانا فتح محمد جالندہری) اور جو (مال) خدا نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے (بغیر لڑائی بھڑائی کے) دلوایا ہے اس میں تمہارا کچھ حق نہیں کیونکہ اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ لیکن خدا اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے

(مولانا سید ابو الاعلی مودودی) اور جو مال اللہ نے اُن کے قبضے سے نکال کر اپنے رسول کی طرف پلٹا دیے، وہ ایسے مال نہیں ہیں جن پر تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ دوڑائے ہوں، بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے تسلط عطا فرما دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

(مفتی محمد تقی عثمانی) اور اللہ نے اپنے رسول کو ان کا جو مال بھی فیئ کے طور پر دلوایا۔ اس کے لیے تم نے نہ اپنے گھوڑے دوڑائے، نہ اونٹ، لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہتا ہے، تسلط عطا فرما دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اب اس آیت شریفہ پر گفتگو تھی جو میں نے دعویٰ میں رکھی آپ نے اس پر کلام ہی نہیں کیا آگے بڑھ گئے اس میں حصہ داروں کا ذکر ہی نہیں ہے۔

ہم نے ادلہ سے ثابت کیا کہ فدک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا آپ کو اس کے رد پر دلائل دینا تھے جس سے آپ قاصر نظر آئے اور یہ کہا کہ آپ دیے ہوئے دلائل سے میرا موقف ثابت ہو رہا۔ **تہذیب الاحکام** سے جو آپ نے روایت پیش کی ہے یہ ضعیف روایت ہے آپ گفتگو ختم کرنے کا نہ کہتے تو ان شاءاللہ اس پر بھی بھرپور جواب دیتا لھذا آپ کو اس پر بھی جاتے ہوئے بتا دیتا ہوں اس میں ایک راوی مجہول ہے جس کا نام علا ہے دیکھیں

موسوعہ الحدیث



شیعہ مناظر کی جہالت

یہ لیں اگر وقت میسر ہوتا تو سکین بھی رکھتا علا مجہول راوی ہے اس کو آپ حجر عسقلانی صاحب کی کتاب سے بھی دیکھ سکتے ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کی حق پر بات کرتے ہیں تو وہ مال غنیمت پر تھا نہ کہ مال فئی پر۔

(اسکرین شاٹ اگلے پیج پر)


الاقتصاد فی الاعتقاد
بخش حسین حیدری شیعہ
Forwarded
9:07 PM
+3
شیعہ معتبر کتاب تہذیب الاحکام فی شرح المقنعۃ للشیخ مفید کی توثیق شدہ موثق روایت کے مطابق امام باقر نے فرمایا کہ مال فئی میں نبی کریم، ذوی القربی کے ساتھ ہم باقی ماندہ حصوں میں لوگوں کے ساتھ شریک ہیں۔
تہذیب الاحکام سے جو آپ نے روایت پیش کی ہے یہ ضعیف روایت ہے آپ گفتگو ختم کرنے کا نہ کہتے تو ان شاءاللہ اس پر بھی بھرپور جواب دیتا لھذا آپ کو اس پر بھی جاتے ہوے بتا دیتا ہوں اس میں ایک راوی مجہول ہے جس کا نام علا ہے دیکھیں موسوعہ الحدیث 👇👇
9:10 PM
بخش حسین حیدری شیعہ
علاء
الجميع
علاء بن السائب بن فروخ
رتبة : ثقة
علاء
رتبة : مجهول
علاء
رتبة : مقبول
علاء بن يحيى
رتبة : ثقة
شیعہ مناظر بخش حسین حیدری کی جہالت ! نیٹ کی تصویر کے ذریعے ثقہ راوی علاء کو مجہول اور اہل سنت عالم ابن حجر عسقلانی کی جرح سے موثق روایت کو ضعیف ثابت کر رہا ہے۔
یہ لیں اگر وقت میسر ہوتا تو سکین بھی رکھتا علا مجہول راوی ہے اس کو آپ حجر عسقلانی صاحب کی کتاب سے بھی دیکھ سکتے ہیں
9:12 PM

مال فئی اور مال غنیمت کی تقسیم کے لیے دیکھیں **تفسیر جلالین**۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تفسیر مظہری
جلد نہم

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ تفسیر

زیر اہتمام: ادارہ ضیاء المصنفین ○ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور — کراچی — پاکستان

فدک کا قصہ

جب فدک کے لوگوں نے حضور ﷺ کے اس طرزِ عمل کے بارے میں سنا جو حضور ﷺ نے خیبر والوں کے ساتھ کیا تھا تو انہوں نے رسول ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ انہیں یہاں سے جانے دیں، ان کی جانوں کو امان ہوگی اور وہ اپنا سب مال چھوڑ جائیں گے تو حضور ﷺ نے ان کی شرائط مان لیں اور انہیں اس شرط پر یہاں رہنے کی اجازت دی کہ جب ہم چاہیں گے انہیں نکال دیں گے۔ خیبر

1۔ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 5، صفحہ 132 (العلمیہ) 2۔ دلائل النبوۃ، جلد 4، صفحہ 244 (العلمیہ) 3۔ ایضاً صفحہ 247

تفسیر مظہری 50 جلد نہم

کا علاقہ مسلمانوں پر تقسیم کر دیا گیا اور فدک کا علاقہ صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے مختص ہو گیا کیونکہ ان پر گھوڑے اور اونٹ دوڑانے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن کیا تو فدک کے یہودیوں کو بھی جلاوطن کر دیا۔

فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مختص ہو گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر مظہری
جلد نہم

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ تفسیر

زیر اہتمام: ادارہ ضیاء المصنفین ○ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور — کراچی — پاکستان

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

"اور جو مال پلٹا دیے اللہ نے اپنے رسول کی طرف ان سے لے کر تو نہ تم نے اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ تسلط بخشتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے [1]"

[1] فئی کا معنی رجوع ہے اور افاء کا معنی وہ لوٹا۔ جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پسندیدہ حالت کی طرف لوٹنے کو فئی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا۔ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جب رجوع اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسکی ملکیت پہلے بھی کسی موقع پر رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہو، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں تو امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے افاء کا معنی مجازاً صیر کیا ہے یا اس کا معنی ردہ علیہ ہے یعنی آپ کی طرف اسے پھیر دیا کیونکہ حقیقت میں یہ حضور ﷺ کے لئے ہے کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عبادت کے لئے پیدا فرمایا باقی جو کچھ پیدا فرمایا وہ ان کے لئے پیدا فرمایا تا کہ وہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ذریعہ بنا دیں تو اس لئے مناسب یہی ہے کہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں۔

منهم میں هم ضمیر سے مراد بنو نضیر ہیں۔ او جفتم یہ وجیف سے مشتق ہے جس کا معنی تیز چلنا ہے، یعنی جس کو حاصل کرنے کے لئے تم نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ رکاب سے مراد اونٹ ہیں یہ غلبہ استعمال کی بناء پر پہلے نام دیا گیا ہے جس طرح اونٹ پر سواری کرنے والے کو غلبہ استعمال کی وجہ سے راکب کہتے ہیں۔ معنی اس کا یہ ہے کہ مومنوں کو بنی نضیر کے مال حاصل کرنے کے لئے اونٹ اور گھوڑے دوڑانے کی مشقت نہیں اٹھانا پڑی اگر ایسا ہوتا تو ان اموال کے مومن مستحق ہوتے۔ مگر اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 91-90 (الفکر)

(۱) تعجب ہے کہ یہ استدلال کیا گیا، جبکہ خیبر کی فتح صلح حدیبیہ کے بعد ہوئی اور یہ واقعہ غزوہ احزاب کے بعد ہوا مترجم۔

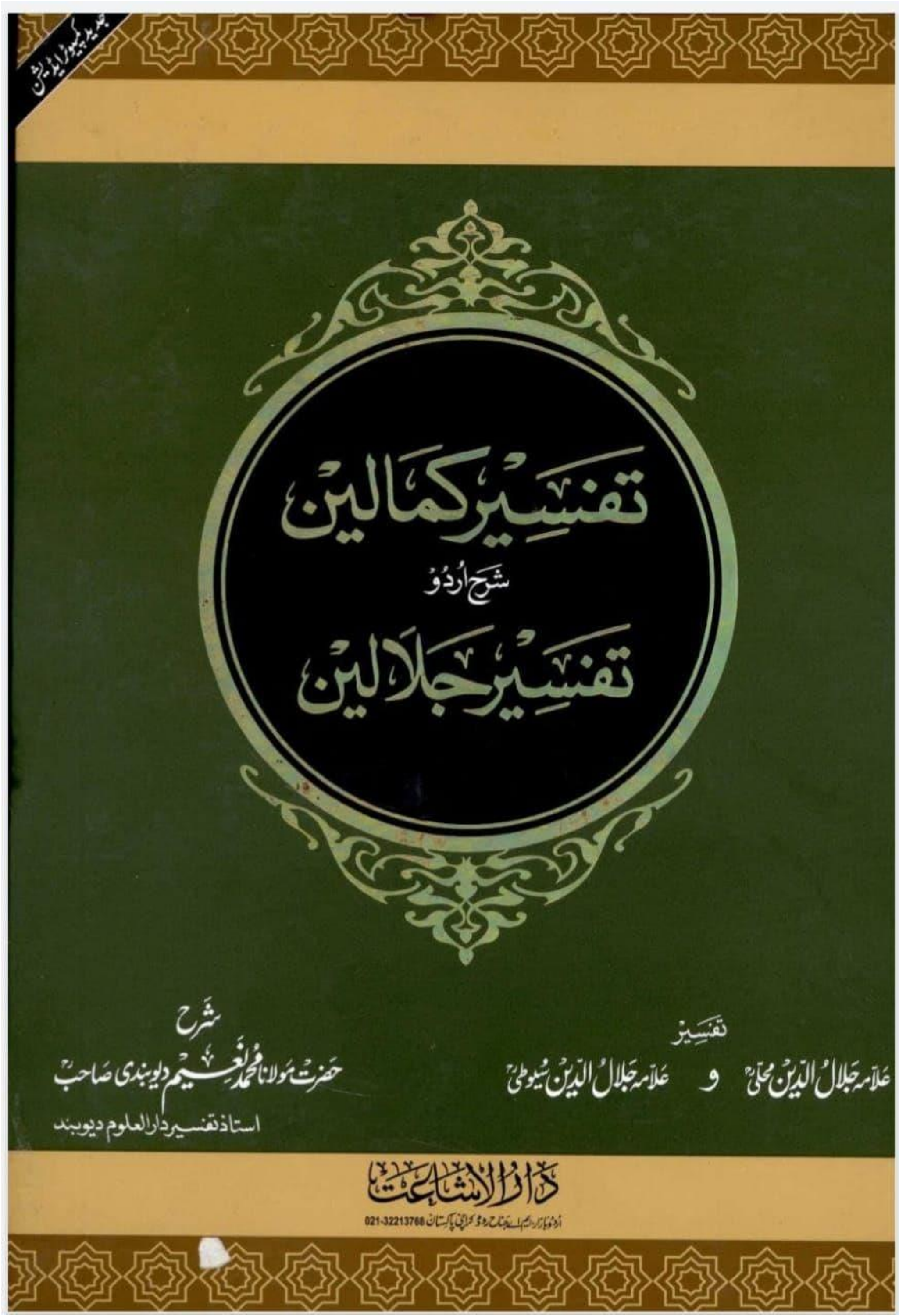
تفسیر مظہری | 338 | جلد نہم

ہے اس کے دل میں رعب ڈال کر اپنے رسول کو مسلط کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کبھی وہ ظاہری ذرائع استعمال کرتا ہے اور کبھی ان ذرائع کو استعمال نہیں کرتا۔

یہ آیت اور احادیث صحیحہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ بنو نضیر کے مال صرف حضور ﷺ کے لئے تھے پھر حضور ﷺ نے جہاں چاہا انہیں صرف کیا۔ شیخین نے صحیحین میں مالک بن اوس بن حدثان نضیری سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس مال فئی کو حضور ﷺ کے لئے خاص کر دیا کسی اور کو کچھ بھی عطا نہ کیا پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا یہ مال

سورہ الحشر کی آیت نمبر 6 جو مال بغیر لشکر کشی کے حاصل ہوا اس کو مال فئی کہتے ہیں۔

ممتاز قریشی صاحب آپ نے کہا کہ ثابت کریں اس آیت کے مطابق یہ مال فئی تھا کل تک ان شاء اللہ کچھ دلائل اور رکھتا ہوں آپ مال غنیمت اور مال فئی کو ایک ہی آیت سے لے رہے تھے جب کہ دونوں جدا جدا آیات ہیں۔



جہاد میں دشمن کے مال کو کیوں تلف کیا جاتا ہے:............ ما قطعتم من لینۃ، اس سے کفار کے مال و جائیداد کو دارالحرب میں تباہ کرنے کی اجازت معلوم ہورہی ہے، تا کہ کفار غیظ میں مبتلا ہوں جیسا کہ صاحب کشاف اور قاضی بیضاوی نے تصریح کی ہے چنانچہ روایت میں ہے کہ ایک مسلمان عجوہ کھجور کا درخت اور دوسرا لینہ کھجور کا درخت کاٹ رہا تھا، آنحضرت ﷺ نے ان سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے عرض کیا کہ کافروں کو جلانے کے لئے یہ درخت کاٹے ہیں اور فلاں فلاں درخت آپ کے لئے چھوڑ دئے ہیں، چنانچہ اس سے نہ صرف اجتہاد کا جواز معلوم ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں بھی اجتہاد کی اجازت نکلی حتیٰ کہ صاحب کشاف نے اپنے مسلک اعتزال کی رعائت کرتے ہوئے کل مجتھد مصیب پر اسی سے استدلال کیا ہے۔

روح المعانی میں لکھا ہے کہ کفار کو جلاوطن کرنا ابتدائے اسلام میں مشروع تھا لیکن بعد میں منسوخ ہوگیا، حالانکہ صاحب ہدایہ نے فئے کی بحث میں لکھا ہے "الاراضی للتی اجلوا عنہا اہلھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم باقی ہے مگر اس اختلاف کے معلق کہا جا سکتا ہے کہ جن حضرات نے جلاوطن کرنے کو "امامنا" میں داخل سمجھا ہے انہوں نے من کی طرح اس کو بھی منسوخ کہا ہے اور جنہوں جائز کہا ہے انہوں اس کو ایسا سمجھا جیسا مقابلہ کے وقت بھاگنے لگیں، اور کسی مصلحت سے ان کا تعاقب نہ کیا جائے تو صلح کی طرح اور یہ چھوڑنا بھی جائز ہوگا، اسی طرح جلاوطن کرنا بھی گویا ان کو چھوٹ دینا ہے، بہر حال آنحضرت ﷺ کو بنونضیر سے پچاس زرہیں، پچاس خود، تین سو چالیس اونٹ اور بہت سا مال اور زمین ہاتھ آئی، جو خاصہ میں شامل ہوئی اور مالِ غنیمت کی طرح اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا، جس کی تفصیل آگے ہے۔

مالِ فئے اور غنیمت میں فرق ہے:............ ما افاء اللہ سابقہ کاروائی تو بنونضیر کا جانی معاملہ تھا، یہاں سے مال کے متعلق معاملہ کا ذکر ہے دارالحرب سے جو مال قتال و جہاد کے نتیجے میں حاصل ہو وہ غنیمت کہلاتا ہے اور جو مال بغیر قتال حاصل ہو وہ فئے ہے، بنونضیر کا تمام مال اور باغ فدک اور نصف خیبر یعنی کتیبہ، وطیح، سلالہ کے علاقے سب فئے میں داخل ہیں لیکن باقی نصف خیبر یعنی شق، نطاۃ کا علاقہ فئے نہیں تھا، بلکہ جہاد وقتال کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے تخریج کی ہے صاحب ہدایہ کے مطابق امام صاحب کے نزدیک مالِ فئے میں خمس نہیں ہے، البتہ جو علاقہ قتال کے بعد حاصل ہو اس میں تقسیم کے وقت خمس نکالا جاتا ہے، جس کے مصارف کا بیان سورۂ انفال میں گزر چکا ہے۔

فئے اور غنیمت کے احکام:............ روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ مالِ فئے کے مالک ہیں یا حاکم، اس میں جو مصارف آپ کو بطور واجب یا استحباب بتلائے گئے، ان کو ایسا سمجھنا چاہئے، جیسے اور لوگوں پر زکوۃ و خیرات کے احکام ہیں، البتہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد پھر ان میں وراثت اور ترکہ نہیں تھا بلکہ وہ وقف ہے، جیسا کہ بخاری و مسلم میں روایات ہیں، آنحضرت ﷺ نے بنونضیر کے مال کا اکثر حصہ مہاجرین اور تین حاجتمند انصار کو تقسیم فرما دیا اور خیبر کی آمدنی سے فقرائے مہاجرین کی اور فدک سے مسافروں کی امداد فرماتے، آیت وما افاء اللہ میں اسی خصوصیت کا ذکر ہے کیونکہ بعض لوگوں نے عرض کیا تھا کہ وہاں کی زمین کیوں نہیں تقسیم کی گئی، جواب کا حاصل یہ ہے کہ اس فتح میں مسلمانوں کو کچھ کرنا نہیں پڑا، اس لئے اس میں استحقاق جتلانا بھی بے محل ہے یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے پیغمبر مالکانہ یا حاکمانہ تصرف کے مجاز بنائے گئے ہیں، آپ کے سالانہ خانگی اخراجات، مہاجرین اور مسافروں اور غرباء کی دیکھ بال اسی سے ہوگی، اور آپ کی وفات کے بعد اس کے مصارف بقول صاحب ہدایہ مصالح عامہ ہونگے مثلاً سرحدات کی حفاظت، پلوں، سراؤں کی تعمیر، علماء، عمال، قاضیوں کے وظائف، فوجیوں کے اخراجات، شہداء کی اولاد، وغیرہ کی پرورش، جہادی سامان کی فراہمی وغیرہ ضروریات اس سے پوری کی جائینگی، بلکہ خمس غنیمت کے جو مصارف یتیم مسکین و مسافر ہیں وہ بھی ان عام مصالح میں شمار ہونگے، اور جس طرح فقراء مہاجرین و انصار اس میں داخل ہیں، بعد میں ان کی نسلیں بھی اس میں داخل ہونگیں، کیونکہ مصالح عامہ میں وہ بھی آتے ہیں، البتہ امام اور خلیفہ ایسی زمین کا کسی کو مالک بنا سکتا ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے

جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ سورہ الحشر کی آیت نمبر 6 ہی مال فئی ہے اور کہا تھا دیکھیں تفسیر جلالین یہ سکین ملاحظہ فرمائیں
ہم نے ہر اشکال کا جواب دیا ہے اور ہمارے دماغ میں کوئی مفہوم نہیں بیٹھا البتہ جو بھی بیان کیا قرآن مجید اور تفسیر اور حضرت عمر رض کا قول بھی پیش کیا **البدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع** سے جس کو آپ نے دیکھا تک نہیں اور آگے گزر گئے۔

لفظ خاصہ موضوعات: قدیم

خاصا کے اردو معانی: اسم، صفت، مذکر

ا .رک: خاصہ (الف) معنی نمبر ا.

ا .خوب، اچھا، عمدہ، منتخب.

ا .بڑی حد تک.

۲ .ٹھیک طور پر، اچھی طرح، مناسب طریقے پر.

۲ .(قدیم) رک: خاصہ، خاص

خاصہ کے قافیہ الفاظ

پیاسا آسا

قافیہ کے متعلق مزید

خاصا کے مرکب الفاظ اچّھا خاصا

خاصا سے متعلق دلچسپ معلومات

خاصا" زیادہ "کے معنی میں، لیکن زور دینے کے موقعے پر بولتے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں، ایک تو تنہا صرف، اور دوسرا" اچھا "کے سابقے کے ساتھ۔ مثلاً: خاصا روپیہ لگا دیا لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔ خاصا شکؤوں کا دفتر سا کھول دیا۔ اچھا خاصا کام بگاڑ دیا۔ اچھے خاصے دوست کو گنوا دیا۔ اسی طرح" خاصی "" خاصے "بھی" زیادہ "کے معنی میں، لیکن زور دینے کے موقعے پر بولتے ہیں اور اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ مثلاً: خاصی کوشش کے بعد ان کا گھر ملا۔ خاصی قیمتی چیز تھی۔ اچھی خاصی صورت بگاڑ ڈالی۔ خاصے انتظار کے بعد پتہ چلا۔ دونوں کو الٹ بھی سکتے ہیں، یعنی "اچھا / اچھی / اچھے "کو" خاصا / خاصی / خاصے "کے بعد بھی لا سکتے ہیں۔ مثلاً" اچھا خاصا "کو" خاصا اچھا "بھی کہہ سکتے ہیں لیکن اس طرح بعض اوقات معنی بدل جاتے ہیں۔ لہٰذا اس بات کا خیال ضروری ہے کہ کس مطلب کو ادا کرنا منظور ہے" : اچھی خاصی دوری"، یعنی بہت دوری، قابل ذکر دوری۔ مثلاً" مدرسہ میرے گھر سے اچھی خاصی دوری پر تھا۔" "اچھی خاصی کوشش"، یعنی ایسا عمل جسے پوری طرح" کوشش "کا نام دے سکتے ہیں۔ مثلاً" : ریل کا ٹکٹ یوں ہی نہیں مل جاتا، اچھی خاصی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ " "خاصی اچھی دوری"، یعنی قابل ذکر دوری۔ مثلاً "شیر ابھی ہم سے خاصی اچھی دوری پر تھا۔" "خاصی اچھی کوشش"، یعنی قابل ذکر کوشش۔ مثلاً "ان کی کوشش خاصی اچھی تھی لیکن پوری طرح کارگر نہ ہوئی۔" "خاصا / خاصی / خاصے "کو زور کلام کے لئے کامیابی سے استعمال کرنے کے لئے زبان کے مزاج سے واقفیت ضروری ہے۔ بعض حالات میں" اچھا / اچھی / اچھے "کے ساتھ" خاصا / خاصی / خاصے "کچھ زیادہ متعین معنی دیتے ہیں۔ مثلاً: (۱) مصرع حفیظ جالندھری: اور کسے جینا کہتے ہیں اچھا خاصا جی تو رہا ہوں۔ یعنی ٹھیک سے، تندرستی کے ساتھ۔ (۲) آنگن کو اچھی خاصی سڑک بنا ڈالا۔ یعنی پوری طرح۔ (۳) کسی نے کہا آپ بیمار تھے۔ آپ تو اچھے خاصے ہیں۔ یعنی تندرست ہیں۔ (۴) منے میاں تو اچھے خاصے حکیم ہیں۔

آپ نے خاصہ کے معنی کیے سنبھالنا لھاذا آپ نے یہاں بھی خیانت کی ہم نے خاصہ کے معنی لگا دیے ہیں دیکھ سکتے ہیں۔

میں نے کوئی مخصوص لفظ نہیں دکھائے با قاعدہ ادلہ سے ثابت کیا کہ فدک خالصتہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا جن ادلہ کا رد آپ پیش نہیں کر سکے۔

فدک کا موضوع پرانا ہے چودہ سو سال پہلے کا میں نے سورہ الحشر کی آیت 6 سے ثابت کیا ہے مال فئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

بقایا اگر آپ دریافت کرنا چاہتے ہیں فدک بعد از نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان نے مروان کو بھی دیا۔

مولا امام باقر علیہ السلام کا جو قول آپ نے پیش کیا اس کا جواب بھی آپ کو دیا جا چکا۔

القرآن - سورۃ نمبر 8 الأنفال آیت نمبر 1

أَعـوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْـطانِ الرَّجيـم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ‌ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ‌ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ‌ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ

(مولانا فتح محمد جالندہری) (اے محمدؐ! مجاہد لوگ) تم سے انفال کے مال کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ (کیا حکم ہے) کہہ دو کہ انفال خدا اور اس کے رسول کا مال ہے۔ تو خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو۔

(مولانا سید ابوالاعلی مودودی) تم سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں؟ کہو "یہ انفال تو اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے ہیں، پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست کرو اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو"

(مفتی محمد تقی عثمانی) (اے پیغمبر) لوگ تم سے مال انفال کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو کہ مال انفال (کے بارے میں فیصلے) کا اختیار اللہ اور رسول کو حاصل ہے۔ لہذا تم اللہ سے ڈرو، اور آپس کے تعلقات درست کرلو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر تم واقعی مومن ہو۔

جو مال اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اس پر کسی کا حق نہیں۔

صحيح مسلم

بشرح النووي

الجزء الثاني عشر

الطبعة الأولى

١٣٤٩ هجرية — ١٩٣٠ ميلادية

المطبعة المصرية بالأزهر
إدارة محمود محمد عبد اللطيف

الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وحدثني ابْنُ أَبِي خَلَف حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

حدثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

فقيل هو القائم على هذه الصدقات والناظر فيها وقيل كل عامل للمسلمين من خليفة وغيره لأنه عامل النبي صلى الله عليه وسلم ونائب عنه فى أمته وأما مؤنة نسائه صلى الله عليه وسلم فسبق بيانها قريباً والله أعلم قال القاضى عياض رضى الله عنه فى تفسير صدقات النبى صلى الله عليه وسلم المذكورة فى هذه الأحاديث قال صارت اليه بثلاثة حقوق أحدها ماوهب له صلى الله عليه وسلم وذلك وصية مخيريق اليهودى له عند اسلامه يوم أحد وكانت سبع حوائط فى بنى النضير وما أعطاه الأنصار من أرضهم وهو مالا يبلغه الماء وكان هذا ملكا له صلى الله عليه وسلم الثانى حقه من الفيء من أرض بنى النضير حين أجلاهم كانت له خاصة لأنها لم يوجف عليها المسلمون بخيل ولا ركاب وأما منقولات بنى النضير فحملوا منها ما حملته الابل غير السلاح كما صالحهم ثم قسم صلى الله عليه وسلم الباقى بين المسلمين وكانت الأرض لنفسه ويخرجها فى نوائب المسلمين وكذلك نصف أرض فدك صالح أهلها بعد فتح خيبر على نصف أرضها وكان خالصاً له وكذلك ثلث أرض وادى القرى أخذه فى الصلح حين صالح أهلها اليهود وكذلك حصنان من حصون خيبر وهما الوطيخ والسلالم أخذهما صلحا الثالث سهمه من خمس خيبر وما افتتح فيها عنوة فكانت هذه كلها ملكا لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة لاحق فيها لأحد غيره لكنه صلى الله عليه وسلم كان لا يستأثر بها بل ينفقها على أهله والمسلمين وللمصالح العامة وكل هذه صدقات محرمات التملك بعده والله أعلم

فكانت هذه كلها ملكا لرسول الله.

صحیح مسلم بشرح النووی کا حوالہ دیا آپ نے کہا تھا ایک حوالے سے ثابت نہیں کر سکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی ملکیت تھا۔
اب آپ گفتگو کو ختم کرنا چاہتے ہیں لھذا اگر آپ ہبہ پر گفتگو نہیں کرنا چاہتے تو میراث انبیاء کرام علیہم السلام پر بات کریں ۔
میرے دعویٰ کے تیسرے حصہ پر۔ بقایا آپ کی مرضی۔
وماعلینا الا البلاغ المبین ۔ سلامت رہیں تمام برادران ۔ اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ مولا سب کو دین اسلام پر قائم رکھے اور ایمان پر خاتمہ ہو۔ نعرا تکبیر اللہ اکبر نعرا رسالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
نعرا حیدری یاعلی علیہ السلام مدد ادرکنی ادرکنی فی سبیل اللہ۔

مناظرے کے بعد کی گفتگو کا احوال اور چند ممبرز کے تبصرے اور مشورے

جعفر صادق: نہیں بھائی۔ معذرت۔۔۔ گفتگو دوطرفہ ہوتی ہے۔ مزید گفتگو ممکن نہیں ہے کیونکہ ون سائیڈڈ گفتگو مجھے پسند نہیں ہے۔
فریق مخالف جب صرف اپنی سناتا رہے اور وہ بھی ایک ہی رٹ لگاتا رہے تو گفتگو سے وقت ہی ضایع ہوتا ہے۔
آپ نے آخری ٹرن بھی ضایع کر دیا۔ جو اہم اشکالات پوچھے جاتے رہے آپ نے انہیں ہاتھ بھی نہیں لگایا جبکہ شرائط کے مطابق جب تک ایک نکتہ کلیئر نہ ہو دوسرے نکتے پر گفتگو کرنا ممنوع تھا۔ کل اور آج آخری ٹرن میں بھی آپ یہی دکھاتے رہے کہ **فدک مال فیئ تھا اور خالص نبی کا تھا۔** کیا پوری گفتگو میں ان نکات کا انکار کیا گیا تھا؟ ہمارے درمیان جو اختلافی نکات تھے ان پر گفتگو کرنا اصل مقصد تھا۔
حد تو یہ ہے کہ آپ لوگ اپنے امام معصوم کا قول بمعہ جید شیعہ عالم شیخ مفید کی توثیق بھی مسترد کر دیتے ہو اور تمام شیعہ اصولوں پر بھی لات مارتے ہوئے ایک اور ثقہ راوی العلاء کو بھی اپنی ذاتی رائے سے مجھول کر دیتے ہو۔ پھر جب اپنی تائید میں کسی شیعہ عالم سے جرح نہ ملی تو اہل سنت عالم سے ہی دکھا دی۔ ممبرز کو بتادوں کہ دفاع ہمیشہ اپنی کتب سے کیا جاتا ہے۔
خیر خوش رہیں۔ سلامت رہیں۔
@ ☜ علی میلانی صاحب سے اگلے ہفتے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ان کے پاس وقت ہو تو مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔
اللہ حافظ

ابوتراب سنی مناظر: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔
✍ سب سے پہلے ہم مناظرین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ لوگوں نے اپنی ذاتی مصروفیات سے قیمتی وقت ایک اہم مسئلے کے حل کے لئے صرف کیا۔ اللہ آپ کو جزا عطا فرمائے۔ اس کے بعد انتظامیہ کا بھی بہت شکریہ۔ یہ مناظرہ دوسرے گروپس سے ایک امتیازی خصوصیت اس لئے بھی رکھتا ہے کہ فریقین کو پورا موقع دیا گیا کہ وہ اپنا نقطہ نظر بیان کر سکیں۔

ممبر ترابی: السلام علیکم ورح ۔ بخش بھائی کو اپنا نقطئہ نظر احسن انداز میں پیش کرنے پہ تہ دل سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ قریشی صاحب ذاتیات کی طرف دوڑے مگر ناکام رہے میں پہلے قریشی صاحب کو قابل بندہ سمجھتا تھا مگر خمس کی آیت کو مال فئی پہ فٹ کریں گے ایسی امید کبھی نہیں تھی۔ قریشی صاحب تجاہل عارفانہ برتتے رہے۔ خیر اگلی بار کسی نتیجے کی امید ہے۔

ممبر حیدر اطہر: سنی مناظر vs شیعہ مناظر: دونوں نے مدبرانہ گفتگو کی۔ لیکن ممتاز صاحب کی اچھی بات یہ کہ انہوں نے ہر بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا لیکن ممتاز صاحب کی اپنی تاویلات بہت زیادہ ہیں۔ وہ شاید اپنی بات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں بجائے تسلیم کرنے کے۔ بخش حسین صاحب ٹو دا پوائنٹ بات تو کرتے رہے۔ لیکن ممتاز صاحب کے سارے اعتراضات کے جواب نہیں دئے۔

ممتاز صاحب کے مقابلے میں بخش صاحب سامعین کو حوالہ جات اور سکین تو پیش کرتے رہے لیکن وضاحت ہر بات کی ممتاز صاحب کے مقابلے میں نہ کر سکے۔ باقی ممتاز صاحب کی اپنی سوچ ان کے نظریات کی حامل تو ہو سکتی ہے لیکن اہلسنت کی نہیں۔ کیونکہ لفظ خاصہ بھی اقرار کرتے رہے اور ذاتی ملکیت بھی نہیں مانی۔

بخش حسین حیدری شیعہ کا جواب: آپ وہ اعتراضات لکھ دیں کوشش کرتا ہوں جواب دینے کی۔

ممبر حیدر اطہر: 1: امام باقرع والے قول کی توثیق۔

2: اگلی آیت نمبر 7 کی تفسیر جس میں تقسیم کا ذکر ہے اوپر والی آیت سے کس طرح جدا ہے۔

3: جب ذاتی ملکیت آ گئی تو تقسیم کیوں۔

4: فدک ہبہ کرنے والی روایت۔

5: فئ اور غنیمت ایک چیز ہے۔

جعفر صادق: جزاک اللہ۔ اس کے علاوہ بھی کئی اہم نکات ہیں۔ پی ڈی ایف پر کام شروع کر دیا ہے۔ بہت جلد اس میں ان تمام نکات کی مکمل فہرست بھی شامل کروں گا۔

ممبر محمد عباس کا جواب: یہ آیت منسوخ ہے وہ بھی واضح کر دیا بخش حسین نے، اور پوائنٹ نمبر 3،4،5 کا جواب دوران مناظرہ مل چکا ہے اگر آپ سارا مناظرہ دیکھتے تو ایسی باتیں نہیں کرتے۔

بخش حسین حیدری شیعہ کا جواب: بھائی اس کا جواب دیا جا چکا ۔ تہذیب الاحکام کی جو روایت پیش کی گئی اس کا راوی مجھول ہے علا جس کی مکمل فہرست آپ موسوعہ الحدیث میں دیکھ سکتے۔ ب آیت نمبر 7 منسوخ ہے اس پر میں نے دلائل دیئے اگر اور دلائل چاہتے ہیں تو ان دلائل سے ہٹ کر نئے دلائل سے ثابت کر سکتا ہوں۔ سورہ انفال کی آیت نمبر 41 پر بات کریں گے تو اس میں خمس کا ذکر ہے جس کا تعلق مال غنیمت سے۔ بھائی فئی میں کب تقسیم ہے (یعنی فئی میں کوئی تقسیم نہیں ہے) مال غنیمت میں ہے۔ فدک ہبہ کرنے والی روایت پر ممتاز قریشی صاحب نے بات ہی نہیں کی۔ فئی اور غنیمت الگ الگ ہیں ایک نہیں ہے تفسیر جلالین اور تفسیر مظہری سے حوالہ جات پیش کر چکا ہوں گفتگو چلتی تو آگے بھی کرتا۔

جعفر صادق: اللہ اللہ کریں۔ میں نے آپشن دیا تھا کہ فدک کو ہبہ تسلیم کرنے کے بعد گفتگو کر سکتے ہیں تو میں تیار ہوں۔ آپ راضی نہیں ہوئے کیونکہ اس افسانے کی حقیقت کھل جاتی۔

ممبر سفیان علی: اسلام و علیکم تمام برادران کو۔ اور بخش بھائی کو مبارک باد کے انہوں نے ماشاء اللہ شروع سے ہی جو ایک اپنا دعویٰ کیا اسی پر مضبوطی سے ڈٹے رہے اور اسی کے حساب سے دلائل بھی لگائے ٹو دی پوائنٹ اور اپنا موقف (فدک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت (خاصہ) ثابت کیا اور قرآن کی سورہ الحشر آیت نمبر 6 سے دلیل دی اور کتب سے اسی آیت کے ذمرے میں ثابت کیا۔

اسکے بعد ممتاز صاحب جو کہ شروع سے ہی اپنے موقف سے ادھر ادھر ہوتے آئے اور زیادہ تر اپنی ذاتی رائے کو ترجیح دیتے رہے اور آیت نمبر 6 میں مصارف کا ذکر نہیں لیکن ممتاز صاحب آیت نمبر 7 کے ہی مصارف آیت 6 مال فئے پر لاگو کرنے کی بے جوڑ کوشش میں رہے اس کے باوجود کہ انکے ہاں آیت نمبر 7 منسوخ ہے اور اسکی وضاحت آگے سورہ الانفال کی آیت 41 میں کی گئی ہے جہاں مال غنیمت کا ہی ذکر ہے جبکہ ممتاز صاحب اس آیت کو بھی یا تو سمجھنے سے قاصر رہے یا چلاکی سے مال فئے کو اس غنیمت والے کھاتے میں ڈال کر چکر دینا چاہتے تھے۔

لیکن بہر حال مناظرہ بہت اچھا رہا اور بخش بھائی کو مبارک اچھے طریقے سے گفتگو انجام دی۔

جعفر صادق: ممبرز کو بھی اپنی رائے دینے کا حق ہے۔ سب کے لئے احترام ہے۔ اس لئے خاموش ہوں۔ مناظرین کو خاموش رہ کر ان کی رائے سے بھی سیکھنا چاہئے۔

ممبر محمد عباس: پہلی بات امام محمد باقر کے قول پر بخش حسین نے جرح کی لیکن اس کو ممتاز صاحب نے نہیں مانا اور دوسری بات مولا کے فرمان لفظ موجود ہیں یضعہ ما یشاء یعنے مال فے رسول کا ہے لیکں رسول جسے چاہے دے دے۔

ممبر نام؟؟ گلیکسی موبائیل: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اس دفعہ فریقین کے مابین بہت اچھا مناظرہ رہا پچھلے مناظرہ میں ایک بھائی نے دل کھول کر جانبداری کا مظاہرہ کیا تھا اس بار ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ بے شک وٹس ایپ گروپ پر مناظرہ کرنے سے سنی شیعہ اختلاف کا خاتمہ ناممکن ہے البتہ یہ بات بھی یقینی ہے کہ ان مناظروں سے فریقین موقف کا جتنا کھل کر دلائل کے ساتھ سمجھ آتا ہے اتنا ہمیں پہلے معلوم نھیں تھا بہت ہی اچھی معلومات ملتی ہیں۔ سب سے اچھی اور قابل تعریف بات یہ ہے کہ دونوں فریقین کی طرف سے مقدسات کا نام تعظیم سے لیا جاتا رہا، اس بات پر دونوں مناظرین شاباش کے لائق ہیں میرے پاس ایسے الفاظ بھی نھیں ہیں کہ جن الفاظ کے ساتھ ان کا شکریہ ادا کیا جا سکے ۔ بہر حال اگلے مناظرے کا شدت سے انتظار رہے گا۔

ممبر جبران علی: ممتاز قریشی صاحب آپ نے دوران مناظرہ السید خوئیؒ کی کتاب میں موجود اس عبارت ☜ ھو متحدہ مع مابعدہ ☞ کو راوی کی مدح سمجھا تھا۔ ذرا ہمیں بتائیں گے کہ یہ جملے راوی کی مدح پر کیسے دلالت کرتے ہیں جبکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ پچھلا راوی جس کا ذکر ہوا اور یہ والا اور جو اگلا آئے گا ایک ہی ہیں۔ رہنمائی کیجیئے گا جزاک اللہ۔

جعفر صادق: اسی جواب کے اوپر ایک اسکین میں وہ تمام پیجز بھی موجود ہیں۔ پچھلے اور اگلے راوی کے متعلق علامہ خوئی کی رائے واضح پڑھی جاسکتی ہے بلکہ پچھلے راوی کے متعلق واضح مدح کے الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ اس اسکین کے پیج 138 میں راوی علی بن محمد بن زبیر کے اوپر پچھلے راوی کے متعلق علامہ خوئی کی رائے دیکھیں۔

ممبر انیس رضا: اسلام وعلیکم ماشااللہ۔ بہت اچھی گفتگو رہی اور بخش حیدری صاحب کو مبارک ہو بہت مدلل گفتگو کی پوائنٹ پر ۔ جبکہ ممتاز صاحب نے قیاس سے کام لیا قرآن اور تفسیر سے ماننے کو تیار نہیں تھے انکی سوئی حکمران اور نبی پر اٹکی رہی۔

ممبر امتیاز سومرو: بخش صاحب آپ کو کسی بھی اہلسنت کے بھائی کے جواب دینے سے پہلے مال فئی ماننا پھر انکار کرنا ب پہلے سوال کا جواب نہ دینا کہ بطور نبی یا حکمران اور صرف اپنی باتین کرنے کی مبارک ہو۔
ممتاز بھائی ماشاءاللہ آپ کا بات کرنے انداز اچھالگا۔

ممبر ایس اے خان: ماشاءاللہ کمال کی گفتگو کی ممتاز بھائی نے اللہ پاک علم عمل میں اضافے کرے آمین۔

اعجاز احمد سنی عالم: بخش بھائی نے ممتاز صاحب کے اشکالات کو دور کیے بغیر دلائل دینے شروع کر دیئے، جب کہ انہوں نے اھلسنت کی جتنی بھی تفاسیر بھیجی ہے ان سب کے آخر میں لکھا ہے کہ مال فئے 6 کے حصیدار ہیں، بخش بھائی پوری تفسیر کو چھوڑ کر صرف اپنے مطلب کی بات پر ہی رہے. مال فئے کے متعلق شیعا تفاسیر میں بھی وہی لکھا ہے جو ممتاز صاحب نے بتایا تھا۔ مال فئے کی تقسیم کاری اللہ نے خود بتادی ہے

ممبر جبران علی: قریشی صاحب ☜ ھو متحدہ مع مابعدہ ☞ کو مدح ثابت کریں نا کہ یہ کہ سید خوئی نے یہ دیگر مقامات پر بھی یہ الفاظ استعمال کیئے ہیں اس لیئے یہ مدح ہی ہے۔ جبکہ ہم بتا چکے ہیں کہ ان الفاظ کا مطلب صرف اتنا ہے کہ پچھلا راوی جس کا ذکر ہوا اور یہ والا اور جو اگلا آئے گا ایک ہی ہیں یعنی یہ تینوں راوی ایک ہی ہیں تو قریشی صاحب یہاں مدح کیسے ہوگئی راوی کی؟ یہ کوئی دلیل نہیں ہے جناب چلیں آسان کر دیتا ہوں ہمارے قواعد علم الرجال کے تحت یہ ثابت کریں کہ یہ الفاظ رواۃ کی مدح کیلئے استعمال ہوتے ہیں؟

یاخود سید خوئیؒ کے بیان سے ثابت کر دیجیئے کہ سید خوئی نے خود ان الفاظ کی تصریح کی ہے کہ میں جہاں بھی ☜ ھو متحدہ مع مابعدہ ☞ استعمال کروں تو یہ رواۃ کی مدح ہی ہو گی ؟؟

یہاں پر عبارت ☜ ھو متحدہ مع مابعدہ ☞ کو تو مدح نہیں سمجھا گیا میرے عزیز اس لیئے میں کہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ثابت کیجیئے کہ درج ذیل جملے ☜ ھو متحدہ مع مابعدہ ☞ رواۃ کی مدح کیلیئے استعمال ہوتے ہیں ؟

جعفر صادق: یہ سمجھنا میری غلطی تھی۔ یہ الفاظ آگے پیچھے راوی کی مدح یا جرح کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اس راوی کا تعین اصل نکتہ ہے۔ ہمیں اس روایت کے متعلق نتیجہ نکالنا تھا، اپنی ذاتی رائے سے فیصلہ نہیں کرنا تھا۔ * شیخ مفید کا موثق کہنا تابوت میں آخری کیل ہے۔ *

ممبر جبران علی: یعنی کہ آپ تسلیم کرتے ہیں یہ الفاظ ☜ ھو متحدہ مع مابعدہ ☞ راوی کی مدح ہرگز نہیں ہیں ؟؟

جعفر صادق: جی بالکل۔۔۔ میں نے اوپر غلطی تسلیم کی ہے۔ اس میں انا کا مسئلہ تھوڑی ہے۔ غلطیاں لغزشیں انسانوں سے ہی ہوتی ہیں۔

ممبر غلام علی: قریشی صاحب مال غنیمت کی آیت کو مال فئی پر فٹ کرتے رہے۔

جعفر صادق: اہل سنت قرآن وسنت میں بتائے گئے تمام حصیداروں کا حق تسلیم کرتے ہیں۔ بیشک نبی کے رشتہ داروں کا بھی حق تھا اور وہ حق نبی کے دور میں اور خلفائے راشدین کے دور میں اہل بیت کو برابر ملتا بھی رہا۔ در حقیقت اہل تشیع باقی حقداروں کے منکر ہیں۔

ممبر حضرت ابو بکر: اہل تشیع و اہل سنت دونوں مناظرین کا تہ دل سے شکریہ اپنا قیمتی وقت نکال کر عوام تک حق پہنچایا احسنت انداز میں شکریہ دونوں مناظرین کا ♡ ♡ میں مبارک باد پیش کرتا ہوں جناب بخش حسین صاحب کو جس نے حق واضح کر دیا یقینن حق پہلے بھی واضح تھا۔ باغ فدک سیدہ ص کا حق تھا اور حق رہے گا ♡
جزاک اللہ ♡ ♡

ایک نہایت دلچسپ مختصر اور اضافی مکالمہ شیعہ مناظر فرمان علی سے

فرمان علی معصومی شیعہ: ڈاکٹر صاحب تھوڑی بات ہو جائے اس مسئلہ پر، یعنی فقط فئے پر۔

جعفر صادق: میں پی ڈی ایف بنانے میں مصروف ہوں۔ آپ کے پاس میرے اشکالات کا جواب ہے تو یہاں ترتیب سے ان پر گفتگو کر سکتا ہوں۔ مکمل فہرست فارغ ہو کر یہاں کاپی پیسٹ کر دوں گا۔ ان شاء اللہ

ممبر علی: آپ وہ حق جو بیبی کو دور خلفاء اول میں دیا گیا دکھا دیں۔ اور بتائیں پھر بیبی کس بات پر ناراض رہی جاتے وقت تک کلام نہیں کیا اول سے۔؟؟

جعفر صادق: اس موضوع پر حق زہرا مناظرہ پڑھیں۔ایک ایک نکتے پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔

فرمان علی معصومی شیعہ: آپ کا کوئی اشکال میرے پاس نہیں ہے۔اور نہ ہی کالم کالم کی بازی کھیلتا ہوں۔بس سطر سطر میں ٹو دی پوائنٹ بات ہو گی ۔کوئی مناظرہ وناظرہ نہیں۔

جعفر صادق: میں عرض کر چکا ہوں۔وہ تمام اشکالات پہلے پیش کئے جائیں گے۔پھر ترتیب وار ان کی روشنی میں گفتگو ہو گی۔

فرمان علی معصومی شیعہ: میں وہ تفصیلی بات تو کرنا ہی نہیں چاہتا۔بس دو اور دو چار بات ہو جائے۔

جعفر صادق: چلیں ان میں سے کسی ایک پر ہی گفتگو کر لیں گے۔ 👍

فرمان علی معصومی شیعہ: مصارف زکات بیان کریں قرآن کے مطابق۔

جعفر صادق: پہلے مصارف زکات کا فدک یا مال فیئ سے تعلق ثابت کریں۔

فرمان علی معصومی شیعہ: دونوں مصارف ہیں اور پتہ چلے کہ سب مصارف میں بانٹ کر تقسیم کرنا واجب ہے یا کسی میں بھی دینا کافی ہے ۔البتہ ان مصارف سے باہر نہیں دینا بس

☜ وجہ اشتراک بین الفیئ والزکات ھی مصارفھما

جعفر صادق: یہ بحث فدک کو نبی کی ذاتی ملکیت تسلیم کرنے کے بعد کی ہے۔

فرمان علی معصومی شیعہ: عجیببب۔لیکن ذاتی ملکیت ہے یا نہیں یہ تب ہو گا جب مال فئے اور مصارف کا مسئلہ حل ہو۔

جعفر صادق: *سوال: نبی کے گھر اور دیگر بنیادی ضروریات کا سامان جیسے گھوڑا تلوار زرہ وغیرہ مال فئی تھے؟

گروپ ایڈمن موڈ پر کر دیا ہے۔کچھ دیر فرمان صاحب کی خواہش کے مطابق گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔صرف آدھا گھنٹہ، پھر اوپن کر دیجئے گا۔بیچ میں دوسرے ممبرز کی مداخلت ہوتی ہے۔

فرمان علی معصومی شیعہ: کیا ہو گیا ہے آپ کو؟

جعفر صادق: سوال سمجھ نہیں آیا؟ یا غیر متعلق ہے؟

فرمان علی معصومی شیعہ: مکمل بے فائدہ۔

جعفر صادق: سوال کا جواب عنایت فرمائیں۔

فرمان علی معصومی شیعہ: مال فئے ایسے کافروں سے ملتا ہے جو جنگ کے خوف سے تسلیم ہو جاتے ہیں۔

جعفر صادق: یہ سوال نہیں پوچھا کہ مال فئی کونسا مال ہے۔

فرمان علی معصومی شیعہ: یہ بات سمجھائیں کہ نبی پاک کی زندگی فئے پہ ہی چلتی تھی کیا جو ایسا گھٹیا سوال رکھ دیا آپ نے؟ میں نے ربط توڑا ہے تمہارے سوال کا فئے سے۔

جعفر صادق: ہر گز نہیں۔ بلکہ یہ توہین آپ کے مؤقف کو تسلیم کرنے سے ہوتی ہے۔

فرمان علی معصومی شیعہ: موقف آیا کب ہے؟ مال فئے کے مصارف پہ بات کریں۔ زکات کے مصارف میں سب کو بانٹ بانٹ کر زکات دینا واجب ہوتی ہے؟؟؟ اگر نہیں تو زکات اور فئے کی آیتوں کا انداز تو ایک ہی ہے۔

جعفر صادق: چلیں مزید آسان کر دیتا ہوں۔ کیا نبی کے گھر، دیگر ذاتی استعمال کا سامان اور کفار سے حالت خوف میں ملنے والی ملکیت میں کوئی فرق نہیں ہے؟ پہلے کلیئر تو کریں کہ مال فئی اور دیگر سامان میں فرق ہے یا نہیں۔

سوال: نبی کے گھر اور دیگر بنیادی ضروریات کا سامان جیسے گھوڑا تلوار زرہ وغیرہ مال فئی تھے؟

فرمان علی معصومی شیعہ: بالکل کوئی فرق نہیں ۔ کیونکہ اب ملکیت بن چکا ہے۔ انتخاب رسول اللہ ص کے بعد کوئی فرق نہیں۔ اب بائیں شائیں نہیں سیدھا بات پہ آئیں۔

جعفر صادق: کیا قرآن میں نبی کے گھر، گھوڑا، تلوار۔ زرہ وغیرہ کے لئے بھی حکم نازل ہوا ہے کہ اس کے حقدار رشتہ دار، یتیم، مسکین اور مسافر ہیں؟

فرمان علی معصومی شیعہ: دیر نہ کریں اتنی ریپلاء دینے میں۔ دفع ہو جائیں، بات پہ آئیں۔

جعفر صادق: میں اسی نکتے پر ہوں۔ ذاتی ملکیت اور مال فئی کا فرق سمجھا رہا ہوں۔

فرمان علی معصومی شیعہ: کوئی فرق نہیں ۔ اگر فرق ہے تو اثبات آپ کے اوپر ہے۔

جعفر صادق: کیوں دفع کروں۔ آپ کے نزدیک دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

کیا یہ توہین نبی نہیں ہے؟

فرمان علی معصومی شیعہ: دو تین منٹ کی بات تھی آدھا گھنٹا ہو گیا۔

کیوں توہین؟؟؟ ثابت کریں نا۔ فرق ہے تو ثابت کریں۔ یہ ایسا ہے جیسے چند درآمدات ہوں بس۔

جعفر صادق: فدک کو پہلے نبی کی ذاتی ملکیت ثابت کر دیں۔ یہ ملکیت نبی کو بحیثیت حکمران ملی تھی۔

کیا آج عمران خان کو چین تحفے میں مرسڈیز دے دے تو وہ اس کی ذاتی ملکیت ہو جائے گی؟

یہ ہے فرق 👈

فرمان علی معصومی شیعہ: اب پھر کیا ہوا؟؟؟ آپ نے کیا ثابت کرنا تھا؟ توہین اور فرق ثابت کرنا تھا نا؟؟

عمران کے لئے کوئی قرآن نازل ہوا ہے یا حدیث ہے؟ نہیں نا۔

جعفر صادق: مال فئی کو نبی کی ذاتی ملکیت منسوب کرنا توہین نبی ہے۔ چلیں یہ بتائیں۔ مال فئی کون کون سے تھے؟

فرمان علی معصومی شیعہ: لاحول والا قوۃ الا باللہ۔ میں ڈر گیا تھا کہ کہیں توہین رسالت میں مارانہ جاؤں 😅 😅 😅 😅 😅 😅

جعفر صادق: *بنی نضیر کے اموال نبی کی ذاتی ملکیت تھے ؟

فرمان علی معصومی شیعہ: بے فائدہ سوالات مت چھوڑیں کلیات پہ بات کریں

جعفر صادق: سنجیدہ رہیں۔ باقی دس منٹ ہیں۔ مال فیئ کے متعلق سوال بے فائدہ ہے۔

کمال ہے۔

شیعہ فرمان علی کا اپنی بات سے یوٹرن

فرمان علی معصومی شیعہ: مال فئے ٹوٹل نبی پاک کا ہے اور جو نبی پاک نے اپنے لیے لیا دونوں میں فرق ہے۔

مصارف سمجھ گئے پہلے ؟

جعفر صادق: دلیل دیں کہ بنی نضیر کے اموال نبی کی ذاتی ملکیت تھے۔

فرمان علی معصومی شیعہ: خیبر اور بنی نضیر کا مال ٹوٹل فئے تھا۔ اب اس میں سے جس کو جو بھی مال ملے وہ اس کی ملکیت ہوا یا نہیں ؟؟؟

جعفر صادق: خیبر اور بنی نضیر کے اموال کا کیا ہوا تھا؟

فرمان علی معصومی شیعہ: یہ مال نبی پاک نے اپنے لیے لیا یا نہیں اس سے حق ملکیت کے مسئلہ پہ فرق پڑتا ہے کیا؟؟؟؟ سندھ میں بانٹا گیا تھا 😅 😅 😅 😅 ؟کا کا کلیات پر بات کریں۔

[شیعہ کے نزدیک یہ بات غیر اہم ہے کہ مال فئے (خیبر اور بنی نضیر) اپنے لئے لیا یا نہیں !اگر یہ غیر ضروری ہے تو پھر حق ملکیت اس مال پر کیسے ہو گیا؟]

جعفر صادق: محترم۔۔۔بہت فرق پڑتا ہے۔ دور نبوی شاہانہ دور نہیں تھا۔ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کا کیا حال تھا؟ آپ جانتے ہیں؟ اصل بنیادی نکات حل کریں۔

[اس دلیل کو فرمان علی سمجھنے سے قاصر رہے۔ اگر مال فئے اور دیگر خیبر اور بنی نضیر کے اموال نبی کی ذاتی ملکیت ہوتے تو غزوہ تبوک کے موقع پر اتنی جاگیر ہوتے ہوئے نبی کریم کو صحابہ کرام سے مالی تعاون کی اپیل کیوں کرنی پڑتی اور اللہ عزوجل کو بھی اس تعاون کے لئے قرآنی آیت کا نزول کیوں کرنا پڑا۔]

(دو کے بیچ گفتگو میں بخش حسین کی دخل اندازی)

بخش حسین حیدری شیعہ: اب بات غزوہ تبوک پر چلی گئی 😅

جعفر صادق: جیش العسرہ کس غزوے کا نام ہے ؟اس کے معنی بھی بتادیں۔

اصل حقائق

نبی پاک ﷺ کا آخری غزوہ تبوک تھا جو کہ سن 9 ھجری میں پیش آیا تھا۔

شیعہ کتاب ناسخ التواریخ (جلد اول کتاب دوم صفحہ 421) کے مطابق اس وقت ایسی تنگی اور مصیبت مسلمانوں پر تھی کہ اس غزوہ تبوک کا نام "جیش العسرہ" ہو گیا۔

اس موقعہ پر حضرت عثمان نے دوسو اونٹ اور دوسو اوقیہ چاندی کے شام کی تجارت کے لیئے جمع کیئے تھے وہ سب نبی پاک ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے جس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کہ بعد عثمان جو بھی کام کریں گے انہیں کوئی گناہ نہیں ہو گا۔

ایک اور روایت میں یہ ہے کہ تین سو اونٹ مع سامان کے اور ہزار مثقال زر سرخ پیش کیا اس پر نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ !تو عثمان سے راضی ہو جا کیونکہ میں عثمان سے راضی ہوں۔

حضرت عمر نے اپنا آدھا مال نبی پاک ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم نے اپنے اہل و عیال کے لیئے کیا چھوڑا؟ حضرت عمر نے جواب دیا کہ اتنا ہی ان کے لیئے چھوڑا ہے۔

حضرت ابو بکر نے اپنا کل مال و متاع نبی پاک ﷺ کی خدمت میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اپنے اہل و عیال کے لیئے کیا رکھا ہے؟ جواب میں عرض کیا اللہ اور رسول کو ان کے لیئے چھوڑا ہے۔

اسی طرح ناسخ التواریخ میں دوسرے صحابہ کرام کی مالی امداد کا بھی ذکر موجود ہے۔ مثال کے طور پر حضرت عبد الرحمان بن عوف، حضرت عباس بن عبد المطلب، حضرت طلحہ بن عبید، حضرت سعد بن عبادہ وغیرہ۔ ہر کسی نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق رقم پیش کی کیوں کہ اس وقت جہاد کے سامان کی شدید ضرورت تھی۔

کیا تاریخ اسلام یا کسی بھی شیعہ کتب میں غزوہ تبوک کے اس سخت مشکل وقت میں سیدہ فاطمہ کی طرف سے بھی کسی قسم کی مالی امداد کا ذکر موجود ہے۔۔۔۔۔؟؟

فرمان علی معصومی شیعہ: شاہانہ دور تھا یا نہیں جب قرآن و حدیث شاہد بن جائے تو آپ کو یا مجھے حق نہیں کہ فالتو کے بناتے پھریں۔

جعفر صادق: یہ زمینی حقائق بہت اہم ہیں۔ ایسی باتیں تسلیم کیوں کی جائیں جو حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔

فرمان علی معصومی شیعہ: لو بھئی۔۔۔۔۔ الامان۔ قرآن آپ کو کوسوں دور لگتا ہے؟؟؟

جعفر صادق: بتائیں۔۔ کہ سیدہ فاطمہ کو فدک اگر ہبہ ہو گیا تو فدک کی آمدنی سے غزوہ تبوک میں کتنی مدد کی گئی ؟

فرمان علی معصومی شیعہ: اب خاموش ہو جائیں ۔ پلیز پہلے جا کر قرآن و حدیث پڑھیں۔ من گھڑت اسطورات سے پرہیز کریں۔ ☹ ☹ ☹ ☹۔ آپ آدمی ہیں یا؟؟؟

جعفر صادق: کیوں غزوہ تبوک میں فدک غائب ہو گیا تھا؟ خوش رہیں۔ آپ کو ہی شوق تھا۔ اللہ حافظ

جو حق پر ہوتا ہے وہی فر فر جواب دیتا ہے۔ گھبراہٹ باطل کی نشانی ہے۔ مجھے اجازت۔ اب وقت نہیں ہے۔

*مکالمہ فدک مال فئی یا ذاتی ملکیت میں اہل سنت کے اہم سوالات *

یہ فہرست ان اہم سوالات کی ہے جو سُنی و شیعہ مکالمہ فدک مال فئی یا ذاتی ملکیت میں *شیعہ مناظر بخش حسین حیدری* سے بار بار پوچھے جاتے رہے اور شیعہ مناظر ان کا علمی عقلی و نقلی رد کرنے میں مکمل ناکام رہا۔

* فدک کی حیثیت کا تعین *

1: نبی کریم ایک ہی وقت میں منصب نبوت پر فائز تھے اور حکمران بھی تھے۔ وضاحت کریں کہ یہودیوں نے فدک ذاتی حیثیت سے دیا یا بحیثیت حکمران؟ کیا کوئی راہ چلتے کسی کو بھی اتنی بڑی جاگیر تھما دیتا ہے؟ کیا ہم یہ سمجھیں کہ بغیر کسی جان پہنچان کے یہودیوں کی طرف سے باغ فدک نبی کریم کو مل گیا اور ذاتی ملکیت بن گیا؟ نبی میں نبوت اور حکمرانی دونوں ہی جمع تھیں۔ یہودیوں نے کس حیثیت سے دیا؟

2: تحائف ذاتی حیثیت سے دئے جائیں تو ذاتی ملکیت ہی قرار پاتے ہیں اور تحائف بحیثیت حکمران دئے جائیں تو ملک و قوم کی امانت ہوتے ہیں۔ زمانہ قدیم سے دور جدید تک کسی بھی مذہب، مسلک اور کسی بھی ملک کے قوانین کے مطابق کسی بھی ملک کے حکمران کو جب کوئی بھی چیز بحیثیت حکمران کہیں سے تحفے میں مل جائے تو کیا وہ اس کی ذاتی ملکیت قرار دی جاتی ہے ؟

3: مال فئی بغیر لشکر کشی کے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس میں سنی و شیعہ کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیا بغیر لشکر کشی کے یہودیوں نے فدک ایسے ہی نبی کو دے دیا؟

4: قرآن و سنت سے دلائل دیں کہ حکمران کو ملنے والے تحائف اس کی ذاتی ملکیت بن جاتے ہیں یا نبی کریم نے فدک کو اپنی ذاتی ملکیت قرار دیا تھا۔

5: بالفرض فدک کو نبی کی ذاتی ملکیت تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے یہ تصور ذہن میں آتا ہے کہ نبی کے پاس اپنی کافی ملکیت ہو گی جس میں سے سیدہ فاطمہ کو بھی عطا فرمادی، اس کے لئے آپ کو دلیل سے ثابت کرنا پڑے گا کہ نبی بوقت رحلت مالدار امیر کبیر تھے۔

* فدک کا سیدہ فاطمہ کو ہبہ ہونا *

6: نبی کریم نے سیدہ فاطمہ کو کس موقعہ پر فدک ہبہ کیا؟ سن ھجری کیا تھا اور نبی کی وفات کس سن ھجری میں ہوئی؟

7: نبی کریم اور صحابہ کرام کے خراب معاشی حالات کے باوجود سیدہ فاطمہ کو فدک ہبہ ہونا عقلی و نقلی طور پر درست نہیں ہے۔ ذرا بتائیں کہ فدک ہبہ ہونے کے بعد کتنے سال تک سیدہ فاطمہ کے زیر تسلط رہا۔؟

* میراث نبوی *

8: بوقت رحلت نبی کریم کے کون کون سے ورثاء موجود تھے جنہیں قرآن و سنت کی روشنی میں مالی ورثہ لینے کا حق تھا؟

9: قرآن و سنت کی روشنی میں کیا سیدہ فاطمہ ہی بوقت رحلت نبی کی وارث موجود تھیں؟

10: میراث علمی بھی ہوتی ہے اور مال و ملکیت بھی۔ مالی میراث اس کی ہوتی ہے جس نے دنیاوی مال و ملکیت جمع کیا ہو۔ نبی کے پاس بوقت رحلت کتنی دنیاوی ملکیت تھی؟

11: کیا سیدہ فاطمہ نے پورے فدک کا مطالبہ کیا تھا؟ جبکہ نبی کریم کے دوسرے حقدار 9 ازواج مطہرات اور چچا حضرت عباس بھی ورثاء میں سے موجود تھے۔

*** مال فئی اور سورت الحشر آیت 6،7 اور دیگر آیات قرآنی ***

12: کیا مال فئی کے متعلق بس یہی ایک آیت سورت الحشر 6 ہے جس سے فدک نبی کی ذاتی ملکیت ثابت ہوتا ہے ؟ اس سے اگلی آیت 7 میں کس قسم کی مالیت کے اتنے حصیدار بیان ہوئے ہیں؟

13: کیا مال فئی میں صرف فدک ہی نبی کے زیر تسلط آیا تھا؟ خیبر اور بنی نضیر کے اموال کس کے تھے ؟ اگر تمام مال فئی نبی کی ذاتی ملکیت تھے تو سیدہ فاطمہ نے تمام ملکیتوں کا مطالبہ کیوں نہیں کیا تھا؟

14: مال فئی نبی کی ذاتی ملکیت کیسے تسلیم کی جائے جبکہ خود آپ کی دلیل کے مطابق ناسخ سورت الانفال آیت 41 میں بھی من وعن وہی چھ حصیدار بیان کئے گئے ہیں۔؟

15: تفسیر نمونہ میں شیعہ مفسر نے بیان کیا ہے کہ سورت الحشر 8 اور 9 کی آیات گواہی دیتی ہیں کہ مال فئی بنی ہاشم کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ اس کی تائید میں امام باقر کا قول بھی نقل کیا ہے جس کے مطابق مال فئی کسی ایک کا نہیں بلکہ اس کے کئی حصیدار ہیں۔ کیا امام معصوم کا قول بمعہ قرآن کریم کی تائید آپ کے لئے قابل حجت نہیں ہے ؟

16: ایسی ملکیت جو بحیثیت حکمران نبی کریم کو حاصل ہوئی ہو، تمام سنی و شیعہ مفسرین بھی بیان کر رہے ہیں کہ * بعد از نبی قائم مقام * اس کا حقدار ہوگا جو نبی کی طرح اس کی آمدنی کو تقسیم کرنے کا پابند ہے تو یہ ملکیت نبی کی ذاتی ملکیت کیسے تسلیم کی جائے اور بعد از نبی حقیقی چچا اور 9 ازواج مطہرات کی موجودگی کے باوجود صرف سیدہ فاطمہ کا ہی حق ہے ؟ کیا یہ قرآن و سنت کے صریح خلاف نہیں ہے ؟

17: مال فئی اگر غنیمت نہیں تو کس قسم کا مال ہے ؟ آپ کس دلیل سے مال فئی کو غنیمت سے الگ کر رہے ہیں؟ کیا آپ کی ذاتی رائے سے فدک کو نبی کی ذاتی ملکیت تسلیم کر لیا جائے ؟

سُنی و شیعہ مکالمہ فدک مال فئی یا ذاتی ملکیت !

1

شیعہ مناظر بخش حسین حیدری کے دلائل و اشکالات	اہل سنت جعفر صادق کی طرف سے شیعہ دلائل کا رد اور اشکالات
شیعہ مؤقف ← فدک نبی کی خاص ملکیت تھی۔	نبی کے پاس بنیادی ضروریات کے علاوہ کوئی مال و زر نہیں تھا۔ بوقت رحلت سرکار دو عالم ﷺ کی زرہ بھی یہودی کے ہاں گروی رکھی تھی۔ (صحیح بخاری ح 2916)
دلیل: سورت الحشر آیت 6 ← استدلال: فدک نبی کی خالص ذاتی ملکیت ہے۔ الحاوی الکبیر الجز 14 ص 55 ← جو بغیر لشکر کشی کے نبی کو حاصل ہوا تھا۔	کیا فدک نبی کی خاندانی ملکیت تھی؟ یا ذاتی محنت مزدوری سے حاصل کیا تھا؟ فدک نبی کی ذاتی ملکیت ہرگز نہیں ہے ۔ قرآن و سُنی اور شیعہ تفاسیر کے مطابق مال فئی کے چھ حصیدار ہیں اور بعد از نبی مال فئی نبی کے قائم مقام کا ہے۔ (سورت الحشر 7، شیعہ کتاب مرات العقول۔ علامہ باقر مجلسی الجز 6 ص 252، المبسوط فی فقہ الامامیہ ۔ علامہ طوسی ج 2 ص 66) یہودیوں نے خیبر کی فتح سے مرعوب ہو کر فدک دیا تھا۔ (الحاوی الکبیر الجز 14 ص 55)
جو مال بغیر لشکر کشی کے حاصل ہو وہ خالص رسول کا ہے۔ (تفسیر بصیرت قرآن سورت الحشر 6-10 ص 63، تفسیر جواھر القرآن، کتاب الاموال ص 75-78)	فدک خالص نبی کی ملکیت اس حیثیت سے ہے کہ بحیثیت حکمران صرف نبی کا تسلط رہے گا۔ ذاتی ملکیت نہیں بن جائے گا۔ شیعہ کے بھیجے گئے اہلسنت کتب کے انہی اسکینز سے تائید: فدک مال فئی کے حصیدار مہاجرین و انصار (تفسیر بصیرت القرآن ص 63) مال فئی بعد از نبی سردار یعنی قائم مقام کا ہوگا۔ ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ (تفسیر جواھر القرآن) مال فئی میں اموال بنی نضیر بھی شامل ہیں۔ (کتاب الاموال ص75) جوابی دلیل: مال فئی بحیثیت حکمران نبی کو حاصل ہوا ۔ قول امام باقر مال فئی کے حقدار بنی ہاشم ، یتیم، مسکین اور مسافر بھی ہیں۔ (تفسیر نمونہ ج 11ص 471-476)
سورت الحشر آیت 7 منسوخ آیت ہے اور اس کی ناسخ سورت الانفال آیت 41 ہے۔ (قص الحق ص 40، التفسیرالصحیح ج 2ص 406، تفسیر القاسمی ج 9ص 186، قرآن میں ناسخ و منسوخ ص 53)	شیعہ مناظر نے پہلے مؤقف اختیار کیا کہ سورت الحشر آیت 7 کا منکر نہیں ہوں پھر دوسرے ہی دن آیت 7 کو منسوخ قرار دینے کے لئے اسکینز رکھنا شروع کردئے۔ شیعہ مناظر نے اقرار کرلیا کہ مرات العقول کے مطابق فدک کے حصیدار بنی ہاشم بھی ہیں۔ علمی رد: منسوخ اور ناسخ دونوں آیات میں چھ حصیدار من وعن وہی بیان ہوئے ہیں۔ شیعہ مفسر نے امام باقر کی تائید کے ساتھ سورت الحشر آیت 8 اور 9 کی روشنی میں بنی ہاشم اور مہاجرین و انصار کو بھی مال فئی کا حصیدار تسلیم کیا ہے۔ (شیعہ تفسیر نمونہ ص 474) سورت الحشر آیت 9 اور 10 میں شیعہ مفسر کا اقرار کہ مال فئی کے حصیدار مہاجرین و انصار بھی ہیں۔ (شیعہ تفسیر انوار نجف ص 252)

سُنی و شیعہ مکالمہ فدک مال فئی یا ذاتی ملکیت!

2

شیعہ مناظر بخش حسین حیدری کے دلائل و اشکالات	اہل سنت جعفر صادق کی طرف سے شیعہ دلائل کا رد اور اشکالات
سورت الانفال آیت 41 خمس کے متعلق ہے۔ آپ نے سورت الحشر آیت 7 منسوخ آیت کیوں پیش کی؟	بالفرض سورت الانفال آیت 41 ناسخ آیت ہے تو منسوخ آیت 7 کا وہی حکم تمام مال غنیمت پر بھی لاگو کیا گیا ہے۔ امام باقر کا قول اور شیعہ مفسرین بھی آپ کے خلاف ہیں۔
تفسیر نمونہ اور تفسیر انوار نجف میں موجود امام باقر کا قول تھذیب الاحکام سے لیا گیا ہے۔(تھذیب الاحکام ج 4 ص 134) یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ راوی علی بن محمد بن زبیر مجہول ہے۔ (فہرست کتب الشیعہ و اصولھم ص 273، معجم الرجال حدیث علامہ خوئی ج 12 ص 141)	امام باقر کا قول ضعیف ہرگز نہیں ہے اور راوی علی بن محمد بن زبیر مجہول راوی نہیں ہے بلکہ اس نام کے دو راوی ہیں اور دونوں کی توثیق کی گئی ہے۔ معجم الرجال الحدیث ج 13 ص 148 -150، راوی نمبر 8430 - قاموس الرجال ج 7 ص 552) امام باقر کا قول صحیح ہے۔ مال فئی میں بنی ہاشم کے ساتھ مہاجرین و انصار بھی حصیدار ہیں۔ اہل تشیع کے ہاں یہ روایت موثق ہے۔ (تھذیب الاحکام فی شرح المقنعۃ ج 4 ص 177)
قاموس الرجال میں راوی علی بن محمد بن زبیر قرشی کا ذکر غیر متعلق ہے۔	پہلے ثابت کریں کہ دونوں راویوں میں سے تھذیب الاحکام میں کونسا راوی ہے؟ اس کی توثیق شیخ مفید سے دکھائی گئی ہے۔ موثق روایت کا انکار ممکن نہیں ہے۔
سورت الحشر آیت 7 منسوخ شدہ ہے اور اس کی ناسخ آیت سورت الانفال آیت 41 ہے۔ اس میں صرف مال غنیمت کا ذکر ہے۔ مال فئی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔	سورت الانفال آیت 41 غزوہ بدر کے موقعہ پر نازل ہوئی۔ دو جماعتوں کی جنگ کا ذکر آیت میں موجود ہے۔ اس کے بعد غزوہ بنی نضیر ہوا تھا۔ سورت الحشر آیت 7 غزوہ بنی نضیر کے موقعہ پر نازل ہوئی۔ دونوں جنگوں اور دونوں آیتوں کے شان نزول حتمی طور پر ثابت شدہ حقیقت ہے۔ عقلی طور پر یہ ممکن نہیں کہ منسوخ آیت بعد میں نازل ہوئی ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سورت الحشر آیت 7 منسوخ نہیں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر 499)
بغیر جنگ کے جو مال حاصل ہوگا وہ خالص نبی کا ہوگا۔ (تفسیر حقانی ص 485، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج 9 ص 468، تاریخ ابی الفداء ج 1 ص 301، کتاب ثقات ابن حبان ج 2 ص 15، تفسیر البغوی ج 7 ص 311، وانک لعلی خلق عظیم ج 1 ص 242، موطا امام مالک ج 15 ص 660) راوی علاء ضعیف ہے۔ (نیٹ سے تصویر اور اہل سنت عالم ابن حجر عسقلانی کی جرح) مال فئی بغیر جنگ کے ملا۔ (تفسیر مظہری ص 50/338 تفسیر جلالین ص 390) فدک ملکیت رسول (شرح صحیح مسلم ج 12 ص 82)	تفسیر حقانی سے رد: مال فئی اور غنیمت ایک ہی چیز ہے۔ (تفسیر حقانی ص 468) تمام اسکینز میں ایک ہی بات دھرائی گئی ہے کہ مال فئی بغیر جنگ کے حاصل ہوا اور خالص نبی کا ہے۔ کسی اسکین سے میرے دلائل کا رد نہیں ہوتا۔ علمی رد: خاصہ کا مطلب سنبھالنا ہے ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ (فیض الباری شرح صحیح بخاری ص 257) فدک دور نبوی اور خلفائے راشدین کے دور میں کسی کی ذاتی ملکیت نہیں تھا۔ ہر دور میں اس کے متولی بدلتے رہے۔ (صحیح بخاری ح 4034) راوی علاء بھی ثقہ راوی ہے۔ شیعہ کی روایت پر سُنی عالم کی جرح دکھانا درست نہیں ہے۔ مال فئی بغیر جنگ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ صحیح مسلم کے اسی اسکین میں آگے یہ الفاظ بھی مذکور ہیں۔ وکل ھذا صدقات۔ شیعہ مؤقف کا رد بیان کیا گیا ہے۔